مصنف
ایڈگر جیپسن
مارس لیبلانک ۔

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب

چوک فتح پوری دہلی

قیمت فی جلد تین روپے آٹھ آنہ

بار چہارم

جالندھر میں سٹاکسٹ

سہگل ناول سٹور محلہ تھاپران جالندھر شہر

تعارف

مارس لیبلانک کے متعدد ناولوں کا ترجمہ کرنے کے بعد جن میں سے ہر ایک اردو خواں پبلک کا خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ فرانس کے اس مایہ ناز مصنف کو ناظرین سے روشناس کرانا ایک بے جا یا کم از کم بعد از وقت عمل نظر آتا ہے۔ مگر یہ کتاب جس کا ترجمہ اب اول بار شائع کیا جاتا ہے چونکہ آرسین لوپن کے متعلق اس کے سلسلہ تصانیف کی پہلی کڑی ہے۔ اس لئے تذکرتاً چند الفاظ دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے۔

مارس لیبلانک نے ایک اور شخص فرانسس ڈاکراسے سینٹ سے مل کر "آرسین لوپن" کے نام سے چہار باب کا ایک ناٹک لکھا تھا جو پیرس میں کامیاب ہونے کے بعد لندن کے ڈیوک آف یارک اور گلوب تھیٹر میں مدتوں مقبول رہا۔ اس غیر معمولی دلچسپی کو دیکھ کر جو پبلک اس کھیل سے لے رہی تھی۔ ولایت کے ایک نامی افسانہ نگار ایڈگر جیپسن نے مارس لیبلانک کی شرکت سے ناٹک کو اس ناول کی صورت دی۔ جس کا ترجمہ موجودہ کتاب میں ہدیہ ناظرین ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لیبلانک کے ان ناولوں کی طرح جو اس سے پیشتر اردو میں شائع ہوئے یا آئندہ ہوں گے۔ یہ ناول فرانسیسی کے انگریزی ترجمہ کا اردو بیان نہیں بلکہ انگریزی کے ایک اصلی ناول کا ترجمہ ہے۔

ناٹک کو ناول کی صورت میں لاتے ہوئے مصنفوں نے اپنے کمال انشا پردازی سے وہ سب خوبیاں جنہیں سٹیج پر ایکٹر ادا کیا کرتے تھے لفظوں میں قائم رکھی ہیں۔ پس اگر اردو زبان

رہا تھا۔ سب سے خوشنما اور قیمتی اس نازنین کا حسن لطیف تھا۔ جو ہال کی فراخ کھڑکیوں کے سامنے اس مقام پر میز کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ جہاں سے باہر ایک خوشنما سر سبز اور فرحت افزا مرغزار نظر آتا تھا۔

اس کی خوبصورتی نزاکت کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ رنگت چینی مٹی کی طرح شفاف چہرہ زرد۔ مگر رخساروں پر گلاب کے پھولوں کی ہلکی جھلک نمودار تھی۔ ناک سیدھی اور ٹھوڑی کی ساخت ناموزوں اور ناپسندیدہ تھی۔ مگر پرستاران حسن اسے دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اس کی موٹی۔ شفاف رسیلی آنکھوں کی تعریف کریں یا اس غنچہ نما دہن کی جس کے تریاقوتی ہونٹوں کو بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا تھا۔ معلوم نہیں کس لئے اس خوشنما چہرہ پر ہر وقت اداسی چھائی رہتی تھی۔ فکر و غمگینی کی وہ جھلک جو سلاو قوموں سے مخصوص ہے۔ مگر جس میں اس نازنین کی حالت میں ذاتی پریشانی اور تشویش کا بھی حصہ تھا

اس کے بال ملائم اور بھورے تھے مگر جہاں ان پر آفتاب کی کرنیں پڑتی تھیں مجلا سونے کی طرح دمکتے تھے۔ چند چھوٹی لٹیں شانہ سے باسنی ہو کر پیشانی پر بکھری ہوئی ننھے طلائی پروں کی آب رکھتی تھیں۔

اس کے سامنے میز پر بائیں طرف ناموں کی ایک لمبی فہرست تھی۔ جسے دیکھ کر وہ لفافوں پر پتے لکھتی۔ اور ان میں شادی کے رقعے داخل کر رہی تھی۔ رقعہ کا مضمون یہ تھا۔

" ایم۔ گورنے مارٹن کی دختر جریں کی شادی ڈیوک آف چارم رلیں سے قرار پا چکی ہے۔"

وہ محنت و استقلال سے لفافوں پر پتے لکھ کر ان کا انبار لگا رہی تھی۔ حتٰے کہ اب اس کے سامنے ان کا چھوٹا سا ڈھیر تیار ہو گیا تھا۔ لیکن جب گاہ بگاہ خوشی و خرم

لڑکیاں باغ میں ٹینس کھیلتے ہوئے بلند آواز میں بازی کی بہر دیتیں اور ان کی آواز سن کر اس کی توجہ کام سے ہٹ جاتی۔ تو ذرا دیر کے لئے وہ کھڑکی کی طرف نظر حسرت سے دیکھتی اور پھر جب اپنی آنکھوں کو ادھر سے ہٹا کر دوبارہ کام پہ لگاتی تو اس کی چھاتی سے ایک آہ سرد نکل جاتی تھی۔ ایسی ہلکی کہ خود اسے بہ مشکل اس کا علم ہو سکتا تھا۔

دفعتاً باغ سے آواز آئی۔ "سونیا! سونیا"

"میڈموازل جرمین" اس نازنین نے جواب دیا۔

"نوکر سے چائے لانے کو کہہ دو،" کرخت لہجہ میں آواز آئی

"بہت اچھا" سونیا نے کہا۔ اور لفافہ جو اس کے ہاتھ میں تھا اس کا پتہ مکمل کر کے اُسے بھی انبار میں رکھ دیا۔ پھر ہال کے دوسرے حصّے میں بنے ہوئے پرانے فراخ آتشدان کے پاس جا کر گھنٹی بجائی۔

ایک منٹ کے لئے وہیں کھڑے ہو کر اس نے گلاب کے پھول کو جو اپنی جگہ سے گر گیا تھا ٹھیک کیا۔ ایسا کرتے ہوئے اس نے بازوؤں کو اٹھایا تو اس کی نازک قامت نے اپنی اصلی درازی حاصل کی۔ وہ اس کام سے فارغ ہوئی تھی کہ نوکر داخل ہوا۔

"الفرڈ چائے کا سامان لے آؤ" سونیا نے اس دلفریب روپہلی آواز میں جو قدرت کا نادر قیمتی عطیہ۔ صرف شاذ حالتوں میں عورت کو حاصل ہوتا ہے کہا۔

"کتنے شخصوں کے لئے؟ الفرڈ نے پوچھا۔

"تمھارے آقا اب تک واپس نہیں ہوئے تو بس چار کے لئے۔"

"نہیں مس وہ تو نہیں آئے۔ وہ لنچ کھانے موٹر میں ریش گئے تھے۔ جس کا فاصلہ کئی میل ہے۔ اور میرا خیال ہے ایک گھنٹہ سے پہلے نہ آئیں گے۔"

"اور ڈیوک؟..... سواری سے واپس آگئے کیا؟"

"ابھی نہیں" اور یہ کہکر الفرڈ جانے کے لئے پیچھے مڑا۔ مگر

"ٹھہرو" سونیا نے کہا "تم نے پیرس کے سفر کا سامان باندھ لیا؟ بس اب تھوڑی دیر میں چلنا ہوگا۔ اور خادمائیں؟ کیا سب تیار ہیں؟"

"میں نوکر تو سب تیار ہیں۔ مگر خادماؤں کا حال مجھے معلوم نہیں۔ یوں دن بھر میں نے ان کو بھی دوڑ دھوپ کرتے دیکھا ہے۔ مگر آپ جانیں عورتوں کو تیاری کرتے بہت دیر لگ جاتی ہے۔"

"اچھا تو انھیں تاکید کردو اور پھر جلدی جاکر چائے لے آؤ" سونیا نے کہا

الفرڈ کمرے سے رخصت ہوا اور سونیا پھر نوشت کی میز پر بیٹھ گئی مگر قلم ہاتھ میں لینے کی بجائے اس نے شادی کا رقعہ اٹھایا۔ اور اسے پڑھنے لگی۔

وہ اس کے مضمون کو انداز حسرت سے پڑھ رہی تھی۔ اور لب بے آواز حرکت کرتے تھے کہ دفعتاً باہر سے کرخت تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"سونیا کیا کرتی ہو۔ تم نے اب تک لفافوں کو ختم نہیں کیا؟" اور یہ کہتے ہوئے میڈموازل جرین گورنے مارٹن دروازہ کی راہ سے ہال میں داخل ہوئی۔

خاندان گورنے مارٹن کی میراث عظیم کی واحد مالک جرین ہال میں پہنچی تو اس کے ہاتھ میں ٹینس کھیلنے کا بلا تھا۔ سیاہ آنکھیں جوش سے چمکتی تھیں۔ اور تازہ ہوا کے نشہ سے رخساروں کی گلابی رنگت سرخ ہو گئی تھی۔ وہ خوبصورت تھی۔ مگر اس کا جمال سونیا کے حسن لطیف کے مقابلہ میں نمایاں اور شوخ تھا۔ ہونٹ پتلے۔ آنکھیں اٹھلی اور چہرہ سونیا کے اثرات حلم و برداشت سے عاری تھا۔

دو سہیلیاں جن کے ساتھ وہ باغ میں ٹینس کھیل کر آرہی تھی۔ اس کے پیچھے ہال میں داخل ہوئیں۔ ایک جین گاٹیر دراز قامت۔ بدصورت کینہ ور عورت تھی۔ دوسری میری بلیر پستہ قد موٹی بھدی اور زود حس۔

تینوں اس میز کے پاس کھڑی ہو گئیں جہاں سونیا لفافوں کے پتے لکھ رہی تھی۔

میری نے خطوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگی۔

"یہ سب شادی کے رقعے ہیں کیا؟"

"ہاں۔ اور ابھی تو فہرست حرف دی تک پہنچی ہے۔" جرمین نے سونیا کی طرف منہ پھیر کر پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔

میری نے ڈھیر میں سے چند لفافے اٹھا لئے۔ اور ان کے پتوں کو حریصانہ انداز سے پڑھنے لگی۔ "پرنسس ڈاورنن...... ڈچس ڈاواہ یوز....... مارکوئیس....... مارشنس توبہ! تم نے تو سارے فابرگ[1] سینٹ جرمین کو مدعو کیا ہے۔"

یقیناً اپنی شادی میں تم ان میں سے بہت کم آدمیوں کو پہچان سکو گی۔" جین نے کینہ و تلخی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔" جرمین وقار سے بولی۔ "میرے منگیتر کی خالہ میڈم ڈارلیزرز نے چند دن پیشتر میرے اعزاز میں جو دعوت دی تھی اس میں اس نے آدھے پیرس سے ملاقات کرا دی...... اس پیرس سے جس میں مجھے شادی کے بعد نقل و حرکت کرنا ہے۔ اور جس کے اراکین کو تم میرے محلات میں دیکھا کرو گی۔"

لیکن بہن جب تم ڈچس آف چارم رلیس بن جاؤ گی تو پھر ہمیں کب پہچانو گی۔"

"واہ یہ کیوں؟" جرمین نے کہا۔ اور پھر سونیا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔ "دیکھو ان خطوں میں دولی گلیس کا نام نہ بھولنا۔ پتہ نمبر ۳۳ یونیورسٹی سٹریٹ ہے۔"

"دولی گلیس ۳۳ یونیورسٹی سٹریٹ،" سونیا نے نیا لفافہ لے کر پتہ تحریر کرتے ہوئے اس کے الفاظ کو دہرایا۔

مگر ٹھہرو۔ ابھی لفافہ بند نہ کرو۔ میں نہیں جانتی دولی گلیس کے رقعہ پر صلیب کا ایک نشان ہونا چاہئے یا دو۔ یا تین۔" جرمین نے اس انداز سے کہا گویا یہ معاملہ اس کے

---

[1] پیرس کے ایک فیشنیبل محلہ کا نام ہے

نزدیک غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔

"کیا مطلب؟" میری اور جین نے ہم آواز ہو کر پوچھا۔

"تم نہیں جانتی ہو" اس نے کہا۔ "صلیب کا ایک نشان ظاہر کرتا ہے کہ دعوت صرف گرجا میں آنے کے لئے ہے۔ دو ہوں تو شادی اور ولیمہ کے لئے۔ اور تین ہوں تو شادی ولیمہ اور گرجا تینوں موقعوں کے لئے۔ تمہارے نزدیک ڈچس آف ڈولی گلیس کی صورت میں کیا ہونا چاہیئے؟"

اس کا جواب میں کیا دوں، مجھے تو اس معزز خاتون کا شرف ملاقات بھی حاصل نہیں" جین نے کہا۔

"نہ مجھے" میری کہنے لگی۔

"اور مجھے بھی نہیں" جرین نے کہا۔ "مگر جیکس کی ماں۔ ڈچس آف چارم ریس آنجہانی کے ملاقاتیوں کی ایک فہرست مل گئی تھی۔ اس میں یہ نام بھی تھا۔ ڈچس کی زندگی میں دونوں کی گہری محبت تھی۔ لیکن فی زمانہ ڈولی گلیس بعد از وقت عورت ہے۔ گو وہ اپنی عبادت کے لئے بہت مشہور ہے۔ ہفتہ میں تین بار نماز میں شریک ہوتی ہے۔"

"بس تو پھر تین ہی نشان بنایئے۔ جین نے مشورہ دیا۔

"مگر میری رائے یہ نہیں" میری نے جلدی سے کہا۔ "میرا کہا مانو تو اس میں دُولہا کا مشورہ لے لو۔ وہ ایسے معاملوں کو خوب سمجھتا ہے۔"

"اوہ! جیکس کے مشورہ کی بھی ایک ہی کہی" جرین نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "اُسے ان باتوں سے ذرا بھی دلچسپی نہیں۔ گذشتہ سات سال میں اس کے اندر حیرت انگیز انقلاب ہو گیا ہے۔ سات برس پہلے وہ سنجیدگی کے نام تک سے بے خبر تھا یہاں تک کہ محض نمائش کے لئے قطب جنوبی کو روانہ ہو گیا...... پر بہن سچ تو یہ ہے۔ اس زمانہ میں ہی وہ سچا ڈیوک تھا۔"

"اب؟" جین نے پوچھا۔

"اب تو نرا دقیانوسی ہے۔ سوسائٹی میں شریک ہونے سے اس کو سخت نفرت ہے اور چہرہ سے اتنی سنجیدگی برستی ہے جیسے کسی جج کے۔"

"کیا! میں تو جانتی ہوں وہ ہر وقت خوش رہتے ہیں۔" سونیا نے اعتراض کے لہجہ میں کہا۔

جرین نے منہ بنا کر اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ "ہاں خوش رہتا ہے۔ مگر اسی وقت جب اوروں کی نقل کرتا ہے۔ اس کے سوا سنجیدگی کبھی اس کا دامن نہیں چھوڑتی"

"اس تبدیلی سے تمہارے والد ضرور خوش ہوں گے۔" جین نے کہا۔

"ان کا خوش ہونا قدرتی ہے۔" جرین نے جواب دیا۔ "آج اس لئے وہ رینس میں وزیر داخلہ کے وہاں لنچ کھانے گئے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو جیکس کو سرکاری اعزاز دلادیں۔"

"لیجین آف آنر خوب ہوگا۔" میری نے کہا۔

"چھی لیجین آف آنر بھی کوئی متاع ہے۔ یہ اعزاز تو متوسط طبقہ کے لوگوں کو ہی جچتا ہے۔ رہا ڈیوک......"

فقرہ اس کے منہ میں ہی تھا کہ الفرڈ نے چائے کا سامان لا کے سونیا کے پاس والی چھوٹی میز پر رکھ دیا۔

جرین کا وقار اسے چپ بیٹھنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اس لئے وہ کمرے میں ٹہلتی پھر رہی تھی۔ مگر دفعتاً اس نے چاندی کی بنی ہوئی تصویر کی طرف جو پیانو پر رکھی ہوئی تھی۔ اشارہ کیا اور کہنے لگی۔ "ارے اس بت کو کس نے یہاں رکھا۔؟"

سونیا کے چہرہ سے حیرت ظاہر ہوتی تھی۔ بولی۔ "جس وقت ہم آئے یہ الماری پر جہاں اس کی جگہ ہے رکھا ہوا تھا۔"

"الفرڈ اس وقت جب ہم باغ میں تھے۔ تم یہاں آئے تھے؟" جرین نے خادم سے پوچھا۔

"جی بالکل نہیں" الفرڈ نے جواب دیا۔

"آخر کسی نے تو اسے چھیڑا ہو گا" جرین نے باصرار کہا۔

"میں عرض نہیں کر سکتا۔ کسی کی آواز بھی سنائی نہیں دی۔ اس لئے کہ میں باورچی خانہ میں تھا"، الفرڈ نے جواب دیا۔

"تعجب ہے" ، جرین کہنے لگی۔

"واقعی" سونیا نے بھی کہا۔ "یہ میں نے آج تک نہ سنا تھا کہ بت اپنے آپ حرکت کر سکتے ہیں۔"

جتنے آدمی ہال میں تھے۔ سب اس طرح بت کی طرف دیکھنے لگے گویا سمجھتے تھے وہ ان کے سامنے پھر حرکت کرنے لگے گا۔ آخر الفرڈ نے اس کو اٹھا کر الماری پر رکھ دیا اور کمرہ سے چلا گیا۔

سونیا نے چائے تقسیم کی اور اسے پیتے ہوئے ان میں جرین کی شادی عروسی پوشاک اور شادی کے تحائف کا ذکر ہوتا رہا۔ یکایک جرین نے سونیا سے پوچھا۔ "کسی نے پیرس سے ٹیلیفون تو نہیں کیا؟"

سونیا نے اپنے خوشنما سر کو انکاری حرکت دی۔

"کتنے رنج کی بات ہے" جرین کہنے لگی۔ "آج کسی شخص نے ایک بھی تحفہ نہیں بھیجا۔"

اس نے خود سر بچوں کی طرح منہ بنا کر شانوں کو حرکت دی جو ایک ۲۲ سالہ جوان عورت کے لئے سراسر ناموزوں تھی۔

"آج اتوار ہے" ، سونیا نے آہستہ سے کہا۔ "اس روز دکانیں اکثر بند رہتی ہیں۔"

مگر جرین کی پیشانی کے بل پھر بھی نہ ہٹے۔

اتنے میں جین نے دریافت کیا "ڈیوک ہمارے ساتھ چائے میں شریک نہ ہوں گے کیا ؟"

مجھے ان کے ساڑھے چار بجے تک واپس آنے کی اُمید ہے۔" جرین نے کہا۔ وہ ڈوبوئیس اور اس کے بھائی کے ساتھ ہوا خوری کو گئے تھے۔ امید ہے تینوں چائے کے لئے نہیں آئیں گے۔"

"ڈوبوئیس کے ساتھ ! کب ؟" میری نے جلدی سے پوچھا

"سہ پہر کو"

"ناممکن !" میری نے کہا۔ "لنچ کے بعد تو بھائی۔ دونوں ڈوبوئیس...... اینڈری اور جارجز سے ملنے گئے تھے۔ وہ صبح سے کہیں گئے ہوئے ہیں اور امید نہیں بہت رات گئے سے پہلے واپس ہوں۔

" اس صورت میں ..... واقعی عجیب بات ہے کہ ڈیوک نے مجھ سے اس کا ذکر نہیں کیا۔" جرین نے پھر ایک بار اپنی خوشنما جبین پر شکن ڈال کر کہا۔

" تمھاری جگہ میں ہوتی تو اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرتی۔ تم جانو ڈیوک اسی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ ان کی نگرانی ضرور ہونی چاہیئے۔" جین نے کینہ کے لہجہ میں کہا۔

جرین کے رخسار تمتا گئے۔ اور آنکھیں تیز چمکنے لگیں۔ بولی "معاف کرنا مجھے اپنے جیکس پر پورا اعتماد ہے۔ میں اس کی نیکی کی قسم کھا سکتی ہوں۔"

بس تو پھر مضائقہ نہیں،" جین نے بات ٹالنے کے لئے کہا۔

اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور سب کی توجہ اس طرف لگ گئی۔

جرین دوڑ کر ادھر گئی اور ریسیور کان سے لگا کر ٹیلی فون میں کہنے لگی۔ " ہیلو ! کون پیری ...... نہیں وکٹائر...... اچھا کوئی تحفہ آیا ؟ .... کیا کہا ؟..... ایں چاقو !... ایک اور چاقو !...... اور لوئیس ۱۷ نمونہ کی دوات..... رفع کرو۔ کس نے بھیجے ہیں؟

......کونٹس رڈڈلف اور بیری ڈادلیری نے ؟" یہ نام لیتے ہوئے اس کی زبان نے فخریہ لہجہ اختیار کیا۔

ریسیور کان سے لگائے ہوئے وہ اپنی سہیلیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگی۔ "موتیوں کی ایک خوشنما مالا بھی آئی ہے۔ بہت بڑی جس کے موتی بیش قیمت ہیں۔"

"مبارک ہو۔" میری نے کہا۔

"کس نے بھیجی ہے ؟" جرمین نے پھر ٹیلیفون پر پوچھا۔ "ابا کے کسی دوست نے" اس نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔ "خیر مضائقہ نہیں۔ مال تو اچھی ہے۔ مگر دیکھو وکٹا ئر دروازے احتیاط سے بند کرنا اور وہاں مالا کو خفیہ الماری میں رکھ دینا.... قفل بڑی احتیاط سے لگانا۔ میں کل ملوں گی۔"

ریسیور رکھ کر وہ سرگرجین حالت میں ٹیلیفون سے واپس ہوئی۔ اور تلخ لہجہ میں کہنے لگی۔

"کیا تماشہ ہے کہ والد کے دوست اور رشتہ دار تو قیمتی تحفے بھیجتے ہیں۔ اور طبقہ امراء ..... صرف چاقو یا اور ایسی چیزیں ! اس میں قصور سراسر جیکس کا ہے۔ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ فیشن ایبل حصہ شہر میں کسی کو ہماری شادی کا علم تک نہیں۔"

غالباً یہ اس کا فرض نہ تھا۔ کہ شادی کا انتظام کرتا۔" جین مسکرا کر کہنے لگی۔

"تم مذاق کرتی ہو۔ لیکن اس بیان کی اہمیت کو میں بھی تسلیم کرتی ہوں۔" جرمین نے کہا۔ "یہی بات جیکس کی خالہ میڈم ڈارلزیئر نے اس جلسہ دعوت میں کہی تھی۔ جو اس نے میرے اعزاز میں دیا تھا۔ کیوں سونیا ؟"

یہ کہہ کر وہ کھڑکی کے پاس گئی اور ہال کی طرف پیٹھ کر کے باہر دیکھنے لگی۔

"چپ سنو اسی جلسہ دعوت کا ذکر ہے۔" جین نے دبی آواز میں میری سے کہا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد میری نے کہا۔

"تم نے میڈم ڈارلزبزر کی نسبت اور بھی سنا؟ آج اس کے بیٹے کو ایک شخص سے ڈوئیل لڑنا ہے۔ اس کی ماں اس کی وجہ سے سخت پریشان ہے۔"

"ڈوئیل! کس سے؟" سونیا نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ نائبوں کی طرف سے ایک خط اس کے نام آیا تھا۔" میری نے کہا۔

"رلیزبزر کی نسبت مجھے اطمینان ہے۔" جرین نے کہا۔ "وہ تلوار چلانا خوب جانتا ہے کوئی اسے شکست نہیں دے سکتا۔"

لیکن معلوم ہوا۔ سونیا اس بارہ میں جرین کے برابر بے فکر نہ تھی۔ اس کی پیشانی پر اضطراب کے آثار ظاہر تھے۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں خوف کی جھلک پائی جاتی تھی۔

"یہ شخص رلیزبزر کسی زمانہ میں تمہارے منگیتر کا دوست تھا؟" جین نے پوچھا۔

"ہاں تھا" جرین نے تسلیم کیا۔ "اسی کی معرفت تو جیکس سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔"

"کہاں؟" میری نے پوچھا۔

"یہیں اس عمارت میں" جرین نے جواب دیا۔

"اس کے اپنے گھر میں؟" میری نے از حیرت سے سوال کیا۔

"ہاں اسی جگہ کیا یہ عجیب نہیں؟ جرین کہنے لگی۔ "معاملہ جیکس کے والد کے انتقال سے شروع ہوا تھا۔ اس کے چند ماہ بعد اسے مالی مشکلات کا سامنا ہوا۔ وہ قطب جنوبی کو روانہ ہونا چاہتا تھا۔ روپیہ حاصل کرنے کے لئے وہ اس عمارت کو فروخت کرنے پر آمادہ ہوا۔ والد کو ایک قدیم تاریخی عمارت کی تلاش تھی۔ اور وہ ان دنوں دو عمارتوں میں مبتلا تھے۔ اس طرح ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ سارے حالات پیش نہ آتے تو آج سے ایک ماہ بعد میرے ڈچس آف چارم ریس بننے کا امکان نہ تھا۔"

"باقی حالات تو میں نے سمجھے" جین نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔ "مگر شادی اور وجہ مقاصل کا تعلق یہ میرے فہم سے بالاتر ہے۔"

"حالانکہ بات معمولی ہے،" جرین نے کہا۔ "والد کا خیال تھا۔ یہ عمارت مرطوب ہے۔ اس کی تردید کے لئے جیکس نے تین ہفتے ان کو اپنا مہمان بنا کے رکھا۔"

"یہ پورا امیری انداز تھا۔" میری نے کہا۔

"لیکن مہمان نوازی کی تو انھیں ہمیشہ سے عادت ہے۔" سوینا کہنے لگی

"شاید اس لئے کہ اسے سوسائٹی سے الگ رہنا بھاتا ہے۔" جرین نے کہا۔ "حسن اتفاق سے والد کی شکایت یہاں آکر رفع ہو گئی۔ ادھر جیکس کو مجھ سے عشق ہوا۔ نتیجہ یہ کہ والد عمارت کی خرید پر آمادہ ہو گئے۔ اور میں نے جیکس سے شادی کی درخواست کر دی۔"

"تم نے۔" میری نے انداز حیرت سے کہا۔ "اس وقت تو تمہاری عمر سولہ سال سے زیادہ نہ تھی۔"

"ہاں مگر سولہ سال کی عمر میں بھی تو لڑکیاں جانتی ہیں۔ ڈیوک کیا ہوتا ہے۔ کم از کم میں اچھی طرح جانتی تھی۔" جرین نے کہا۔ "اس کے بعد جیکس چونکہ قطب جنوبی کو جا رہا تھا اور والد مجھے چھوٹی عمر میں شادی کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس لئے میں نے اس سے وعدہ کیا کہ تمہاری واپسی تک انتظار کروں گی۔"

"تمہارا عشق بھی ایک افسانہ ہے۔" میری نے کہا۔

"شاید ایسا ہو۔" جرین نے کہا۔ اور پھر کسی نامعلوم وجہ سے منہ بنا لیا۔ "لیکن تم سے کیا پردہ ہے۔ مجھے معلوم ہوتا وہ اتنا عرصہ قطب جنوبی میں بیٹھ رہے گا..... "

"دیکھو تو سہی" میری کہنے لگی۔ "تین سال کے لئے کہہ کے سات سال لگا دیئے اور وہ بھی دنیا کے دوسرے سرے پر.... "

"اور یہ اس زمانہ میں کہ جرین کا عالم شباب ہو۔" جین نے کینہ آمیز تبسم کے ساتھ کہا۔

"بس اب چھیڑو نہیں" جریمین نے چڑ کر کہا۔

"میری رائے میں تمھاری عمر اب تیئس سال کی ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جسے بہار شباب کہنا چاہئے" جین نے کہا۔

"پورے ۲۳ بھی نہیں" جریمین نے جلدی سے کہا "سوئے قسمت سے ڈیوک رستہ میں بیمار ہو گیا۔ مانٹی وڈیو میں اس کا علاج ہوا۔ مگر چونکہ پہلے دن سے ضدی ہے اس لئے علاج ہوتے ہی پھر آگے روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ چھ مہینے تک تو ہم اسے مردہ سمجھتے رہے......"

"مردہ! اس صورت میں آپ کو کتنا رنج ہوا ہوگا" سونیا نے کہا۔

"اس رنجیدہ ذکر کو جانے دو" جریمین اس کی طرف مڑ کر بولی "امر واقعہ یہ ہے کہ چھ ماہ تک میں نے سیاہ کپڑا نہیں پہنا تھا"

"ضرور" جین نے آواز دبا کر میری سے کہا۔

اس کے بعد پھر اس کے خط آنے لگے۔ تین مہینے گذرے کہ اس نے تار میں اطلاع دی "میں واپس آ رہا ہوں اور...... آخر کار آ گیا!" یہ آخری الفاظ اس نے ناٹک کے انداز میں کہے۔

"آخر کار آ گیا!" جین نے اس کے لفظوں کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر پاس رہنا تو دیکھو۔ سات سال کا انتظار کم نہیں ہوتا" سونیا نے کہا

"میں موازنہ کر چکی۔ تمھارا مزاج بہت زود حس واقع ہوا ہے" جین نے سونیا کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "ورنہ میری رائے میں سارا اثر اس عمارت کا تھا۔"

"یعنی؟" جریمین نے پوچھا

"یعنی یہ کہ غرض چارم ریس کی عمارت اور ڈچس کا خطاب حاصل کرنے سے تھی" جین نے کہا۔

"ہاں مگر سات سال کی مہلت کو دیکھو جرین کی سگائی ایک اور شخص سے ہوتے ہوتے رہ گئی تھی"، میری نے مسکرا کر کہا۔

"جو شخص بیرن کا درجہ رکھتا تھا"، جین ہنس کر کہنے لگی۔

"سچ ؟" سونیا نے پوچھا۔

"میڈ موازل کرچاف تمھیں اس کا حال معلوم نہیں جرین کو ڈیوک کے خالہ زاد بیرن ڈارلز برز سے عشق ہونے لگا تھا۔ مگر یہ تعلق آنا شا ندار نہ ہوتا"۔

"تم تو مجھے چھیڑتی ہو" جرین نے کہا۔ "مگر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ رلز برز چونکہ ڈیوک کا وارث تھا اس لئے ڈچیس کا درجہ مجھے پھر بھی حاصل ہو جاتا"۔

"بس بس معلوم ہو گیا۔ تمہاری خواہش اتنی ہی تھی" جین کہنے لگی: "اچھا اب اجازت دو۔ ہمیں کونٹس ٹی اگر اس جین سے کبھی ملنا ہے۔ غالباً تم انھیں جانتی ہو۔"

یہ الفاظ اس نے نخوت آمیز لاپروائی سے کہے اور اٹھ کر چلنے کو تیار ہوئی۔

"میں نے اس کا فقط نام سنا ہے۔ والد صرافہ میں اس کے شوہر سے ملا کرتے تھے۔ ان دنوں اس کا نام محض ایم گراس جین تھا۔ بہر حال والد نے اپنے نام میں فرق نہیں آنے دیا"۔ جرین نے انداز فخر سے کہا۔

"ہاں! مگر یہ معاملہ کا صرف ایک پہلو ہے ..... اچھا اب میں تم سے پیرس میں ملوں گی۔ غالباً کل تم لوگ یہاں سے روانہ ہو جاؤ گے ؟" جین نے کہا۔

"ہاں کل صبح۔"

جین اور میری نے اوور کوٹ پہنے۔ چند رخصتی کلمات کہے۔ اس کے بعد وہ آپس میں الوداعی بوسے دیکر رخصت ہوئیں۔

ان کے جانے پر دروازہ بند ہوا تو جرین سونیا کی طرف منہ کر کے کہنے لگی۔

"مجھے دونوں سے نفرت ہے۔ بڑی ہی بد دماغ عورتیں ہیں"۔

"اوہ! میں تو انھیں بہت نیک طینت سمجھتی ہوں" سونیا نے کہا۔

"وہ نیک طینت! اس لئے کہ تم بے وقوف ہو ورنہ حقیقت یہ ہے وہ مجھے دیکھ کر آتش حسد میں جلی جاتی ہیں"، جرین نے کہا۔ "مگر خیر ان کی جلن بے وجہ نہیں"۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی صورت کو ایک بڑے آئینہ میں کسی ناز پروردہ بچہ کے انداز اطمینان سے دیکھنا شروع کیا۔

باب ۔ ۲

دو ملاقاتی

سونیا پھر میز پر بیٹھ کر لفافوں کے پتے لکھنے میں مصروف ہو گئی۔

جرین بے چینی سے کمرہ میں اِدھر اُدھر ٹہلا کی۔ وہ الماریوں پر رکھے ہوئے سامان کو چھیڑتی، مختلف چیزوں کو بدلتی اور سونیا کو بار بار روک کر پوچھنے لگتی تھی "یہ چیز اس جگہ کیسی سجتی ہے؟" کبھی وہ کوئی مصور رسالہ ہاتھ میں لے کر آرام کرسی پر لیٹ جاتی مگر دو ہی منٹ بعد اٹھ کر دیوار پر لگی ہوئی کسی تصویر کو چھیڑنے لگتی اور ساتھ کے ساتھ ایسے فضول سوالات کا سلسلہ جاری رکھتی جن کا جواب دینا غیر ضروری تھا۔ اس کی حرکتوں سے ۹۹ فیصدی آدمی ضرور اکتا جاتے۔ مگر سونیا بڑے صبر و تحمل سے سب کے جواب دیتی رہی۔ پانچ بار جرین نے اس سے پوچھا: "میڈم ڈارلریزر کے آئندہ جلسہ دعوت میں مجھے زرد رنگ کی گون پہنتی چاہیئے یا گلابی؟" اور پانچ بار سونیا نے اسی لہجہ میں جواب دیا: "میری رائے میں گلابی ٹھیک ہو گی۔"

منزایہ کہ اس عرصہ میں میز پر لفافوں کا انبار بڑھتا گیا۔
یکایک دروازہ کھلا اور الفرڈ نے داخل ہو کر کہا۔
" دو صاحب ملاقات کو آئے ہیں "
" ڈیوٹیس اور اس کا بھائی ہوں گے " جرمین نے کہا۔
" میں کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ انھوں نے نام نہیں بتائے "
" ایک ادھیڑ عمر کا اور دوسرا کم سن ہے۔ کیوں؟ "
" جی ہاں "
" بس وہی ہیں۔ آنے دو "
" بہت اچھا۔ مگر ہاں مجھے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ ہم جو پیرس جا رہے ہیں تو کیا آپ ہمارے ہاتھ وکٹائر کو کوئی پیغام بھیجنا چاہتی ہیں؟ " الفرڈ نے پوچھا۔
" نہیں۔ تم لوگ تیار ہو گیا؟ "
جی ہاں۔ ہم سات بجے کی گاڑی میں روانہ ہوں گے۔ فاصلہ بہت ہے اس لئے صبح ۹ بجے سے پہلے وہاں نہ پہنچ سکیں گے۔ اس کے بعد شام تک آپ کی تشریف آوری سے پہلے مکان کی صفائی اور تیاری کے لئے بہت کم وقت باقی رہ جائے گا "
" سامان تیار ہو گیا "
جی ہاں۔ بلکہ بھاری سامان تو گاڑی پر سٹیشن کو روانہ بھی کر دیا گیا ہے آپ کو اپنے ساتھ صرف دستی بیگ لانے ہوں گے "
" بہت اچھا۔ اب تم ڈیوٹیس اور ان کے بھائی کو یہاں بھیج دو "... جرمین نے کہا۔
وہ کھڑکی کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور بڑے تکلف سے اپنی صورت میں انداز رعنائی پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

مگر جب اس نے کرسی پر بیٹھ کر سر کو پیچھے کی طرف جھکایا اور اس کی آنکھیں کھڑکی کی طرف گئیں تو وہ کھل کر غیر معمولی طور پر چوڑی ہو گئیں۔

"ایں! یہ کیا ہوا؟" اس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا؟" سونیا نے اس لفافہ سے جس کا پتہ وہ لکھ رہی تھی۔ نظر ہٹائے بغیر پوچھا

"دیکھو تو مجھے اس کھڑکی کا ایک شیشہ نظر نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کاٹ دیا۔"

"ہاں واقعی۔ اور ٹھیک اس مقام پر جہاں چٹخنی لگتی ہے۔" سونیا نے کہا جس کے بعد دونوں حیرت سے اس مقام کی طرف دیکھنے لگیں۔

"تم نے پہلے اسے نہیں دیکھا"، جریں نے کہا۔

"بالکل نہیں میرا خیال ہے ٹوٹا ہوا شیشہ باہر ہی گرا ہوگا"، سونیا نے کہا۔

اس وقت دروازہ کھلنے سے آواز جو پیدا ہوئی تو ان کی توجہ کھڑکی سے ہٹ گئی۔ دونوں ایک ساتھ دروازہ کی طرف دیکھنے لگیں۔ سامنے سے دو آدمی انکی طرف آرہے تھے۔ ایک پستہ قامت فربہ اندام۔ بھدی وضع کا ۵۵ سالہ مرد جس کا چہرہ سرخ چاند کے بال ندارد۔ آنکھیں روشن بھورے رنگ کی اور اس طرح حرکت کرتی تھیں گویا انھیں کسی دوسرے شخص کی نگاہ سے ملنا کسی حال میں منظور نہ تھا۔ اور اس کے پیچھے ایک لاغر اندام۔ سانولے رنگ کا سنجیدہ صورت نوجوان رنگت کے اختلاف کے باوجود یہ معلوم کرنا ذرا بھی دشوار نہ تھا کہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ آنکھوں کی ساخت صاف کہے دیتی تھی کہ ایسا ہے۔ البتہ بیٹے کی صورت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس نے آنکھوں کی سیاہی اور پتلی عقابی ناک۔ ماں سے ورثہ میں لی ہے کیونکہ باپ کی ناک جڑ کے قریب پتلی۔ سرے پر موٹی اور گول مگر نہایت سرخ تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دنیا بھر کی اقسام شراب سے پوری طرح واقف ہے۔

جرمین اغیں دیکھ کر حیرت واستعجاب کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور غور سے دیکھنے لگی۔ یقیناً یہ آدمی ڈوبوٹیس اور اس کا بھائی نہ تھے جن کا اسے انتظار تھا۔

اتنے میں بڑے نے جو آگے چل رہا تھا چہرہ پر انتہائی تبسم پیدا کر کے خلیفانہ لہجہ میں کہا "خواتین میرا نام ایم کیر ولائے ہے۔ مدتوں کشید شراب کی تجارت کرتا رہا۔ مگر اب چھوڑ چکا ہوں۔ آپ کے خادم کو لیجین آف آنر کا اعزاز حاصل ہے۔ اور رینس میں جائداد بھی معقول ہے۔ یہ نوجوان غلام زادہ ہے" اس پر نوجوان نے جو اس کے پیچھے تھا بھدا سلام کیا۔

"ہم آج ہی رینس سے آئے ہیں۔ رستہ میں کیر لیمر کے دہاں لنچ کھایا تھا۔"

ان کے لئے بھی چائے منگاؤں کیا؟" سونیا نے آواز دیا کر پوچھا۔

"دفع کرو" جرمین نے اسی طرح دبی آواز مگر سخت لہجہ میں جواب دیا۔ پھر اپنی اصلی آواز میں وہ ایم کیر ولائے سے کہنے لگی "ہاں مگر یہاں آپ کا آنا کیونکر ہوا؟"

"ہمیں آپ کے والد سے ملنا تھا" ایم کیر ولائے نے مخلصانہ انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس عرصہ میں اس کی نگاہ جرمین کے چہرہ پر اس طرح حرکت کرتی رہی گویا وہ اس کی آنکھوں سے دوچار نہ ہونا چاہتی تھی۔ خادم کی زبانی معلوم ہوا۔ ایم گورنے مارٹن باہر تشریف لے گئے ہیں مگر ان کی دختر نیک اختر موجود ہیں۔ یہ جان کر آپ کا شرف نیاز حاصل کرنا ضروری ہوا۔" اور اتنا کہہ کر وہ کسی اشارہ کا انتظار نہ کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جس کی بیٹے نے بھی تقلید کی۔

اس بے تکلفی سے جرمین اور سونیا کو بہت پریشانی ہوئی اور وہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔

"اباجی کیسی شاندار عمارت ہے"، نوجوان نے ایم کیر ولائے سے کہا۔

"ہاں بیٹا۔ بڑے آدمیوں کی چیزیں بڑی ہوا کرتی ہیں۔" ایم کیر ولائے نے ہال کے چاروں طرف ناقدو حرص آمیز نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔

"خواتین آپ کا محل واقعی شاندار ہے" ایم کیرولائے نے پھر کہا۔

"معاف فرمائیے آپ نے اپنی آمد کا مدعا اب تک بیان نہیں کیا" جرین نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔

ایم کیرولائے نے پورے اطمینان سے ایک ٹانگ دوسری پر رکھ لی اور کرسی کی پشت پر جھک گیا۔ پھر اپنے انگوٹھوں کو واسکٹ کی مخالف بغلوں میں داخل کر کے کہنے لگا۔ "یا تو ہم اس اشتہار کو پڑھ کر آئے ہیں جو آپ کی طرف سے اخبار رینس ایڈورٹائزر میں چھپا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔ ایم گور نے مارٹی ایک موٹر کار فروخت کرنا چاہتے ہیں یہ لڑکا مدت سے کہہ رہا تھا اباجی مجھے ایسی موٹر لے دو جو جھٹ سے پہاڑوں پر چڑھ جائے اس کا مطلب ساٹھ گھوڑے کی طاقت رکھنے والی موٹر سے ہے۔"

"ہمارے پاس ساٹھ گھوڑے کی طاقت والی ایک موٹر ہے تو مگر ہمیں اس کو فروخت کرنا منظور نہیں۔ سچ پوچھو تو والد آج اسی پر سوار ہو کر باہر گئے ہیں۔"

"کہیں وہ موٹر کار تو نہیں جو اصطبل کے صحن میں کھڑی ہے؟" ایم کیرولائے نے دریافت کیا۔

"نہیں وہ تو محض تیس یا چالیس گھوڑوں کی طاقت رکھتی ہے اور میری ذاتی چیز ہے البتہ اگر جیسا آپ کہہ رہے ہیں صاحبزادہ کو پہاڑوں پر موٹر دوڑانے کا شوق ہو تو.. ہمارے پاس ایک سو گھوڑے کی طاقت والی موٹر زائد ہے اور والد اسے فروخت کرنے کو آمادہ ہیں۔ ٹھہریئے میں آپ کو اس کا فوٹو دکھاتی ہوں..... سونیا تم نے اسے کہاں رکھ دیا؟ یہیں ہونا چاہئیے تھا۔"

دونوں اٹھ کر میز کی طرف گئیں۔ جو کھڑکی سے پرے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اور فوٹو کی تلاش میں کاغذات کو الٹ پلٹ کرنے لگیں۔ مگر انھوں نے پیچھے

پھیری ہی تھی کہ چھوٹے کیرولائے کا ہاتھ اس تیزی کے ساتھ جیسے مکھی پکڑتے وقت چھپکلی کی زبان باہر نکلتی ہے۔ آگے بڑھا اور اس نے چاندی کے بت کو جو پاس کی الماری پر رکھا ہوا تھا۔ اٹھا کر جھٹ سے جاکٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

بڑے کیرولائے کی نظر جریمن اور سونیا کی طرف لگی ہوئی تھی اور صورت سے معلوم ہوتا تھا وہ انھیں کی طرف متوجہ ہے۔ مگر اس سکون و اطمینان کے ساتھ کہ مجال نہیں چہرہ کے کسی عضلہ نے ذرا بھی حرکت کی ہو۔ اپنے دائمی تبسّم کو برقرار رکھ کر اس نے غصہ سے سنسناتے ہوئے لہجہ میں دبی آواز سے کہا "بے وقوف رکھ دے اس کو وہیں رکھ دے۔"

مگر نوجوان اس کی طرف چپ چاپ استفہامی نظر سے دیکھا کیا۔

"رکھ دے رکھ دے میں کہتا ہوں۔" کیرولائے نے پھر کہا۔

نوجوان کا بازو اسی تیز رفتار سے جس سے پہلی بار نکلا تھا۔ پھر بڑھا۔ طرفۃ العین میں بت اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔

کیرولائے نے اطمینان کی دبی ہوئی سانس لی ہی تھی کہ عین اس وقت جریمن نوٹ ہاتھ میں لے کر پیچھے مڑی۔ اسے اس نے واپس آکر کیرولائے کو دیدیا۔

"اچھا یہ ہے۔" کیرولائے طلائی کمانی کا چشمہ ناک پر رکھتے ہوئے کہا، "آپ نے کہا یہ موٹر سو گھوڑے کی طاقت رکھتی ہے۔ واقعی بہت شاندار چیز ہے آپ کی رائے میں اس کی قیمت کم سے کم کیا ہوگی؟"

"صاحب ایسے معاملات کا حال مجھے معلوم نہیں۔" جریمن نے کہا "قیمت کا فیصلہ آپ والد سے کر سکتے ہیں۔ وہ تھوڑی دیر تک رینس سے واپس آجائیں گے۔ اس وقت آپ ان سے معاملہ طے کر لیں۔"

ایم کیرولائے نے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "بہت اچھا اب ہم

جاتے ہیں تھوڑی دیر میں پھر آئیں گے۔ معاف کیجئے گا۔ ہم نے آپ کا قیمتی وقت ضائع کیا۔۔۔"

"بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔" جرمین نے خلیقانہ انداز سے کہا۔

"سلام" ایم کیرولائے نے دونوں لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اور وہ اور اس کا بیٹا دروازہ کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے پھر ایک بار فرشی سلام کیا۔ اور رخصت ہوئے۔

"عجیب آدمی ہیں۔" جرمین نے ان کے چلے جانے پر کھڑکی کی طرف جاتے ہوئے کہا۔" لیکن اگر واقعی انھوں نے سو طاقت کی سو طرح خریدلی تو (؟) اللہ کو بہت خوشی ہو گی۔۔۔۔ مگر سونیا مجھے اس شیشہ کا سخت تعجب ہے۔ آخر کس طرح کٹ گیا؟ اور پھر جکیس کے اب تک واپس نہ آنے کی بھی حیرت ہے کہتا تھا ساڑھے چار اور پانچ کے درمیان ضرور آجاؤں گا۔"

"اور ڈوبوٹیس بھی اب تک نہیں آئے۔" سونیا نے کہا "مگر ابھی پانچ بھی تو نہیں بجے ہیں"

ٹھیک ہے ڈوبوٹیس نہیں آئے۔ مگر تم کیوں اپنا وقت ضائع کرتی پھر رہی ہو؟"

اس نے پھر وہی کرخت لہجہ اختیار کر کے کہا جس سے وہ حسب ضرورت کام لے سکتی تھی۔

ان لفافوں کو ختم کیوں نہیں کرتی ہو؟"

"بس تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔" سونیا نے کہا۔

تقریباً کیا بالکل ختم ہونے چاہئیں جلدی کرو" جرمین نے کہا۔

سونیا پھر نوشت کی میز پر بیٹھ گئی جرمین کے سخت الفاظ نے اس کے عارض گلگوں پر سرخی نمودار کر دی تھی۔ مگر تین سال تک جرمین گورنے مارٹن کی ملازم سہیلی رہنے کے بعد وہ چونکہ اس کے تیکھے تیکھے انداز کی عادی ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ اثر محض عارضی تھا۔

جرمین ایک کرسی پر بیٹھ گئی لیکن یہ مشکل بیس سکنڈ ٹکی ہو گی کہ جھٹ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی

"پانچ میں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں، واقعی جیکس نے آج بہت دیر کردی اتنا بعد از وقت تو وہ کبھی نہ ہوا تھا"

وہ پھر کھڑکی کے پاس گئی اور اس رمنہ کی طرف جو مکان کے چاروں طرف دور تک پھیلا ہوا تھا دیکھنے لگی۔ سامنے کی سڑک فرانس کی عام سڑکوں کی طرح بالکل سیدھی تھی اور اس پر تین میل تک کی چیز دکھائی دیتی تھی مگر...... وہ خالی تھی۔

"عجب نہیں ڈیوک اپنے خالہ زاد بھائی سے ملنے شاٹو ڈارلزیرز چلے گئے ہوں. گو یہ بھی خیال ہے کہ بیرن ڈارلزیرز سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں. دونوں کے انداز سے پایا جاتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہے۔" سونیا نے نگاہ کو اس لفافہ سے نہ ہٹا کر جس کا سرنامہ لکھ رہی تھی کہا۔

"تم نے یہ بات کیسے معلوم کی،" جرمین بولی: "جہاں تک جیکس کا تعلق ہے میں کہہ سکتی ہوں وہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ پھر بھی پنج شنبہ کو ہم رلزیرز کے وہاں گئے تو میں نے اسے پال سے کسی بات پر تکرار کرتے دیکھا تھا۔"

"تکرار! سونیا نے جلدی سے کہا۔ اس کی نگاہ اور آواز سے بے چینی ظاہر ہوتی تھی۔

"انھوں نے عجیب طریقے پر ایک دوسرے کو الوداع کہی تھی۔"

"یقیناً مصافحہ تو کیا ہوگا؟" سونیا نے پوچھا۔

"بالکل نہیں دونوں اینٹھے ہوئے تھے۔"

"تو..... اس صورت میں.....،" سونیا نے رک رک کر خوف کے لہجے میں کہنا شروع کیا، مگر فقرہ ختم نہ کر سکی۔

"کیا؟" جرمین نے اس کی طرف دیکھ کر مضطرب لہجہ میں پوچھا۔

"میں کہہ رہی تھی اس صورت میں شاید وہ ڈویل جو موسیو ڈارلزیرز کو لڑنا تھا"

"آہ!..... تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ ڈویل جیکس ہی سے تھا یہ"

صحیح حالات کا مجھے علم نہیں مگر پہلے تکرار۔ اس کے بعد صبح ڈیوک کا عجیب رویہ اور۔۔
ڈوپوئٹیس کے ساتھ ان کی سواری یہ سب باتیں آخر کیا ظاہر کرتی ہیں؟" سونیا نے پوچھا
"میں سمجھی! بالکل ممکن ہے بلکہ عجب نہیں کہ ایسا ہو۔"
"نیب یہ واقعہ بہت خوفناک ہے۔" سونیا نے حالت اضطراب میں کہا، خیال
فرمایئے اگر ڈیوک کے دشمنوں کو کچھ ہو گیا۔۔۔۔۔"
"میرا خیال ہے یہ ڈوئیل میری خاطر لڑا گیا ہے" جرمین نے فاتحانہ انداز سے کمرہ
میں چار قدم چلتے ہوئے کہا۔
سونیا کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں مگر طاقت دید سلب ہو چکی تھی چہرہ
زرد تھا خوف نے جلد کی رنگت سپید کر دی تھی۔ کھلے ہوئے ہونٹوں سے سانس تیز چلنے
لگا اور آنکھوں کی پتلیاں اس طرح پھیل گئیں گویا اس نے کوئی خوفناک تصویر دیکھی ہو۔
جرمین اب تک خوشی سے اچھلتی پھر رہی تھی۔ یہ بات کہ ایک شاہی ڈیوک اس
کی ذات کے لئے ڈوئیل لڑنے کو آمادہ ہوا۔ اس کے سفلی اندازوں سے بعید تھی رہ رہ کر
ہنستی اور تالیاں بجاتی تھی۔
"مگر آپ کہتی تھیں دلنواز تلوار چلانا خوب جانتا ہے۔۔۔ شمشیر زنی میں کوئی
اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔" سونیا نے بدستور پریشانی کی حالت میں کہا۔ "کیا ڈیوک کو
خطرہ سے بچانے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا؟" اور یہ کہہ کر اس نے اپنے نازک
ہاتھ اس طرح آنکھوں پہ رکھ لئے گویا کسی خوفناک خواب سے بچنا چاہتی ہے۔
جرمین نے اس کے الفاظ نہیں سنے۔ وہ ایک قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑی
ہوئی اپنی صورت کی تعریف کر رہی تھی۔
سونیا آہستہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس گئی اور اس سڑک کی طرف دیکھنے لگی۔
جدھر سے رنج و راحت کی خبر آتی تھی۔ رہ رہ کر اپنا نازک ہاتھ اس طرح پیشانی پہ

پھیرتی گویا خیالات کی دماغی الجھن کو رفع کرنا چاہتی تھی۔
یکایک چونکی اور کھڑکی میں سامنے جھک گئی۔ معلوم ہوتا تھا پوری طاقت باہر کا نظارہ دیکھنے میں صرف کر رہی ہے۔

پھر دفعتاً اس نے کہا: "میڈموازل جرین دیکھئے ....."

"کیا ہے؟" جرین نے پاس آکر پوچھا۔

"ایک سوار آرہا ہے ...... وہ دیکھئے ...... وہ!" سونیا نے انگلی سے سڑک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں نے دیکھا۔ گھوڑے کو سرپٹ ڈالے آرہا ہے۔"

"مگر آپ نے پہچانا۔ ڈیوک ہی تو ہیں۔"

"اچھا؟" جرین نے مشتبہ انداز سے پوچھا۔

"جی مجھے اس کا یقین ہے۔"

"اچھا ہوا کہ چائے کے وقت آگیا" جرین نے اطمینان کے لہجہ میں کہا: "اُسے معلوم ہے کہ میں انتظار سے بہت گھبراتی ہوں۔ اس نے کہا تھا میں انتہا ۵ بجے تک آجاؤں گا۔ اور اب پورے پانچ ہیں۔"

"مگر نہیں۔ انھیں باغ کے گرد ہو کے آنا ہوگا" سونیا نے کہا: "سیدھا آنے کے لئے اول تو کوئی سڑک نہیں۔ دوسرے بیچ میں ندی پڑتی ہے۔ اس لئے باغ کے گرد ہو کر آنے میں کچھ دیر اور لگ جائے گی۔"

"دیکھو تو سیدھا اسی طرف آرہا ہے۔" جرین نے کہا۔

واقعی ایسا تھا۔ سوار نے اب پختہ سڑک چھوڑ دی تھی۔ اور گھوڑا سبزہ زمین پر سرپٹ دوڑتا ہوا ندی کی طرف آرہا تھا۔ بیس سکنڈ کے عرصے میں وہ اسکے خطرناک ساحل پر پہنچ گیا۔ سونیا اس کی طرف نظر غور سے دیکھا کی۔ مگر جس وقت گھوڑا ندی

کے اوپر سے کودنے کے لئے اُچھلا۔ اس نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لئے۔

"کود گیا!" دفعتاً جریمن نے خوش ہو کر کہا۔ "آخر والد نے اس پر تین سو پونڈ بے وجہ صرف نہ کئے تھے۔"

باب ۳
مسروقہ تصویر

اضطراب وخوف اور احتراز و مسرت کے مشترکہ اثرات کے تابع ہو کر سونیا کھڑکی سے ہٹی اور چائے کی میز کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کی سانس تیز چل رہی تھی مگر آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھرے ہوئے تھے۔ جنہیں وہ بہ مشکل ضبط کر سکتی تھی اس دھند کی وجہ سے جو آنکھوں کے سامنے چھا چکی تھی۔ اس نے ڈیوک کو باقی رستہ طے کر کے گھوڑے سے اترنے اور باگ سائیس کے حوالے کرتے نہیں دیکھا اور آخر جب وہ ہال میں داخل ہوا پھر بھی ایک عرصہ تک وہ اُسے کہر میں لپٹی ہوئی صورت کی طرح نظر آتا تھا۔

ڈیوک نے اندر آ کر چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ "مجھے فقط تین چیزیں درکار ہیں کافی چائے تھوڑی سی بالائی اور شکر کی تین ڈلیاں۔" پھر جیب سے گھڑی نکالتے ہوئے اس نے کہا۔ "دیکھو پورے پانچ ہیں۔" ساتھ کے ساتھ جھک کر اس نے پیچھے عاشقانہ انداز سے جریمن کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

ڈیوک آف چارہم رئیس ایک شکیل دوجیہہ نوجوان تھا۔ اور عالی نسبی اس کے ہر خد وخال سے ظاہر ہوتی تھی۔ نگاہ تیز اور حلیم۔ چہرہ پر دائمی تبسم مگر ہونٹ طنز کے آثار لئے ہوئے۔ غرض سب باتیں جو کسی امیر ابن امیر میں ہونی چاہئیں۔ اس کے اندر موجود

تھیں۔
چائے کی میز کے پاس جربین کے لئے ایک کرسی کھینچ کر وہ خود بھی پاس ہی بیٹھ گیا جس کے بعد سونیا نے اس قدر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے چائے کی پیالی پیش کی کہ طشتری پر رکھا ہوا چمچہ آواز پیدا کر رہا تھا۔
"سنا تم ڈویل لڑنے گئے تھے؟" جربین نے پوچھا۔
"تم نے سن لیا کیا؟" ڈیوک نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔
"ہاں! مگر اس کی ضرورت کیا تھی؟"
"نصیب اعدا آپ کو زخم تو نہیں آیا؟" سونیا نے فکر کے لہجہ میں دریافت کیا۔
"بالکل نہیں،" ڈیوک نے مسکراتے ہوئے جواب کیا۔
"سونیا آخر وہ دعوتی رقعے کب ختم ہوں گے؟" جربین نے تلخ لہجہ میں کہا۔
سونیا یہ اشارہ پا کر پھر نوشت کی میز کے پاس بیٹھ گئی۔
ڈیوک کی طرف متوجہ ہو کر جربین نے کہا۔ "کیا میری خاطر ڈویل لڑنے گئے تھے۔"
"ایسا ہو تو تمہیں خوشی حاصل ہوگی؟" ڈیوک نے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں طنز کی ایک ہلکی سی جھلک نمودار تھی۔ مگر ایسی کہ خود پسند جربین اسے معلوم نہ کر سکی۔
"کیوں نہیں۔ لیکن میں جانتی ہوں یہ صحیح نہیں ہے ضرور تم کسی اور کی خاطر لڑنے گئے تھے،" جربین نے شکی لہجہ میں کہا۔ "بھلا کس کے لئے؟"
"اگر مجھے کسی عورت کے لئے ڈویل لڑنا منظور ہو سکتا ہے تو وہ تمہیں ہو،" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔
"ہاں اس لئے کہ تم سونیا یا میری خادمہ کے لئے لڑنے نہیں جاؤ گے۔" جربین نے کہا۔ "لیکن آخر اس مقابلہ کی کیا وجہ تھی۔"
"بیہودہ" ڈیوک نے جواب دیا۔ "میں ذرا غصہ کی حالت میں تھا۔ ڈارلنزبرز نے

ایسی بات کہہ دی جو ناگوار گزری .....»

« تب معلوم ہوا ڈویل میری ذات کے لئے نہ تھا ۔» جرین نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔

« یہ بات تھی تو خطرہ میں پڑنا لاحاصل تھا۔»

ڈیوک کی آنکھوں میں استہزا کی جھلک نمایاں ہو گئی

کہنے لگا « ہاں اگر میں ڈویل میں ہلاک ہو جاتا تو ہر شخص یہی کہتا ڈیوک آف چارم ریس میڈ موازل گورنے مارٹن کی خاطر لڑتا ہوا مارا گیا۔ کیوں یہ فقرہ کتنا خوشنما ہوتا۔» اس وقت ڈیوک کے الفاظ میں بھی تنقیحک شامل تھا۔

« دیکھو تم نے آتے ہی مجھے چھیڑنا شروع کر دیا ۔» جرین نے رنجیدہ ہو کر کہا۔

« جان من یہ غیر ممکن ہے کہ میں تمہاری دلآزاری کروں۔» ڈیوک نے مسکرا کر جواب دیا

« مگر ڈارلزیز کا کیا ہوا ؟ اسے زخم آیا ؟»

« عزیب ڈارلزیز ! میرا خیال ہے وہ چھ مہینے تک چارپائی سے نہ اٹھ سکے گا»

یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے زور کا قہقہہ لگایا۔

« خدا کی پناہ ! سچ »

« اچھا ہے آرام کرے گا ۔ میں نے سنا ہے کہ اسے آنتوں کی تکلیف ہے۔ اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کامل سکون اس مرض کا بہترین علاج ہے۔

سونیا بدستور شادی کے رقعے بند کر رہی تھی اور جرین اس کی طرف پیٹھ کئے بیٹھی تھی۔ سونیا اس کے شانہ کے اوپر سے ڈیوک کے چہرہ کو جس میں ہر لحظہ و ہر خیال کے ساتھ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی ۔ اچھی طرح دیکھ سکتی تھی ۔ کیونکہ اس کا منہ اس کی طرف تھا۔ بعض اوقات دونوں کی آنکھیں ملتیں تو سونیا کی نگاہ فوراً جھک جاتی تھی ۔ مگر جب ڈیوک دوسری طرف منہ پھیرتا تو اس کی نگاہ ایسے حریصانہ انداز سے پھر اس کی طرف لگ جاتی ۔ گویا وہ اس چہرہ کی ہر ایک خوبی کو جس میں زبردست قوت ارادی اور

خاندانی سطوت کے ساتھ طنز آمیز وہم کا اثر خفیف شامل تھا۔ پوری طرح جذب کر لینا چاہتی تھی۔

چائے پی کر ڈیوک نے جیب سے ایک چھوٹا سا مراکو کیس نکالا اور اسے جرمین کو پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "تین دن سے میں نے تمہیں کوئی تحفہ نہیں دیا تھا۔"

اس نے ڈبیہ کھولی۔ اس کے اندر موتیوں کا ایک نہایت نفیس گلوبند تھا۔ ڈبیہ کو اسی حالت میں اس نے جرمین کو دے دیا۔

وہ اسے لے کر بہت خوش ہوئی۔ کہنے لگی "کتنا نفیس ہے!"

گلوبند کیس سے نکال کر نہ تھوڑی دیر اس کو نظر شوق سے دیکھا کی پھر سونیا کو دکھایا اور اس کے بعد گلے میں پہن کر آئینہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ انصاف یہ ہے کہ گلوبند اس کے بدن پر بالکل نہیں سجا۔ نہ موتیوں سے اس کی گردن نے دلاویزی حاصل کی۔ نہ بدنی رنگت سے موتیوں کی آب میں اضافہ فی الحقیقت ان گراں قدر موتیوں کی ضیا سے نور پاش نے اس کی بھوسی رنگت کو اور بھی نمایاں کر دیا۔ سونیا اور ڈیوک دونوں نے اس حقیقت کو محسوس کیا۔ ڈیوک نے انجذاب مضطر سے سونیا کے گلوئے سیمیں کی طرف دیکھا۔ دونوں کی آنکھیں پھر ایک بار ملیں۔ مگر سونیا کی نظریں فوراً شرم سے جھک گئیں۔ اس نے معلوم کیا کہ ایک وقت میں دونوں کے دلوں میں ایک ہی خیال پیدا ہوا ہے۔ یعنی یہ کہ لوہوئے شہوار کا یہ نزہت ریز ہار جرمین کی بجائے اسے خوب سجتا۔

جرمین بہت دیر آئینہ کے سامنے کھڑی اپنی صورت دیکھ کر خوش ہوتی رہی۔ اس کی خود پسندی کسی حال میں اس خیال کا موقع نہ دے سکتی تھی کہ یہ قیمتی گلوبند میرے بدن پر موزوں نہیں ہے۔

ڈیوک نے سونیا کی میز کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہنے لگا "تو یہ سب دعوتی رقعے ہیں کیا؟"

"ابھی تو فہرست حروف دی تک پہنچی ہے۔" جیرین نے فخر کے لہجہ میں کہا۔

"ابجد میں کل ۲۵ ہی تو حرف ہیں۔ اگر دی تک اتنے رقعے جمع ہو گئے۔ تو جانے تم سارے عالم کو شادی پر بلا رہی ہو۔ ایسا ہے تو گرجا کی وسعت کا انتظام بھی کرنا ہوگا ورنہ ان سب کی کیونکر سمائی ہو گی؟ میری دانست میں شہر پیرس میں کوئی گرجا اتنا بڑا نہیں جہاں اس قدر مہمان جمع ہو سکیں۔"

"جس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ہماری شادی کتنی شاندار ہوگی۔" جیرین نے فخر سے کہا۔ "اس موقع پر ہجوم کی کثرت سے حادثات پیش آنا یقینی ہیں۔"

"تمہاری جگہ میں ہوتا تو ضرور ہر قسم کی احتیاطی پیش بندی عمل میں لاتا۔"

"یہ کام لوگوں کا ہے۔ اور میں تو سمجھتی ہوں چند آدمیوں کے بھیڑ میں پس جانے سے لوگ اس شادی کو اور یاد رکھیں گے۔"

ڈیوک کی آنکھوں میں حقارت آمیز تعجب کی ہلکی جھلک نمودار ہوئی مگر وہ شانوں کو حرکت دے کر چپ رہا۔ پھر سونیا کی طرف متوجہ ہو کر اس نے کہا۔ "میڈموازل کرچیاف تھوڑی دیر کے لیے تم مجھے گریگ کا نغمۂ دلفریب نہ سناؤ گی؟ میں نے کل تمہیں یہ طرز بجاتے ہوئے سنا تھا۔ واقعی اس چیز کو تمہاری خوش اسلوبی سے کوئی نہیں بجا سکتا۔"

"جیکس ان فرمائشوں کو رہنے دو۔ میڈموازل کرچیاف کو ابھی بہت سا کام کرنا ہے۔" جیرین نے جلدی سے کہا۔

"پانچ منٹ میں کیا ہرج ہو سکتا ہے بس ذرا سا وقفہ...... دیکھو میں التجا کرتا ہوں۔" ڈیوک نے اس انداز سے مسکراتے ہوئے کہا کہ جیرین کو انکار کا یارا نہ رہا۔

کہنے لگی۔ "اچھا میں صرف پانچ منٹ کی مہلت دے سکتی ہوں۔ پھر مجھے تم سے بعض اہم معاملات پر گفتگو کرنا ہے۔"

"خوب مجھے بھی تم سے کئی ایک باتیں کہنی ہیں جنھیں میں بالکل بھول ہی گیا تھا۔

سنو پہلی تو یہ ہے کہ وہ تصویر مکمل ہو کر میرے پاس آگئی جس میں میں نے تمہارا اور میڈموازل سونیا کا ایک جالی فوٹو دیا تھا ۔" جرمین کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اور اس نے نفرت سے شانوں کو حرکت دی۔ گرڈیوک نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔" بخدا اپنے ہلکے نفیس لباس میں تم دونوں باغ میں کھڑی ہوئی دو شگفتہ پھولوں کی طرح معلوم ہوتی ہو "

"یہ بات تمہارے نزدیک بہت اہم تھی ؟" جرمین نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ دنیا کی بے حقیقت باتیں ہی سب سے زیادہ اہمیت رکھا کرتی ہیں۔" ڈیوک نے مسکرا کر کہا۔" مگر دیکھو تو یہی تصویر کتنی خوشنما ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے فوٹو نکال کر جرمین کو پیش کیا۔

"خوشنما! میں تو اسے سخت بھونڈی سمجھتی ہوں۔ دیکھو تو اس میں ہماری صورتیں کیسی بگڑی ہوئی ہیں۔" جرمین نے فوٹو ہاتھ میں لیکر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ شک نہیں۔ تمہاری صورتیں معمول سے قدرے مختلف ہیں۔" ڈیوک نے تصویر کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔" چہرے بگڑے ہوئے نہیں۔ میڈموازل سونیا! تم انصاف کرو۔ دونوں چہرے ..... اچھا جانے دو۔ خدوخال کتنے واضح ہیں۔ پھر دیکھو اس تصویر میں تمہارے رومال کی حرکت کتنی صاف ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے تصویر سونیا کے ہاتھ میں دے دی۔

"چلیں !" جرمین نے غصہ کی حالت میں کہا۔

"آہ ! میں بھول گیا۔ ابھی تم کو بعض اہم معاملات پر گفتگو کرنا ہے۔ اچھا کہو میں ہمہ تن گوش ہوں۔" ڈیوک نے اس انداز سے کہا گویا مجبوری کی حالت میں سب کچھ سننے کو تیار ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی فوٹو کی تصویر سونیا کے ہاتھ سے لیکر اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ جیب میں رکھ لی۔

"ویکاٹر نے پیرس سے ٹیلیفون پر اطلاع دی ہے کہ ہیں کاغذ تراش چاقو اور ایک لوئیس پیز نموشہ کی دوات تحفہ ملی ہے۔" جرمین نے کہا

"ہُرّے!" ڈیوک نے اس قدر بلند آواز سے کہا کہ جرمین اور سونیا دونوں اُچھل گئیں۔

"اور ایک موتیوں کی مالا" جرمین نے کہا۔

"ہُرّے!"

"تم سراسر بچوں کی سی حرکتیں کر رہے۔" جرمین نے خفا ہو کر کہا میں نے کہا ہیں ایک چاقو ملا ہے اور تم نے ہُرّے کا نعرہ لگایا۔ پھر میں نے ایک موتیوں کی مالا کا ذکر کیا تب بھی تم نے ہُرّے کہا۔ آخر تمہاری رائے میں ایسی دو مختلف اور متضاد چیزوں کی قدر و قیمت کچھ بھی فرق رکھتی ہے یا نہیں؟"

"آہ! معاف کر دو بے شک بھول ہو گئی۔"

"بس دو، نہ لڑو۔ معاف کو معاف ہی ہے۔"

"میرا خیال ہے موتیوں کی مالا تمہارے والد کے کسی دوست نے بھیجی ہوگی کیوں؟"

"ہاں تم کس لئے پوچھتے ہو؟" جرمین نے کہا۔

"اچھا اور وہ چاقو فابرگ سینٹ جرمین سے کسی دوست نے؟"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ اب تمہارے لئے وجہ شکایت باقی نہیں۔ دونوں نے توازن پورا کر دیا۔ ظاہر ہے کہ انسان کو دنیا کی ہر چیز نہیں مل سکتی۔" اور یہ کہہ کر ڈیوک نے شوخی سے قہقہہ لگایا۔

جرمین کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس نے زور سے ہونٹ کاٹا۔ اس کی آنکھیں تیز چمکنے لگیں۔

سخت جوش کی حالت میں کہنے لگی۔ "تم کو میری ذرا بھی تو پرواہ نہیں ہے۔"

"واہ! میں تو دل سے تمھارا پرستار ہوں۔" ڈیوک نے کہا۔

"پھر مجھے ہر وقت چھیڑتے کیوں ہو؟ میں دیکھتی ہوں تم قصداً ایسا کرتے ہو۔ اگر یہ بات تمھاری عادت میں داخل ہے تو ایسی عادت قابل مذمت ہے میں سمجھتی ہوں۔ اس سے آخر مجھے تم سے نفرت ہونے لگے گی۔"

"میری جان یہ ستم نہ کرنا۔ شادی تک صبر کرو۔ اس کے بعد جو سزا منظور ہو دینا۔" یہ کہہ کر ڈیوک نے پھر بچوں کی طرح زور سے قہقہہ لگایا جس سے جرمین کے رخساروں کی رنگت اور بھی سرخ ہو گئی۔

کہنے لگی۔ "آخر کسی وقت سنجیدگی بھی اختیار کر سکتے ہو یا نہیں؟"

"کون میں؟ میری ثقاہت تو یورپ بھر میں مشہور ہے۔"

جرمین وہاں سے ہٹ کر کھڑکی کی طرف چلی گئی اور غصہ کی حالت میں مرغزار کی طرف دیکھنے لگی۔

ڈیوک نے ہال کے اندر ٹہلنا شروع کیا۔ کبھی کبھی رک رک کر وہ دیوار پر لگی ہوئی اسلاف کی تصویریں جن میں بعض کے چہرے بھدے اور بعض کے پر رعب تھے نظر شوق سے دیکھنے لگتا تھا۔ سونیا لفافوں کے پتے لکھتے ہوئے بیچ میں اس کی طرف جھانک لیتی تھی۔ ایک بار ڈیوک اسے اپنی طرف متوجہ پا کر مسکرایا تو اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ جرمین اب تک اظہار ناراضی کے طور پر پیٹھ کئے کھڑی تھی۔ چلتے چلتے ڈیوک ایک ایسے مقام پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں تصویروں کی قطاریں کچھ خالی تھی اور اس پر پیاسے تھیتی مشجر کا ٹکڑا لٹک رہا تھا۔

تھوڑی دیر اس جگہ کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد اس نے سرسری طور پر کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کس لئے تم نے ان پرانی تصویروں کو چھوڑ کر میری اپنی نفیس تصو

کو یہاں سے اتروا دیا ؟"

جرین پیچھے مڑی۔ سوینا نے بھی لفافہ کا پتہ نامکمل چھوڑ دیا۔ دونوں اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگیں۔

"جہاں یہ پردہ کا ٹکڑا لٹک رہا ہے۔ اس جگہ میری تصویر ہوا کرتی تھی۔ تم نے اسے کہاں رکھ دیا ؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"اب کیا پھر مذاق کی سوجھی ہے؟" جرین نے کہا۔

"یقیناً آپ کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوگا۔ جو تصویر کی نسبت پیش آیا تھا۔" سوینا نے کہا۔

ہم نے تمہارے خط میں سارا حال مفصل لکھ دیا تھا اور اس کے ساتھ چند کاغذات اور بھی بھیجے تھے۔ اسے تین سال کا عرصہ ہو گیا۔ وہ خط تمہیں ملا یا نہیں۔" جرین نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ نہ خط نہ کاغذات۔ تین سال پہلے تو میں قطب جنوبی کے نواحات میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔"

"واقعہ بہت دلچسپ تھا" جرین نے کہا۔ "بہت دن تک تو پیرس میں ہر شخص کی زبان پر اسی کا ذکر رہا۔ دراصل تمہاری تصویر چرالی گئی تھی ..... "

"چرالی! کس نے ؟" ڈیوک نے متعجب ہو کر پوچھا۔

جرین تیز چل کر ہال کے دوسری جانب اس مقام کی طرف گئی جو تصویروں کی قطار میں خالی تھا۔

کہنے لگی "ٹھہرو میں بتاتی ہوں۔"

اس نے پردہ کا ٹکڑا ایک طرف ہٹا دیا۔ اس جگہ جہاں ڈیوک کی تصویر ہوا کرتی تھی۔ چوبی دیوار پر کھریا مٹی سے لکھا ہوا تھا۔

آرسین لوپن

"اس خط کو پہچانتے ہو؟" جریمن نے پوچھا۔

"آرسین لوپن!" ڈیوک نے تعجب سے پڑھا۔

"یہ اس کے اپنے دستخط ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی طرح کرتا ہے" سونیا نے بیان کیا۔

"مگر وہ کون ہے؟"

"آرسین لوپن۔ یقیناً تم آرسین لوپن کے نام سے واقف نہیں ہو" جریمن نے بے خبری سے کہا۔

"مجھے قطعاً یاد نہیں" ڈیوک نے جواب دیا۔

"بس رہنے دو۔ روزمرہ کے واقعات سے ایسی بھی کیا بے خبری" جریمن نے کہا۔ "لوپن کو نہیں جانتے جو فرانس کا سب سے دلیر۔ بے خوف۔ تند مزاج اور غایت درجہ شریف چور ہے۔ پچھلے دس سال سے پولیس اس کے تعاقب میں ہے مگر اس نے گیناڈ۔ انگلستان کے نامی سراغرساں شرلاک ہومز یہاں تک کہ کویرچیرڈ کو جس کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ وہ ڈیک کے بعد فرانس کا سب سے نامی سراغرساں ہے۔ سب کو ہرا دیا۔ سچ پوچھو تو وہ ہمارا قومی ہیرو ہے۔ حقیقت میں تم اسے نہیں جانتے"

"جہاں تک یاد ہے مجھے کبھی اس کا شرف نیاز حاصل نہیں ہوا" ڈیوک نے مناقیہ لہجہ میں کہا۔ "اس کی شکل و صورت کیسی ہے؟"

"صورت! اس کی اصلی صورت آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوئی۔ وہ بڑی آسانی سے ہزاروں بھیس بدل لیتا ہے۔ دو راتیں متواتر اس نے انگریزی سفیر کے ہاں کھانا کھایا"

"لیکن اگر کوئی اس کی صورت نہیں جانتا۔ تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ انگریزی

سیفر کے جلسہ دعوت میں شریک تھا؟" ڈیوک نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"وہ اس طرح کہ دوسری رات کو دس بجے ایک مہمان غائب تھا اور اس کے ساتھ ہی سیفر کی بیگم کے زیورات بھی؟"

"سب؟"

"ہاں سب۔ چوری کے وقت لوپن نے سنگار دان میں ایک رقعہ ڈال دیا جس پر لکھا تھا۔

"اسے چوری نہ سمجھو یہ انتقام ہے۔ آپ ہمارے ملک سے وہ اپنی تصویروں کا نادر خزانہ لے گئے تھے ....."

"لیکن کیا عجب۔ یہ تحریر محض ایک دلچسپ مذاق ہو۔" ڈیوک نے کہا۔

"جی نہیں۔ پہلے بھی ایسے واقعات کئی بار ہو چکے ہیں۔ آپ نے ڈوابرے بنک کا حال سنا ہوگا۔ جو غریب لوگوں کا لوٹا ہوا روپیہ جمع کرنے کو کھولا گیا تھا؟" سونیا نے جس کا خوبصورت چہرہ دبے ہوئے جوش سے تمتما گیا تھا پوچھا۔

"ٹھہرو مجھے یاد کرنے دو۔" ڈیوک نے کہا۔ "تمہاری مراد اس شخص سے ہے جس نے بے شمار غریبوں کا روپیہ دبا لیا تھا۔ اور اس سے قریباً دو ہزار آدمی تباہ ہو گئے تھے؟"

"جی ہاں وہی۔" سونیا نے کہا۔ "اسی لوپن نے ڈوابرے کے گھر میں نقب لگائی اور جو کچھ اس کی تھیلی میں تھا سب اڑا لیا۔ جیبوں کو ایک تنکا تک نہیں چھوڑی۔ لطف یہ ہے کہ جتنا روپیہ وہاں سے حاصل کیا۔ سب ان غریبوں میں بانٹ دیا۔ جنہیں ڈوابرے نے تباہ کیا تھا۔"

"پھر تم ایسے شخص کو ناحق چور کہتی ہو۔ اسے تو بنی نوع انسان کا خیرخواہ کہنا چاہئے۔" ڈیوک نے کہا۔

"اچھی خیر خواہی ہے۔" جرمین چڑ کر بولی۔ "یہی شخص والد کو لوٹ کر لے گیا تھا

تمہاری رائے میں اسے بھی خیر خواہی سمجھنا چاہئیے۔"

"بے شک یہ چوری ہمارے قومی بہادر کے شایان شان نہ تھی۔" ڈیوک نے سوچ کر کہا۔ "کیونکہ میری تصویر ظاہری خوبصورتی یا چہرہ کی عمدگی کے سوا کوئی قیمت نہ رکھتی تھی۔"

"تو کیا تم سمجھتے ہو اس نے تمہاری تصویر لے جانے پر قناعت کی؟ وہ تو والد کے جمع کئے ہوئے سارے نادرات لے گیا تھا۔"

"تمہارے والد کے نادرات؟" ڈیوک نے متعجب ہو کر پوچھا "میرا خیال تھا وہ ان کی سرکاری بنک سے زیادہ حفاظت کرتے تھے۔ تمہارے والد ان چیزوں کو آنکھ کی پتلی بنا کر رکھتے تھے۔"

"تو بس اس غیر معمولی احتیاط نے ہی کام بگاڑا۔ کیونکہ اسی وجہ سے لوپن کامیاب ہوا۔"

"یہ قصہ بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے ڈیوک ایک صوفہ پر جو پاس ہی موجود تھا اس طرح بیٹھ گیا۔ گویا معاملہ کی پوری تفصیل معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میرا خیال ہے اس چوری میں گھر کے کسی آدمی نے مدد دی ہوگی۔"

"ہاں دی تھی۔" جرمین نے کہا۔

"کس نے"

"والد نے"

"بس جانے دو۔ تم تو مذاق کرتی ہو۔" ڈیوک نے کہا۔

"سنو تو سہی بات اس طرح ہوئی کہ ایک دن والد کے نام خط آیا۔......مگر ٹھہرو۔ سونیا الماری سے لوپن کے کاغذات نکال لاؤ۔"

سونیا نوشت کی میز سے اٹھ کر اس خوشنما الماری کی طرف گئی جو انگلستان کے

نامی صناع چپنیڈیل کی کاریگری کا قابلِ قدر نمونہ تھی۔ یہ الماری حال میں ایک مشرقی اور دوسری سولھویں صدی کے اطالوی نمونہ کی الماری کے بیچ میں اس طرح رکھی ہوئی تھی جیسے کسی تاجر عجائبات کی دوکان میں رکھی ہو۔ تینوں الماریاں چونکہ مختلف ساخت اور مختلف نمونہ کی تھیں۔ اس لئے ترتیب کی ناموزونیت ظاہر تھی۔ سونیا نے الماری کا دروازہ کھول کر دراز سے ایک چھوٹا سا بکس نکالا اور کاغذات کو الٹ پلٹ کر ایک لفافہ ڈیوک کو پیش کیا۔

"دیکھئے یہ وہ لفافہ ہے" اس نے کہا۔ سرنامہ میں لکھا ہوا ہے۔ بنام ایم گور سنے مارٹن شائق آثارِ قدیمہ۔ شاٹو ڈچادرم ریس مقام الٹ ویلیں۔"

ڈیوک نے لفافہ سے خط نکالا اور اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ "تحریر عجیب ہے۔"

"پڑھو تو۔" جرین نے کہا۔

خط کی تحریر واقعی غیر معمولی تھی۔ حروف چھوٹے لیکن مکمل۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ انسان کی تحریر سے اس کی خصلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ اس خط کے راقم کو جو کچھ اسے کہنا ہوتا ہے صاف اور واضح طور پر لکھنے میں تامل نہ ہوتا تھا۔

ڈیوک نے خط کا مضمون پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا۔

جنابِ من۔

معاف فرمائیے کہ میں یہ خط بلا تعارف لکھنے کی جرأت کرتا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ذاتی ملاقات نہ ہونے پر بھی آپ میرے نام سے ناآشنا نہ ہوں گے۔

آپ کے مکان پر ہال کے قریب کمرہ نشست میں گینبرو کی بنائی ہوئی ایک عمدہ تصویر ہے۔ جو مجھے بہت پسند ہے۔ اسی کمرہ میں گیبا اور وان ڈائیک کی تصویریں بھی مرغوب ہیں۔ اگلے کمرہ میں فرانس کے زمانہ بحالی کی دو نادر الماریاں، ایک نینش مشجر وہ کلاک جس پر لیول کے دستخط ہیں اور کم دلچسپ ایسی ہی اہمیت کی کئی اور چیزیں جمع

ہیں۔ ان سب کے علاوہ میرا دل اس تاج کو حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہے۔ جسے آپ نے
مارکوئیس دافرد کے نیلام میں خرید لیا تھا۔ اور جسے کبھی زمانہ ماضی میں بدنصیب شہزادی ڈالیس پہنا
کرتی تھی۔ یہ تخت پچھلے ادوار کی روایات کی رسائی دلچسپی سے لئے۔ اور کچھ اپنی باطنی قیمت کی وجہ
سے مجھے بہت پسند ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو آخری وجہ سب سے اول کے مقابلے میں
جس کا تعلق ایک شائستہ اور شاعرانہ خوبیات لطیف سے ہے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی
پھر بھی میرا خیال ہے کہ اس تاج کے جواہرات پانچ لاکھ ترپانک سے کم قیمت کے نہ ہونگے
پس، میری التجا ادب سے ہے کہ آپ ان سب چیزوں کو اپنی احتیاط سے بند کروا کر اور
ان کا کرایہ اپنے پاس سے ادا کر کے پہلی فرصت میں بیٹی نولز کے سٹیشن پر بھجوا دیں اگر آپ نے
ایسا نہ کیا تو میں آئندہ پنجشنبہ کی رات آپ کی رہائش گاہ کو خود تکلیف فرمائی ہوگی۔

اس زحمت کے لئے جو آپ کو دی گئی ہے معافی کا طلبگار ہوں۔

آپ کا صادق

آرسین لوپن

مگر یہ کہ میرا خیال ہے ان تصویروں کے فریم میں شیشہ نہیں ہے۔ ایسا ہو تو مہربانی
سے انہیں روانہ کرنے سے پہلے یہ نقص ضرور رفع کر دیجئے۔ میرا خیال ہے یہ مزید تکلیف
بار خاطر نہ ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ ناقدان فن کے نزدیک کسی تصویر کو شیشے کے اندر
سے دیکھا جائے تو اس کی اصلی خوبیاں نظر نہیں آتیں۔ پھر بھی اس سے تصویر کی حفاظت
ہوتی ہے اور آئندہ نسلوں کے فائدہ کی خاطر ایثار سے کام لینا ہر شخص کا فرض ہے
مادر وطن فرانس کا تقاضا یہی ہے۔ ا۔ ل۔

خط کا مضمون پڑھ کر فریڈرک خوب ہنسا۔ پھر کہنے لگا۔ "بہت مزیدار چیز ہے
میرا خیال ہے۔ تمہارے والد بھی اسے پڑھ کر خوب ہنسے ہوں گے۔"
"تم ہنسنے کو کہہ رہے ہو۔ اس وقت ان کی صورت دیکھنے کے لائق تھی انھوں

نے تمھاری طرح اس خط کو مذاق نہیں سمجھا بلکہ سنجیدہ معاملہ خیال کیا تھا۔"

"۔۔ اس قدر کہ اشیائے مطلوبہ بنگلولز کے اسٹیشن پر روانہ کر دی ہوں!" ڈیوک نے کہا۔

"یہ تو نہیں پھر بھی ان کا جوش قابل دید تھا۔" جرمین نے کہا "چونکہ اپلیس ہر بار لوپن کے مقابلہ میں ناکام رہی تھی۔ اس لئے انھوں نے سمجھا کہ اس موقعہ پر فوجی سپاہیوں سے امداد لینی چاہئے۔ رینس کی پیادہ فوج کا کرنل ان کا دوست تھا۔ اس سے مل کر انھوں نے لوپن کے خط کا سارا حال بیان کیا اور اپنے اندیشے بھی ظاہر کئے۔ کرنل ساری داستان سن کر ہنسا مگر والد کو مطمئن کرنے کے لئے اس نے سب مذکور کو ایک کارپورل اور چھ سپاہیوں کی خدمات بغرض حفاظت پیش کیں۔ فیصلہ یہ ہوا کہ وہ لوگ رات کی آخری گاڑی میں رینس سے یہاں آئیں تاکہ چوروں کو دم آخر تک ان کا علم نہ ہو سکے اور وہ آئے بھی..... ساتوں چیدہ آدمی جنھوں نے ٹونکن پر جنگی خدمات انجام دی تھیں۔ ہم نے انھیں [illegible] کھانا کھلایا۔ اور کارپورل نے ان کو ہال اور ان دو کمروں تک جہاں قیمتی سامان رکھا ہوا تھا متعین کر دیا۔ رات کے ۱۱ بجے ہم لوگ کارپورل سے یہ کہہ کر سو گئے کہ اگر چور آئے تو آپ ہی ان سے نپٹ لیجئے گا۔ ہم اپنے کمروں سے باہر نہ آئیں گے۔ سچ کہتی ہوں اس رات میرا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔ کتنی دیر تک تو آنکھ نہ لگی۔ مگر جب لگی تو کافی دن چڑھے کھلی۔ رات امن سے گذر گئی تھی۔ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا۔ کسی نے خفیف سا شور تک بھی نہیں سنا۔ میں نے اٹھ کر سونیا اور والد کو بیدار کیا۔ سب نے جلد جلد کپڑے پہنے اور دوڑتے ہوئے کمرہ نشست کی طرف روانہ ہوئے۔"

یہاں تک کہہ کر وہ ناٹک کھیلنے والوں کے انداز سے رک گئی۔

"پھر؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"پھر! پھر یہ کہ جو ہونا تھا ہو گیا۔"

"کیا؟"

"سب کچھ" جرین نے کہا۔ "تصویریں گم۔ پردے غائب۔ الماریاں معدوم۔ اور کلاک نابود تھے"

"اررر! اور تاج؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"ہاں تاج بچ گیا۔ وہ بھی اس لئے کہ بنک آف فرانس میں بند تھا۔ میرا خیال ہے لوپن اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہی تمہاری تصویر چرا کر لے گیا۔ بہرحال اس نے والد کے نام جو چٹھی لکھی اس میں تمہاری تصویر کا ذکر درج نہ تھا۔"

"مگر ٹھہرو تو۔ یہ جو کچھ تم کہہ رہی ہو سراسر ناقابل یقین ہے۔ آخر کیا اس شخص نے کارپورل اور اس کے چھ سپاہیوں پر جادو ڈال دیا۔ یا ان سب کو قتل کر دیا تھا؟"

"کارپورل!...... جی کیسا کارپورل اور کس کے سپاہی۔ لوپن ہی کارپورل تھا۔ اور سپاہی اس کے آدمی۔" جرین نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھا" ڈیوک کہنے لگا۔ "آخر کرنیل نے تمہارے والد سے اپنی فوج کا ایک کارپورل اور چھ سپاہی مہیا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا تو پھر وہ لوگ نہیں آئے کیا؟"

"آئے ٹھیک۔ مگر یہاں تک پہنچنے نہیں پائے" جرین نے بیان کیا "تمہیں یاد ہو گا ریلوے سٹیشن اور اس مکان کے درمیان ایک چھوٹی سی سرائے ہے۔ ریل سے اتر کر وہ کچھ پینے کو وہاں ٹھہر گئے تھے۔ دوسرے دن گیارہ بجے چند دیہاتیوں نے انھیں اور اس نوکر کو جسے ہم نے انھیں لانے کے لئے سٹیشن پر بھیجا تھا سرائے سے آدھ میل جنگل میں بے خبر سوتے پایا۔ سرائے دار سے پوچھا۔ مگر اس غریب کو قطعاً معلوم نہ تھا کس وقت ان کی شراب میں خواب آور دوا شامل کی گئی۔ صرف اتنا دریافت ہوا کہ ایک شخص

جو موٹر پر سوار تھا۔ اسی سرائے میں کھانا کھانے کے لئے ٹھہرا۔ اس نے سپاہیوں کو شراب کی دعوت دی اور فیاضی سے ان کا خرچ اپنے ذمہ لیا۔ جس وقت وہ سرائے سے رخصت ہونے لگے تو سب لڑکھڑا رہے تھے۔ اس شخص نے جو موٹر پر آیا تھا یہ کہہ کر کہ تم نے بہت پی لی ہے انھیں اپنی موٹر پر سوار کر لیا۔ کہنے لگا۔ میں تمھیں گھر تک چھوڑ آؤں گا۔ رستہ میں جس وقت دوا نے اثر کیا تو اس نے ایک ایک کر کے سب کو موٹر سے نکال کر جنگل میں ڈال دیا۔ جہاں وہ دوپہر تک مزے سے پڑے سویا کئے۔"

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوپن نے اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے کیا!" ڈیوک انداز تعریف سے کہنے لگا۔

"یہ تو ظاہر ہی ہے" جرمین نے چڑ کر کہا: "خفیہ پولیس والوں نے گوبر چرڈ کو پیرس سے تحقیقات کے لئے بھیجا تھا مگر وہ بھی کوئی سراغ نہ لگا سکا۔ اس لئے نہیں کہ اس نے کوتاہی کی۔ کیونکہ اسے تو لوپن سے دلی نفرت ہے۔ دونوں میں ایک مدت سے جدوجہد ہو رہی ہے۔ اگرچہ اب تک لوپن ہی ہر بار کامیاب ہوا ہے۔"

"تو کیا وہ ایسا ہی چالاک ہے جتنا لوگ کہتے ہیں؟"

"یقیناً ہے۔ اور میرے نزدیک عجب نہیں وہ ان دنوں پھر ان نواحات میں پھر رہا ہو۔"

"کیسے جانا؟"

"آثار سے" جرمین نے جواب دیا۔ "کچھ عرصہ سے اس مکان میں عجیب واقعات ظہور میں آ رہے ہیں۔ کبھی کوئی شخص چیزوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ دیتا ہے مثلاً چاندی کا یہ جواب سامنے الماری پر پڑا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ہم نے اسے الماری کی بجائے پیانو پر رکھا ہوا دیکھا تھا۔ حالانکہ ہم میں سے کسی نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ پھر اس کھڑکی کو دیکھو چٹخنی کے عین پاس کسی نے اس کا شیشہ توڑ دیا ہے۔"

"ہاں بے شک" ڈیوک نے تسلیم کیا۔

"اور پچھلے تین سال کے عرصہ میں میرے کئی زیورات بھی گم ہو گئے ہیں" جرمین نے کہا۔

باب ۔ ۴

عجیب پھرتی

ڈیوک نے کھڑکی کے پاس جاکر ٹوٹے ہوئے شیشہ کو نظر غور سے دیکھا۔ پھر باہر نکل کر چبوترہ اور روش کی گھاس کو دیکھنے لگا۔ اس کے بعد پھر ہال میں واپس آگیا۔

"معاملہ واقعی خطرناک ہے" اس نے کہا "شیشہ توڑا نہیں گیا۔ کیونکہ توڑا جاتا تو اس کے ٹکڑے فرش پر دیوار کے پاس گر جاتے۔ اسے تو کسی نے بڑی احتیاط سے کاٹا ہے۔ ایسے حالات میں تمہارے والد کو اپنے سامان کی فکر کرنی چاہیئے"

"میں نہ کہتی تھی۔ آرسین لوپن یہیں آس پاس پھر رہا ہے" جرمین نے کہا

"یہ شخص آرسین لوپن ضرور صاحب کمال ہے" ڈیوک نے مسکرا کر کہا۔ "مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم سمجھ لیں۔ فرانس یا علاقہ الٹ ولیتن میں اس کے سوا کوئی اور چوری نہیں کرتا۔"

"تم نہ مانو گے۔ لیکن مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ ضرور ان نواحات میں پھر رہا ہے" جرمین نے باصرار کہا۔

ڈیوک نے شانوں کو حرکت دی اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "میری کیا مجال کہ تمہاری بات کو رد کروں۔ عورت کا اتفا...... کیا کہوں ۔...... ہر حال میں زبردست ہوتا ہے"

اس وقت دروازہ کھلا اور ایک شخص جس نے مالی کا لباس پہنا ہوا تھا حاضر ہوا۔

"میڈموازل جرین،" اس نے بھاری آواز میں کہا: "چند ملاقاتی آپ سے ملنے کو حاضر ہوئے ہیں۔"

"فرمن دروازہ پر آج تم متعین ہو گیا؟" جرین نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس لئے کہ میرے سوا کوئی اور موجود ہی نہیں۔ سارے نوکر سٹیشن کو روانہ ہو گئے ہیں۔ آج رات اندر کی گھر کی حفاظت میرے اور میری بیوی کے سپرد ہے.... مگر اجازت ہو تو میں ان اصحاب کو آنے دوں۔"

"کون ہیں" جرین نے پوچھا۔

"دو شریف آدمی ہیں جو آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"مگر ان کے نام کیا ہیں؟" جرمین نے پوچھا۔

"میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ وہ شریف آدمی ہیں۔ ان کے نام مجھے معلوم نہیں اور نہ میں ان لوگوں کے نام یاد ہی رکھ سکتا ہوں۔"

"ایک ایسے شخص میں جیسے دربان کا کام سپرد ہو۔ یہ صفت واقعی قابل قدر ہے" ڈلوک نے فرمن کی طرف دیکھ کر جو سنجیدہ صورت بنائے کھڑا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دو آدمی کیرولائے تو نہ ہوں گے" جرین نے کہا اور پھر خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔ "مگر نہیں وہ اس قدر جلد واپس نہیں آسکتے میں نے کہہ دیا تھا۔ والد تھوڑی دیر میں آئیں گے۔"

"میڈموازل آپ کا خیال صحیح ہے۔ غالباً یہ وہ نہیں ہیں۔" فرمن نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"اچھا تو آنے دو۔"

فرمن دروازہ کو کھلا ہی چھوڑ کر چلا گیا۔ انھیں بیرونی ہال کے سنگی فرش پر اس کے

بھاری بوٹوں کی کھٹ کھٹ صاف طور پر سنائی دیتی تھی۔

"کیرولائے!" ڈیوک نے اس کے چلے جانے پر آہستہ سے کہا۔" یہ لوگ کون ہیں؟ میں نے یہ نام پیشتر نہیں سنا۔"

"تھوڑی دیر گزری الفرڈ نے دو شخصوں کی اطلاع دی تھی۔" جرین نے بیان کیا "میں سمجھی جارجز اور اینڈری ڈوولیوٹیس ہیں۔ کیوں کہ انھوں نے چائے پر آنے کا وعدہ کیا تھا۔ پس میں نے الفرڈ کو ان کے آنے کی اجازت دے دی۔ مگر تم میری حیرت کا اندازہ کر سکتے ہو جب ان کی بجائے میں نے دو دیہاتی شخصوں کو آتے دیکھا میں نہیں جانتی ... اوہ!"

وہ رک گئی۔ سامنے کھلے دروازہ کی راہ سے وہی کیرولائے اور اس کا بیٹا آگے پیچھے آرہے تھے۔

ایم کیرولائے نے ٹوپی اتار کر سینہ سے لگالی جھک کر ادب سے سلام کیا اور کہنے لگا "میڈموازل خادم پھر آداب عرض کرتا ہے۔"

بیٹے نے بھی فرشی سلام کیا اور اس کے جھکنے سے اس کے پیچھے ایک اور لڑکا نمودار ہوا جو اس سے بھی چھوٹا تھا۔

"یافو۔ دوسرا غلام زادہ۔ یہ دوا فروشی کی دکان کرتا ہے۔" ایم کیرولائے نے اپنے بھدے سرخ ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس نوجوان کی آنکھیں بالکل اپنے باپ اور بھائی سے مشابہ اور ایک دوسری سے جڑی ہوئی تھیں اس نے بھی آگے آکر جرین اور سونیا کو ادب سے سلام کیا۔ ڈیوک نے انھیں دیکھ کر بھوؤں کو ذرا اونچا کیا۔ مگر چپ رہا۔

"صاحبان آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔" جرین نے معذرتی لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "مگر افسوس والد اب تک واپس نہیں آئے۔"

آپ معذرت کی تکلیف نہ کریں۔ اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔" ایم کیرولائے

نے کہا۔ جس کے بعد وہ اور اس کے دونوں بیٹے اس طرح اطمینان کے ساتھ تین کرسیوں پر بیٹھ گئے گویا وہ انتظار کے لئے تیار ہو کر آئے تھے۔

ان کی بے تکلفی دیکھ کر جرین ایک لحہ کے لئے چپ ہو گئی۔ مگر جلد ہی کہنے لگی۔ "عجب نہیں والد کو ایک گھنٹہ اور لگ جائے۔ اس صورت میں آپ کا وقت بیسود ضائع ہو گا۔"

"آپ اس کا ذرا بھی خیال نہ فرمایئے۔" ایم کیرد لائے نے سرسری لہجہ میں کہا۔ اور پھر ڈیوک کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: "اب جبکہ ہم انتظار کر رہے ہیں۔ اے صاحب اگر آپ کا اس گھر سے کچھ رشتہ ہو تو مہربانی سے آپ ہی فرمایئے اس موٹر کی قیمت کم از کم کیا ہو گی؟"

"معاف کیجئے مجھے ایسے معاملات کی کچھ خبر نہیں۔" ڈیوک نے کہا۔

ایم کیرد لائے کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ دروازہ پھر کھلا اور ذرمن نے ایک قدم اندر رکھ کر باہر کی طرف منہ کر کے اپنی معمولی گہری آواز میں کسی سے کہا: "مہربانی سے اس طرف آجایئے۔"

اس پر ایک تیسرا نوجوان جو عمر میں ایم کیرد لائے کے دونوں بیٹوں سے چھوٹا تھا اندر داخل ہوا۔

"کون برنارڈ! تم بھی آ گئے کیا؟" ایم کیرد لائے نے کہا۔ "حالانکہ میں نے تم سے باغ کے دروازے پر انتظار کرنے کو کہا تھا۔"

"میں بھی وہ موٹر دیکھنا چاہتا تھا۔" برنارڈ نے کہا۔

"یا نو۔ آپ کے خادم کا تیسرا بیٹا۔" ایم کیرد لائے نے برنارڈ کی طرف پدرانہ فخر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اسے میں بیرسٹری کی تعلیم دلانا چاہتا ہوں۔"

"مگر یہ سب کتنے ہیں؟" جرین نے مدھم آواز سے پوچھا۔

ایم کیرد لائے کے جواب دینے سے پہلے ذرمن پھر دروازہ میں نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

"مس آقا واپس آ گئے۔"

"اچھا ہوا آ گئے۔" جرین نے اطمینان کی سانس سے کہا اور پھر ایم کیرو لاسے کی طرف مڑ کر کہنے لگی۔ "صاحبان میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو والد کے پاس لے چلتی ہوں۔ انہیں سے آپ موٹر کار کی قیمت کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔"

"وہ دروازہ کی طرف چلی۔ ایم کیرو لاسے اور اس کے بیٹے ادب سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ باپ اور دونوں بیٹے تو جرین کے پیچھے کمرہ سے رخصت ہو گئے۔ مگر تیسرا برنارڈ الماریوں پر رکھے ہوئے سامان کو دیکھنے کے لئے رک گیا۔ دفعتاً اس نے آنکھ بچا کر دو چیزوں کو جو قریب تر پڑی ہوئی تھیں اٹھا لیا۔ پھر وہ بھی تیز چلتا ہوا اپنے بھائیوں کے پیچھے روانہ ہوا۔

مگر ڈیوک دیکھ رہا تھا۔ اس نے دروازہ تک تین لمبے ڈگ بھر کر اسے جھٹ بازو سے پکڑ لیا اور ہال میں دھکا دیکر دروازہ بند کر دیا۔

"لیں رہ جاؤ۔" اس نے تیز لہجہ میں کہا۔ "اب کہاں جاتے ہو۔"

"کیوں کیا ہوا؟" برنارڈ نے اس سے بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

"یہ سگرٹ کیس تم نے کس کے حکم سے اٹھایا؟" ڈیوک کہنے لگا۔

"میں.... م میں نے.... بالکل نہیں لیا۔" برنارڈ نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔

ڈیوک نے اس کا بایاں بازو پکڑے رکھا اور خالی ہاتھ سے اس کی لوٹلی کے اندر سے جو اس کے سینہ سے ہاتھ میں تھی چاندی کا بنا ہوا سگرٹ کیس نکال کر پیش کیا۔

برنارڈ کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ "اوہ!.... م مجھ سے.... غ غلطی ہو گئی۔"

ڈیوک نے اپنی گرفت کو بازو سے گریبان پر منتقل کیا اور اپنا ہاتھ اس کے کوٹ کی اندرونی پاکٹ میں ڈال دیا۔ برنارڈ ڈیوک کی مضبوط گرفت میں بے بس کھڑا انداز بیکسی سے دیکھا کیا۔

ڈیوک نے اس کی جیب سے مرا کو کیس نکالا اور کہنے لگا "یہ بھی غلطی تھی کیا؟"
"اوہ! گلوبند!" سونیا کے منہ سے نکلا جو فرط حیرت سے منہ کھولے اس نظارہ کو دیکھ رہی تھی۔

برنارڈ ڈیوک کے سامنے دو زانوں ہو گیا اور ہاتھ جوڑ لئے۔

"معاف کیجئے!" اس نے گلوگیر لہجہ میں کہا۔ "میں التجا کرتا ہوں۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیجئے گا۔ میں ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتا ہوں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"بدمعاش!" ڈیوک نے چبا کر کہا۔

"میں سچ عرض کرتا ہوں۔ پھر کبھی ایسی خطا نہ کروں گا۔ خدا کے لئے اب مجھ پر رحم کیجئے۔ والد کو معلوم ہو گیا تو نہ جانے کیا کریں گے۔ خدا کے لئے جانے دو۔" برنارڈ نے بہ منت کہا۔

ڈیوک نے تھوڑی دیر تامل کیا۔ اپنی مونچھوں کو زور سے کھینچتا ہوا وہ اس کی طرف دیر تک گھورتا رہا۔ پھر اتنے کم عرصہ میں جس کی ایسے لاپروا شخص سے کمتر امید ہو سکتی تھی اس نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا۔

"کہنے لگا "خیر اب کی بار میں معاف کرتا ہوں۔ جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ"
اتنا کہکر اس نے نوجوان کو جھٹکا دے کر اٹھایا اور دھکا دے کر باہر کی ڈیوڑھی میں نکال دیا۔

"میں آپ کا ہزار بار شکر کرتا ہوں۔۔۔ یہ احسان میں عمر بھر نہ بھولوں گا۔" برنارڈ نے کہا
ڈیوک نے دروازہ بند کر لیا اور سونیا کی طرف دیکھا جو تیز سانس لے رہی تھی۔

"ایسا واقعہ کبھی تمہارے دیکھنے میں آیا؟ میرا خیال ہے یہ لڑکا ضرور کسی دن نامی چور بنے گا۔ دلیری تو دیکھو کہ عین نظروں کے سامنے واردات کرتا ہے۔ اور پھر گلوبند۔۔۔ کم بخت لے جاتا تو کتنا افسوس ہوتا۔ اب بھی جی چاہتا ہے پولیس کے حوالہ کر دوں۔"

"ایسا نہ کیجئے" سونیا نے بہ منت کہا۔" آپ نے بہت اچھا کیا کہ چھوڑ دیا۔ معافی ہی میں لذت ہے۔"

ڈیوک نے گلوبند کو میز کے کنارہ پر رکھ دیا۔ اور اس مقام پر آیا۔ جہاں سونیا کھڑی تھی۔

"تمہاری رنگت اتنی زرد کیوں ہے؟" اس نے آہستہ سے پوچھا

"میں ڈر گئی" سونیا نے کہا۔" اس بدنصیب لڑکے کے واقعہ نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔" اور اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

"تمہیں اس پر رحم آیا؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"ہاں مگر واقعہ کتنا افسوس ناک تھا۔ ایک اس کی کمسنی۔ دوسرے وہ خوف جو اس کی آنکھوں میں پایا جاتا تھا..... اُف! چوری کرتے ہوئے پکڑا جانا کتنا خوفناک ہوتا ہے"

"معلوم ہوا تمہارا مزاج بہت زود حس ہے،" ڈیوک نے شفقت آمیز لہجہ میں کہا۔ اور وہ اس کے خوشنما مضطرب چہرہ کیطرف تعریفی نظر سے دیکھنے لگا۔

"میں واقعی بے سمجھ ہوں،" سونیا نے کہا۔" مگر آپ نے بھی دیکھا اس کی آنکھوں سے کتنا خوف ظاہر ہوتا تھا۔ میرا خیال ہے آپ کو بھی اس پر رحم آیا ہوگا۔ کیونکہ باطن میں آپ بہت رحمدل ہیں۔"

"باطن میں کیا معنی؟" ڈیوک نے پوچھا

میں نے باطن کا لفظ اس لئے کہا کہ گو آپ کی صورت سے طنز و سرد مہری کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر میں جانتی ہوں وہ لوگ جنھوں نے اثرات زمانہ سے بہت تکلیف اٹھائی ہو۔ بسا اوقات ظاہر میں ایسے ہی نظر آتے ہیں۔ اگرچہ ان کے دل میں ان کی برداشت حد انتہا سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔" سونیا نے تامل کے ساتھ آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ چن کر کہا۔"

"ہاں میرا بھی یہ خیال ہے۔" ڈیوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"اس لئے کہ انسان خود تکلیف برداشت کرکے ہی اوروں کی تکلیف سمجھتا ہے۔۔ کم ازکم میرا یہی خیال ہے۔" سونیا نے کہا۔
تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ ڈیوک اب تک اس کے خوشنما چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی نگاہ سے تعریف و ترحم کا اظہار ہوتا تھا۔
"کیا تم یہاں رہ کر خوش نہیں ہو؟" اس نے آہستہ سے کہا۔
"کون میں! کیوں؟" سونیا نے جلدی سے پوچھا۔
"اس لئے کہ تمہارے تبسم سے حسرت اور نگاہ سے خوف کا اظہار ہوتا ہے" ڈیوک نے کہا "تمھاری حالت اس بچہ کی طرح ہے جو کسی کی حفاظت چاہتا ہو۔ کیا تم دنیا میں بالکل تنہا ہو؟"
اس کی نگاہ اور لہجہ سے درد کا اظہار ہوتا تھا۔
سونیا کے عارض گلگوں پر سُرخی نمودار ہوگئی۔
کہنے لگی۔ "ہاں"
"کوئی دوست۔ کوئی رشتہ دار نہیں؟"
"نہیں"
"فرانس میں نہ سہی تمہارے اپنے ملک میں۔۔۔۔ غالباً تمھارا وطن روس ہے؟"
"نہیں وہاں بھی کوئی نہیں۔ والد حامی انقلاب تھے۔ میں چھوٹی سی تھی کہ وہ سائبیریا میں ہلاک ہوگئے۔ والدہ کا بھی پیرس میں آکر انتقال ہوگیا۔ والد کے مرنے پر وہ اپنے وطن سے یہاں بھاگ آئی اس کی موت پر میری عمر صرف دو سال کی تھی۔"
"پھر یہ تنہائی ضرور تمہارے لئے شاق ہوگی۔" ڈیوک نے کہا۔
"نہیں" سونیا نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "رشتہ داروں کا نہ ہونا چنداں

باعث تکلیف نہیں۔ کیونکہ میں اس کی عادی ہو گئی ہوں۔ ہاں تکلیف اگر کسی بات سے ہوتی ہے..... میں کیا عرض کر دوں آپ سن کر ہنسیں گے "

"بتاؤ نہیں" ڈیڈی نے سنجیدگی سے کہا۔

"بس اگر تکلیف ہوتی ہے تو محض اس بات سے کہ مجھے کبھی کسی کا خط نہیں آتا۔ میں اس لذت سے ناآشنا ہوں جو اس شخص کا لفافہ کھولنے سے ہوتی ہے جس کی نسبت کسی کو معلوم ہو کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر سنجیدگی سے کہنے لگی "لیکن میں اپنے آپ کو یہ سمجھا لیتی ہوں کہ اس طرح کے خیالات فضول ہیں۔ آپ جانیں میں نے اپنی زندگی میں تھوڑا سا فلسفہ بھی سیکھ لیا ہے۔"

وہ مسکرائی۔ اس کا تبسم کسی بچہ کی خوشی سے مشابہ تھا۔

اسے دیکھ کر ڈیڈی بھی مسکرایا "تھوڑا سا فلسفہ!" اس نے آہستہ سے کہا "یقیناً سونیا تم ایک خوبصورت فیلسوف ہو"

دونوں ایک دوسرے کی طرف سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک کی نگاہ دوسرے کی روح کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی کہ دفعتاً ایک بغلی دروازہ کھلا اور جیرمین کی سخت آواز سنائی دی۔

"سونیا تم دن بدن لاپرواہ ہوتی جا رہی ہو۔ جو کام تم سے کہا جائے وہی نہیں ہوتا۔ میں نے خاص تاکید کی تھی کہ میرا چرمی جزدان اپنے ہاتھ سے میرے بیگ میں رکھنا اب جو میں نے ایک دراز کھولی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ جزدان اس کے اندر پڑا ہے۔"

"بانو مجھے سخت ندامت ہے۔" سونیا کہنے لگی "میں چاہتی تھی....."

"بس اب چاہنے کی کیا ضرورت ہے میں خود انتظام کر لوں گی" جیرمین نے کہا "مگر سہل انکاری تو دیکھو۔ معلوم ہوتا ہے تم دہقان بن کر آئی ہو آخر غفلت کی کوئی انتہا ہوتی ہے

"جیرین .... ایک معمولی سہو تھا۔ ہوگیا جانے دو۔" ڈیوک نے تشفی آمیز لہجہ میں کہا۔

"بس جیکس تم نہ بولو۔ میں دیکھتی ہوں۔ تمہارے اندر ذاتی معاملات میں بیجا دخل اندازی کی عادت پیدا ہو رہی ہے۔ ایک دن پہلے بھی تم نے اسی طرح کیا تھا۔ میں کیا نوکروں سے بھی گئی گزری ہوئی کہ تم مجھے ایک لفظ تک منہ سے نہیں کہنے دیتے۔"

"جیرین" ڈیوک نے فہمائش کے لئے کہنا شروع کیا۔

مگر اس نے سونیا کی طرف منہ پھیر لیا اور ان رقعوں اور لفافوں کی طرف اشارہ کرکے جو برنارڈ کی گھبراہٹ سے میز سے گر گئے تھے کہنے لگی: انھیں سنبھالو اور پھر سب چیزیں میرے کمرے میں لے آؤ۔ جلدی کرو۔"

وہ تیز چلتی ہوئی باہر چلی گئی اور دروازہ کو زور سے بند کیا۔

مگر سونیا پر اس غصہ کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ نہ رخساروں پر ندامت کی سرخی پیدا ہوئی نہ لبوں نے جوش سے حرکت کی۔ وہ جھک کر گرے ہوئے کاغذات کو اٹھانے لگی۔

"ٹھہرو میں اٹھاتا ہوں۔" ڈیوک نے غم کھائے ہوئے لہجہ میں کہا اور ایک زانو کے بل جھک کر اس نے گری ہوئی چیزوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پھر انھیں میز پر رکھ کر اس نے کہا: "تم جیرین کے غصہ کی پروا نہ کیا کرو۔ وہ ...... دل سے بری نہیں۔ اس کی عادت ہی ایسی ہے۔ پہلے دن سے اس نے خوشی ہی دیکھی۔ اور تینتیس دانتوں سے جو چیز طلب کی ملتی رہی۔ اس سے مزاج بگڑ گیا۔ ایسے لوگوں کو اوروں کی تکلیف کا کم خیال ہوتا ہے اس لئے ان کی ناراضی سے ملول نہ ہونا چاہئے۔"

"میں بالکل رنجیدہ نہیں ہوں۔" سونیا نے کہا: "اس بارے میں میرے خیالات بالکل آپ سے ملتے ہیں۔"

ڈیوک نے لفافوں اور غیر مستعمل رقعوں کو جمع کرکے ان کا پلندہ باندھ دیا۔ اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ان کا بوجھ ناقابل برداشت نہ ہوگا۔"

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں" سونیا نے پلندہ ڈیوک کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو میں چھوڑ آؤں" ڈیوک نے کہا۔

"جی نہیں اس قدر تکلیف کی کیا ضرورت ہے" سونیا نے کہا۔

ڈیوک نے ایک تیز مگر ظاہری بے ارادہ حرکت سے سونیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے جھک کر بوسہ دیا۔

نازنین کے رخساروں پر ... ہوا ہو کر اس کے گلوئے سیمیں تک پھیل گئی۔ ایک لمحہ کے لئے وہ بے حرکت اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ اس کا ہاتھ دل پر رکھا ہوا تھا۔ پھر لڑکھڑاتی ہوئی تیز چل کر دروازہ کی طرف بڑھی۔ مگر جب اسے کھول کر باہر نکل رہی تھی تو پھر ایک بار مڑ کر ڈیوک کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد نظروں سے غائب ہو گئی۔

باب ۔ ۵

لوپن کی چٹھی

ڈیوک تھوڑی دیر اس دروازہ کی طرف جس سے سونیا باہر گئی تھی۔ نظر غور سے دیکھا کیا۔ نہایت خفیف تبسم اس کے لبوں پر نمودار تھا۔ پھر ہال کے دوسری جانب چینیڈیل الماری کے پاس جا کر اس پر رکھے ہوئے کیس سے سگرٹ نکالا۔ پاس ہی گلوبند کا ڈبہ پڑا ہوا تھا سگرٹ جلا کر وہ خراماں خراماں چبوترہ پر نکل آیا۔ ایک دو بار چل کر وہ اس کے کنارے پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس وسیع رمنہ کی طرف جو دور تک پھیلا ہوا تھا غیر معین نگاہ سے دیکھنے لگا۔ یکایک دائیں طرف مڑ کر وہ ایک مختصر زینہ کی راہ سے نچلے چبوترہ پر اُترا

اور باغ کی تنگ روش پر چلتا ہوا ڈیوڈ درختوں کے کنج کی طرف ہو لیا۔ درختوں کے وسط میں پتھر کی بنچ پڑی تھی جس پر کائی لگی ہوئی تھی اور اثرات زمانہ نے اس کا رنگ بالکل بدل دیا تھا۔ ایسی سنگی بنچیں فرانس کے اکثر باغات کی زینت ہیں۔ سامنے سنگ مرمر کے حوض میں فوارہ کی پتلی دھار کے زور سے عشق کے دیوتا کیوپڈ کی تصویر رقص کر رہی تھی۔ ڈیوک بنچ پر بیٹھ گیا۔ وہ اس سکون کامل کی حالت میں تھا۔ جو انسان کو اعصاب کی درستی سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر بھی پیشانی کے بل گہری فکر ظاہر کرتے تھے۔ گاہ بگاہ جبین کا اضطراب رفع ہونے سے چہرہ پہ ہلکے تبسم کا اظہار ہوتا جسے اس خواب راحت کا اثر سمجھنا چاہیئے جو سونیا کی یاد سے پیدا ہوتا تھا۔ سونیا کے خندہ سیال اور اپنی نگاہ شوق کے مقابلہ میں اس کی چشم شرگیں کا نظارہ اس کے سامنے تھا۔ بہت دیر تک وہ اس تخیل کے مزے لیتا بنچ پر بیٹھا رہا۔ مگر آخر کار جب اوائل ستمبر کی شام ہر طرف تاریکی پھیلانے لگی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اس شخص کے انداز سے جس نے کسی معاملہ میں عزم مصمم کر لیا ہو تیز چلتا محل کی طرف واپس ہوا۔ بالائی چبوترہ پہ پہنچ کر اسے صدر دروازہ کے قریب چند آدمی کھڑے نظر آئے اور وہ آہستہ چلتا ہوا ان کی طرف روانہ ہوا۔

اس جماعت کے وسط میں ایم گورنے مارٹن کھڑے تھے۔ ان کا بدن فربہ گول اور بھاری اور چہرہ ایم کیر دلائے کے چہرہ کی طرح سرخ تھا۔ ان کے فراخ رخساروں پر چونکہ بڑے بڑے گلچھے تھے۔۔۔۔ اس لئے ان کی سپید کلیں چہرہ کی سرخی کو اور بھی نمایاں کرتی تھی۔ ڈیوک ان کے پاس گیا تو اسے یہ بات واقعی عجیب معلوم ہوئی کہ ایم گورنے مارٹن کی آنکھیں بھی کیر دلائے کی آنکھوں کی طرح ایک دوسرے کے بالکل قریب واقع ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں کی مشابہت اتنی زبردست تھی کہ جسے اس حقیقت کا علم نہ ہوتا کہ دونوں کا ایک دوسرے سے کچھ بھی تعلق نہیں وہ یہی سمجھتا کہ یہ خاندانی مشابہت کا اثر ہے۔

لکھوتی گورنے مارٹن اپنے ہاتھوں کو زور زور سے حرکت دیکر اس شخص کے انداز سے بلند آواز میں گفتگو کر رہا تھا جو لین دین میں دوسروں کو مرعوب کرنے کا ہنر جانتا ہو۔ پاس آنے پر ڈیوک کو اس کی زبانی یہ الفاظ سنائی دیئے۔

"نہیں۔ بس یہ قیمت کم سے کم ہے۔ تمہیں منظور ہو لے لو، نہیں تو نہ سہی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ یا اسے منظور کر دیا اپنی راہ لو۔ میرے لئے دونوں صورتیں برابر ہیں۔"

"مگر قیمت اب بھی بہت زیادہ ہے" ایم کیرڈ لائے نے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔

"اسے زیادہ!" ایم گورنے رٹن نے اور بھی بلند آواز سے کہا "میں نہیں جانتا کون تمہیں سو گھوڑے کی طاقت والی موٹر آٹھ سو پونڈ میں دینا منظور کرے گا! بھلے آدمی تم تو مجھے لوٹے لئے جاتے ہو۔ لوٹے۔"

"نہیں نہیں۔" ایم کیرڈ لائے نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

"نہیں کیا میں ٹھیک تو کہتا ہوں" ایم گورنے مارٹن نے بدستور گرجتے ہوئے لہجہ میں کہا "ارے تیرہ سو پونڈ قیمت کی موٹر صرف آٹھ سو میں! مجھے خود حیرت ہوتی ہے کہ میں نے تمہارے اصرار پر اتنا کم منظور کیا۔"

"نہیں نہیں" ایم کیرڈ لائے نے پھر اسی دبے لہجہ میں کہا۔

معلوم ہوتا تھا وہ لکھوتی کے تحکمانہ انداز سے بے حد خوفزدہ ہے۔

"تم اس کی رفتار دیکھو گے تو یقین ہوگا" ایم گورنے مارٹن نے کہا۔

"پھر بھی آٹھ سو پونڈ بہت ہیں۔"

بس اب اصرار نہ کرو۔ میں نے دیکھ لیا کہ تم سودا کتنا خوب جانتے ہو۔ بہرحال اب موٹر کی چال دیکھے بغیر اعتراض نہ کرنا۔"

پھر اپنے موٹربان کی طرف متوجہ ہو کر جو پاس ہی دانت نکالے اس جدوجہد کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"جین تم انھیں موٹر پر بٹھا کر سٹیشن تک لے جاؤ۔ انھیں دکھا دو وہ کیسا چلتی ہے۔ جس طرح کہیں ان کی تسلی کر دو۔"

اس نے جین کو آنکھ سے اشارہ کیا اور پھر ایم کیہ ولائے کی طرف مڑ کر کہنے لگا "تم اچھی طرح جانتے ہو اس معاملہ میں تم نے مجھے کتنا دبایا ہے۔ صاحب میں تمھارے ملکہ کاروبار کا قائل ہو گیا۔ جیرب جا کر موٹر کی چال دیکھئے۔ جائیے سلام۔"

ایم کیہ ولائے اور اس کے تینوں بیٹوں نے مایوسانہ انداز سے سلام کا جواب دیا اور چابک کھائے ہوئے کتوں کی طرح دبا کر جین کے ساتھ ہو لئے۔ جب وہ موٹر کے دوسری طرف چلے گئے تو کننی نے ڈیوک کی طرف منہ پھیر کر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ "اب ضرور خریدے گا۔ میں نے اسے اچھی طرح پختہ کر دیا ہے۔"

"کیوں نہیں۔ آپ کاروباری دنیا کے بادشاہ ہیں۔ آپ کی کامیابی کیونکر باعث حیرت ہو سکتی ہے۔" ڈیوک نے پھیکے طور پر تبسم کے ساتھ خشک لہجہ میں کہا۔

ایم گور نے مارٹن کی چھوٹی آنکھیں تعلی مسرت سے چمک رہی تھیں جس کا اثر اس کے فراخ چہرہ پر جہاں تبسم کی گنجائش بہت کم تھی۔ ان چھوٹی لہروں کی طرح ظاہر ہوا جو بند پانی کے تالاب پر آہستہ آہستہ اٹھا کرتی ہیں۔

"یہ موٹر چار سال کی پرانی ہے" اس نے خوش ہو کر کہا "اور وہ یقیناً اس کے آٹھ سو پونڈ دے گا — حالانکہ اس کی اصلی قیمت تمباکو پینے کے ایک پائپ کے برابر بھی نہیں ہے آٹھ سو پونڈ میں ایک چھوٹی سی ڈیٹو موٹر جس پر ایک عرصہ سے میری آنکھ ہے خرید لوں گا۔ یہ سودا واقعی نفع بخش ہو گا۔"

دونوں کچھ دیر چبوترہ پر ٹہلا کئے۔ اس کے بعد ایک بغلی دروازہ کی راہ سے ہال میں چلے گئے۔ فرمن نے دو لیمپ جلا دیئے تھے۔ جن کی مدھم روشنی ہال کی وسیع تاریکی میں صحرائے اعظم کے نخلستان کی حیثیت رکھتی تھی۔ ایم گور نے مارٹن بڑے تکلف کے

ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا معلوم ہوتا تھا کہ ایک بیٹھ جانے کی صورت میں اسے کرسی ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

بیٹھ کر کہنے لگا۔ "ڈیوک کیا بات ہے۔ تم نے وزیر وزارت سے میری ملاقات یا گفتگو کی نسبت کوئی سوال نہیں پوچھا؟"

"فرمائیے آپ وہاں سے کیا خبر لائے ہیں"۔ ڈیوک نے بے پروائی سے دریافت کیا

"بس کل حکمنامہ پر دستخط ہو جائیں گے اور یہ فیصلہ اتنا یقینی ہے کہ تم ابھی سے سمجھ سکتے ہو کہ تمھیں اعزاز حاصل ہو گیا۔ یقیناً یہ خبر تمھارے لئے دل خوش کن ہو گی"
اور یہ کہتے ہوئے ایم گورے مارٹن نے اپنے موٹے بھدے ہاتھوں کو اطمینان سے ملنا شروع کیا۔

"جی ہاں کیوں نہیں،" ڈیوک نے بدستور لا پروائی سے جواب دیا۔

"مجھ سے پوچھو تو میرے دل کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے،" لکھ پتی نے کہا "میری آرزو تھی تمھیں یہ اعزاز مل جائے۔ اب اس کے بعد تم نے سفرنامہ کی دو ایک جلدیں چھاپ لیں اور اپنے جد امجد کے مکتوبات شائع کر دیئے جن کے ساتھ قدرتی طور پر لکھی ہوئی مبصرانہ تمہید بھی شامل ہو گی۔ تو بس تمھارا اکیڈیمی میں شامل ہونا کیا مشکل ہے۔"

"اکیڈیمی"! ڈیوک نے جو عموماً بڑے سکون کی حالت میں رہتا تھا۔ چونک کر کہا۔
"مجھے اکیڈیمی میں داخل ہونے کا کیا حق حاصل ہے؟"

"حق کیوں نہیں؟" لکھ پتی نے سنجیدگی سے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں انداز حیرت سے کھل گئیں۔ "یہ حق کچھ کم ہے کہ تم ڈیوک ہو۔؟"

"یہ تو صحیح ہے،" ڈیوک نے اس کی طرف انداز تعریف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عزیز میں چاہتا ہوں میری بیٹی ایک عملی کام کرنے والے آدمی سے شادی کرے۔" ایم گور نے مارٹن نے دائیں ہاتھ کو بائیں پر زور سے مارتے ہوئے کہا۔ میرے دل میں کام کرنے والوں کے خلاف کسی طرح کا تعصب نہیں..... بالکل نہیں۔ میرا داماد ڈیوک ہونے کے علاوہ لیجن آف آنر کا اعزاز رکھنے والا اور اکیڈیمی آف فرانس کا ممبر ہونا چاہیئے۔ یہ باتیں ذاتی قابلیت پر دلالت کرتی ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ میں بیوقوف نہیں ہوں۔"

ڈیوک کے منہ سے بے اختیاری میں ہلکا سا قہقہہ نکلا۔

"تم ہنستے ہو۔ کیوں؟" ایم گورنے مارٹن نے جس کے چہرہ پر آثار اطمینان کی جگہ سیاہی چھانے لگی تھی پوچھا۔

"کچھ نہیں،" ڈیوک نے آہستہ سے جواب دیا۔ "میں آپ کے حیرت خیز کمالات پر خوش ہوتا ہوں۔"

"میرے کمالات! بے شک میرے کمالات حیرت خیز ہیں۔ اے عزیز میں نے دنیا کا صحیح تجربہ حاصل کیا ہے۔ میں ہر بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کاروباری معاملات سے مجھے واقفیت ہے۔ فنون لطیفہ کا مداح اور مصوری کا قدردان میں ہوں۔ نادر سامان اور خوشنما مشجر کی قدر مجھ سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے۔ عزیز میں سمجھتا ہوں ایسے کاموں پر روپیہ صرف کرنا دولت کا بہترین مصرف ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مجھے نادرات کا شوق ہے۔ اور میں کسی بے جا فخر کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ ان کو سمجھنے کے لئے قدرت نے مجھے مذاق سلیم بھی عطا کیا ہے۔ سچ جانو میرے اندر کاروباری آدمی کی حقیقی قابلیت موجود ہے۔"

"جی ہاں۔ اس کا ثبوت آپ کے ذخیرہ نادرات بالخصوص اس سامان سے جو پیرس والے مکان میں جمع ہے اچھی طرح ملتا ہے۔" ڈیوک نے جمائی روکتے ہوئے کہا

"لیکن ابھی تم نے میرے ذخیرہ نادرات کی سب سے خوش نما چیز پرنس ڈائمیل کا تاج نہیں دیکھا۔ اس کی قیمت کئی لاکھ سے کم نہیں۔"

میں نے اس کی بہت تعریف سنی ہے۔" ڈیوک نے کہا: "ایسے حالات میں یہ امر باعث حیرت نہیں کہ آرسین لوپن کو اس کی نسبت رشک پیدا ہوا۔"

ایم گور نے مارٹن ان الفاظ کو سن کر زور سے اچھلا جس سے وہ کرسی جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا چرچرا گئی۔

"اس پاجی کا نام نہ لو۔" اس نے گرج کر کہا: "میرے سامنے اس کا ذکر مت کرو۔"

"جربین نے مجھے اس کا خط دکھایا تھا۔" ڈیوک نے کہا: "مضمون واقعی دلچسپ تھا۔"

"خط! ..... اس ملعون خبیث کا خط جس سے مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ غش آنے لگا تھا۔" لکھ پتی نے جوش کی حالت میں کہا: "اسی ہال میں جہاں ہم اب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بڑے اطمینان سے باتیں کر رہا تھا کہ فرمن نے آکر ایک خط دیا۔"

الفاظ ابھی اس کی زبان پر تھے کہ دروازہ کھلا اور فرمن نے کھٹ کھٹ کرتے ہوئے کمرہ میں داخل ہو کر گہری آواز سے کہا: "حضور کے نام ایک خط آیا ہے۔"

"لے آؤ۔" اور ایم گور نے مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر خط اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ پھر اپنے طلائی چشمہ کو ناک کے سرے پر رکھتے ہوئے اس نے خط کو دیکھے بغیر کہا۔ "فرمن نے آکر ایک خط دیا جس کی تحریر ....." وہ لفافہ کو سیدھا کر کے آنکھوں کے پاس لے گیا تھا کہ دفعتاً بڑے جوش کی حالت میں چلا کر کہنے لگا: "اے پاک خدا!"

"کیوں کیا ہوا؟" ڈیوک نے ایم گور نے مارٹن کے کلمہ استعجاب سے چونک کر کہا۔

"ارے اس کی تحریر ..... اس لفافہ کی تحریر تو بالکل وہی ہے۔" ایم گور نے مارٹن نے رکتے ہوئے کہا جس کے بعد وہ زور سے کرسی کی پشت پر گرا۔

ایک تیز آواز پیدا ہوئی۔ کرسی ٹوٹنے سے ڈیوک کو ایم گورنے مارٹن کے بازو اور ٹانگیں ہوا میں ہلتی نظر آئیں۔ پھر ایک آواز اور ہوئی۔ اور لکھ پتی کا بھاری جسم فرش زمین پر آپڑا۔

ڈیوک کے منہ سے بے اختیار قہقہہ نکلا۔ لکھ پتی کو بازو سے پکڑ کر اس نے جھٹکا دیتے ہوئے اس دیو قامت شخص کو ایسی آسانی سے کھڑا دیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کا اپنا بدن فولاد کا بنا ہوا ہے۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں" اس نے بدستور ہنستے ہوئے کہا "اس خط کی تحریر یقیناً وہ نہیں ہو سکتی۔ یہ غیر ممکن ہے۔"

"اسے میں کہتا ہوں یہ وہی تحریر ہے۔ اس کی نسبت غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں" ایم گورنے مارٹن نے کہا۔ اور اس نے جوش کی حالت میں لفافہ چاک کر دیا۔

پھر خط کے مضمون کو جلدی جلدی دیکھنا شروع کیا۔ مگر جوں جوں وہ اسے پڑھتا تھا آنکھیں فراخ تر ہوتی جا رہی تھیں حتیٰ کہ وہ اپنی سکڑی ہوئی تنگ حیثیت سے بڑھ کر حد اوسط تک پہنچ گئیں۔

"سنو تو" اس نے کہا "سنو وہ لکھتا ہے"

جناب من !

تین سال پہلے میں نے آپ سے جو تصویریں حاصل کی تھیں۔ جہاں تک استادان قدیم کا تعلق ہے ان میں صرف ایک ڈلسکر کی بنی ہوئی ایک ریمبرانٹ کی اور تین ریونیسر کے ادنیٰ نمونے ہیں۔ مگر آپ کے پاس اب بھی ان کی تعداد بہت ہے۔ چونکہ اس نادر خزانہ کا آپ کے ہاں بیکار پڑا رہنا باعث شرم ہے۔ اس لئے میں نے ان سب کو اپنے قبضہ میں لانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور میں کل صبح ایفل آپ کے پیرس والے مکان سے حاصل ....

کرنے کی تدبیر کروں گا۔

آپ کا صادق
آرسین لوپن

"محض بکواس ہے" ڈیوک نے کہا۔

"سن تو لو" لکھ پتی نے حالت اضطراب میں کہا "ابھی کچھ حصہ باقی ہے"
مکرّر یہ کہ آپ کے پاس چونکہ گذشتہ تین سال سے پرنسس ڈوالیبل کا تاج بیکار پڑا ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر میں آپ کو اس کی حالگی کے لئے بھی مجبور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔
ا۔ل

"پانی! جلد!..... اُف میرا دم گھٹا جاتا ہے" لکھ پتی نے اپنے گریبان کو زور سے پکڑتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرہ کی سیاہی کو دیکھ کر اور اس وجہ سے بھی کہ وہ لڑکھڑا کر پاس ہی ایک صوفہ پر گر پڑا جو حسن اتفاق سے کرسی کی نسبت زیادہ مضبوط تھی۔ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دم گھٹنے کی شکایت واقعی سچ تھی۔

"فرمن! فرمن!" ڈیوک نے چیخ کر آواز دی۔ پانی کا گلاس لے آؤ۔ جلدی! تمہارے آقا بیمار ہو گئے"

وہ دوڑتا ہوا لکھ پتی کے پاس گیا جس نے رکتی ہوئی آواز میں کہا "ٹیلیفون کرو...... اسی وقت پولیس کے دفتر میں ٹیلیفون کر دو..... دیر نہ ہو"

ڈیوک نے گریبان ڈھیلا کیا اور دیوار سے وان لوتیکھا اتار کر زور سے جھلنے لگا۔ اتنے میں فرمن بھی پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے کھٹ کھٹ چلتا کمرہ میں داخل ہوا اس وقت نشست گاہ کا دروازہ کھلا اور جرمین اور سونیا جو ڈیوک کی آواز سے خوف زدہ ہو گئی تھیں۔ دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔

"جلدی! کسی کے پاس فلنخ ہو تو لاؤ۔" ڈیوک نے کہا۔

سونیا دوڑتی ہوئی ہال سے گذری اور مشرقی وضع کی الماری کھول کر ایک بڑی سی بوتل ہاتھ میں لے کر لکھ پتی کے پاس گئی۔ ڈیوک نے بوتل اس کے ہاتھ سے لیکر اسے ایم گورنے مارٹن کی ناک سے لگا دیا۔ آخر الذکر تین بار زور سے چھینکا۔ ڈیوک نے پانی کا گلاس فرمن کے ہاتھ سے لیکر اس کے سرخ چہرہ پر سرد پانی کے چھینٹے دیئے۔ لکھ پتی نے چند لمبی سانسیں لیں۔ اور کچھ بے معنی الفاظ کہے۔

جرمین پاس کھڑی بیکسی کی حالت میں اپنے باپ کے منہ کیطرف تک رہی تھی۔

"ہوا کیا تھا؟" آخر کار اس نے پوچھا

"کچھ نہیں۔ سارا اثر اس منحوس خط کا ہے...... یہ خط جو لوپن نے بھیجا ہے" ڈیوک نے کہا۔

"دیکھا میں نہ کہتی تھی لوپن ضرور کہیں آس پاس موجود ہے!" جرمین نے فاتحانہ لہجہ سے کہا۔

"فرمن!...... ارے فرمن کہاں ہے!" لکھ پتی نے بدقت سیدھا بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آواز بڑی حد تک بحال ہو چکی تھی۔ "یہ کھڑا ہے"

اس نے صوفہ سے اٹھ کر باغبان کو شانہ سے پکڑ لیا اور اسے پورے زور سے ہلانے لگا۔

"یہ خط...... سچ کہو تمہیں کہاں سے ملا؟ کون اسے لیکر آیا تھا؟" اس نے جوش کی حالت میں پوچھا۔

"جی یہ خط لیٹر بکس میں پڑا ہوا تھا...... اس لیٹر بکس میں جو باغ کے دروازہ پر لگا ہوا ہے۔ میری بیوی خود اسے وہاں سے نکال کر لائی تھی۔" فرمن نے جواب دیا اور اس نے اپنے آپ کو بدقت لکھ پتی کی گرفت سے نکالا۔

"معاملہ بالکل ویسا ہے جیسا تین سال پہلے پیش آیا تھا" ایم گور نے مارٹن سے حالت یاس میں کہا۔" بالکل وہی چال اختیار کی گئی ہے۔ افسوس اب کیا ہوگا! اب کیا ہوگا؟"

حالت یاس میں اس نے سر کے بالوں کو نوچنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر اس خیال سے وہ رک گیا کہ وہ تو پہلے ہی بہت کم ہیں۔

" دیکھئے اس طرح گھبرانے کی ضرورت نہیں"، ڈیوک نے بڑے سکون و استقلال کے ساتھ کہا" اگر یہ خط ایک رنجیدہ مذاق نہیں ہے ..."

" مذاق! لکھ پتی نے گرج کر کہا " ارے کیا تین سال پہلے جو کچھ ہوا وہ مذاق ہی تھا؟"

"خیر نہ سہی"، ڈیوک نے کہا " بالفرض یہ چوری جس کی اس خط میں دھمکی دی گئی ہے حقیقت میں عمل آنے والی ہے تو میں اس کاروائی کو محض طفلانہ سمجھتا ہوں۔"

"کیوں؟" لکھ پتی نے پوچھا۔

" آپ خط کی تاریخ دیکھئے۔ اس پر ۲۰ ستمبر کی تاریخ اور اتوار کا دن لکھا ہوا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اسے آج ہی تحریر کیا گیا ہے۔"

" پھر اس سے کیا ہوا؟" لکھ پتی نے پوچھا۔

آپ خط کا مضمون تو دیکھیں۔ کیا اس میں یہ فقرہ درج نہیں کہ میں کل صبح ان چیزوں کو آپ کے پیرس والے مکان سے حاصل کرنے کی تدبیر کروں گا۔ اس جگہ کل صبح کا لفظ خاص اہمیت رکھتا ہے۔"

" اچھا کل صبح ہی سہی۔ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟" لکھ پتی نے پوچھا۔

" دو میں سے ایک بات ضرور ہے" ڈیوک نے کہا۔" یا تو اس خط کی تحریر ایک رنجیدہ مذاق ہے جس صورت میں ہمیں اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کرنی چاہئیے یا دھمکی ہے۔ اس صورت میں ہمارے پاس واردات کو روکنے کے لئے بہت وقت ہے۔"

"بے شک یہ صحیح ہے۔ اور افسوس ہے کہ مجھے پہلے اس کا خیال نہیں آیا" لکھ پتی نے کہا۔ اور اب اس کے چہرہ سے آثار اذیت کسی حد تک رفع ہو گئے۔

"میں کہتا ہوں۔ اس شخص لوپن کا یہ شوق خبر رسانی کم از کم اس معاملہ میں اس کے لئے نفع بخش ثابت نہ ہوگا۔" ڈیوک نے کہا۔

"ٹھہرو مجھے ٹیلی فون پر گفتگو کرنے دو۔" لکھ پتی نے کہا۔

"مگر ٹیلی فون کام نہ دے گی۔" سونیا بولی۔

"نہ دے گی؟ کیوں؟" لکھ پتی نے گھبرا کر پوچھا۔ مگر پھر بھی وہ تیز چلتا ہوا کمرہ کے دوسرے حصہ میں آلہ ٹیلی فون کے پاس گیا۔

"آپ دیکھ لیں" سونیا کہنے لگی۔ "اتوار کے دن ٹیلی فون اس وقت تک کام نہیں دیتی۔"

لکھ پتی اپنی جگہ پر بت بن کر کھڑا ہو گیا۔

"افسوس یہ صحیح ہے" اس نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ "پھر اب کیا کیا جائے"

"ٹیلی فون بند ہے تو مضائقہ نہیں" جربین کہنے لگی "تار تو بھیجا جا سکتا ہے۔"

"نہیں۔ یہ بھی غیر ممکن ہے۔" سونیا نے کہا۔ "اتوار کو تار گھر بارہ بجے کے بعد ضرور بند ہو جاتا ہے۔ اس وقت تار روانہ کیا گیا تو رکا پڑا رہے گا۔"

"اچھی گورنمنٹ ہے کہ اسے لوگوں کی ضرورتوں کا ذرا بھی پاس نہیں" لکھ پتی نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ اور پھر آہستہ سے ٹیلی فون کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے پیشانی سے پسینہ کے قطرے پونچھے۔ حاضرین میں سے بعض اس کی طرف اور بعض ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہر شخص اس سوچ میں تھا کہ پیرس میں پولیس کو کیونکر بر وقت خبردار کیا جا سکتا ہے

"مگر اس مشکل کو حل کرنے کی کوئی تو صورت ہو گی۔" آخر کار ڈیوک نے کہا

"تمہیں بتاؤں۔ کیا؟" لکھ پتی نے اعتراض کیا۔

ڈیوک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنے ہاتھ جیبوں میں ڈال کر ہال کے اندر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ جرمین ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور سونیا اپنے ہاتھ ایک صوفہ کی پشت پر رکھ کر جھک کے سامنے کی طرف دیکھنے لگی۔ فرمن اب تک دروازہ کے پاس کھڑا تھا جدھر وہ اس خیال سے ہٹ گیا تھا کہ ایسا نہ ہو اس کا آقا پھر جوش کی حالت میں اس کو پکڑ لے اس کے چہرہ پر آثار حیرت ظاہر تھے۔ سب لوگ ڈیوک کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے گویا اسے القا ہوا چاہتا ہے۔

لکھ پتی اب تک پیشانی کا پسینہ پونچھ رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے جس قدر زیادہ اسے خطرہ پیش آمدہ کا خیال آتا۔ اسی قدر پسینہ کی مقدار بڑھتی جاتی تھی۔ جرمین کی خادمہ ارما اس دروازہ کے پاس آکر جو بیرونی ہال کی طرف کھلتا تھا۔ اور جسے فرمن نے حسب معمول کھلا چھوڑ دیا تھا۔ چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔ وہ اس خاموش ہجوم کو نظر حیرت سے دیکھ رہی تھی

"خوب یاد آیا" دفعتاً ڈیوک نے کہا "بے شک ایک صورت ہے۔"

"کیا؟" لکھ پتی نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ہال کے وسط میں آتے ہوئے پوچھا۔

"بھلا اس وقت کیا بجا ہوگا؟" ڈیوک نے کہا اور یہ کہتے ہوئے جیب سے گھڑی نکالی۔

لکھ پتی گورنے مارٹن اور اس کی دختر جرمین نے بھی اپنی اپنی گھڑیاں نکال لیں۔

فرمن نے بھی تھوڑی جد و جہد کے بعد کسی چھپی ہوئی جیب سے بدقت ایک چیز نکالی۔ جو گھڑی سے زیادہ چاندی کے بنے ہوئے شلغم سے مشابہ تھی۔ اور اب جرمین اور اس کے باپ میں اس سوال پر جھگڑا شروع ہوا کہ دونوں میں کس کی گھڑی صحیح ہے۔ اتفاق سے فرمن کی گھڑی ان دونوں گھڑیوں سے مختلف تھی۔ وہ کچھ اور ہی وقت بتاتی تھی۔ آخر ڈیوک نے فیصلہ کیا کہ اس وقت سات بج کر کچھ منٹ گذرے ہیں۔

کہنے لگا۔ "اس وقت اگر پورے سات نہیں تو چند منٹ اوپر ہوں گے تیجر میں

اسی وقت موٹر پر سوار ہو کر پیرس جاتا ہوں۔ اور اگر کسی طرح کا حادثہ پیش نہ آیا تو رات کے دو اور تین بجے کے درمیان پیرس پہنچ جاؤں گا۔ جاتے ہی میں پولیس کو اطلاع دے کر چوروں کو عین ان کی معروفیت میں گرفتار کرا دوں گا۔ پس مجھے فوراً ہی چلنے کی تیاری کرنی چاہیئے۔"

یہ کہہ کر وہ تیز چلتا ہوا ہال سے باہر کی طرف چلا۔

"کیا خوب" لکھ پتی نے کہا۔ "جرمین واقعی تمہارا منگیتر بہت دور اندیش ہے مجھے تو بعض اوقات افسوس ہوتا ہے کہ وہ ڈیوک کیوں بنا۔ ایسا دماغ صیغہ تجارت میں انقلاب پیدا کر سکتا تھا۔ لیکن میں خود بھی پیرس ہی کو چلتا ہوں اور تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ نہ میں اس جگہ رہ سکتا ہوں اور نہ تم ہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ کیا عجب وہ موذی ایک ہی وقت میں پیرس والے مکان کے ساتھ یہاں بھی وار کرنا چاہتا ہو۔ ہر چند اس جگہ کوئی چیز خاص طور پر قیمتی نہیں ہے۔ پھر بھی اس بت کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور کھڑکی کا شیشہ کٹا ہوا ہونا۔ یہ باتیں کئی طرح کے شکوک پیدا کرتی ہیں۔ پس میں تم لڑکیوں کو خطرہ کی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ ہمارے پاس ساٹھ اور تیس گھوڑوں کی طاقت کی دو موٹر گاڑیاں ہیں۔ میرا خیال ہے ان میں ہم سب کے لئے کافی جگہ ہوگی۔"

"مگر ابا جی آپ کیا ستم کر رہے ہیں۔ اس صورت میں تو ہم نوکروں سے ..... بہت پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔" جرمین نے تلخ لہجے میں کہا۔ "خیال تو کیجئے۔ آدھی رات کے وقت ایک خالی مکان میں جانا......."

"معمولی بات ہے" اس کے باپ نے اطمینان سے کہا۔ "تم جا کر چلنے کی تیاری کرو۔ سفری بیگ غالباً تیار رکھا ہوگا..... مگر میری کنجیاں کہاں ہیں؟ سونیا میری کنجیاں..... ارے وہ کنجیاں جو پیرس والے مکان میں لگتی ہیں۔"

"جی الماری میں رکھی ہوئی ہیں۔" سونیا نے کہا۔

"بہت اچھا۔ تم انھیں لادو..... دکھوره نہ جائیں۔ اور فرمن تم جاکر جین سے کہہ دو۔ وہ دونوں موٹریں تیار کرے۔ ایک کو میں اور دوسری کو ڈیوک چلا لے گا۔ جین یہاں تمھارے پاس رہے گا۔ تم دونوں... مکان کی حفاظت کرنا۔"
اتنا کہہ کر وہ کبھی تیز چلتا ہوا سونیا اور جرین کو ساتھ لے کر ہال سے رخصت ہوا۔

باب - ۶

ایم کیرولائے اصلی رنگ میں

ایم گور نے مارٹن اور اس کے متعلقین نے ہال سے پیٹھ پھیری تھی کہ ایم کیرولائے کا سر باھر کی طرف کھلنے والی کھڑکیوں میں سے ایک میں نمودار ہوا۔ اس نے خالی ہال کے اندر چاروں طرف غور سے دیکھا۔ پھر ایک ہلکی سیٹی دے کر دبے پاؤں اندر گھس آیا دس سکنڈ بعد اس کے تینوں بیٹے گورنے مارٹن کے موٹربان جین کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گئے۔

"جین تم بیرونی ہال کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ" ایم کیرولائے نے آواز دبا کر کہا۔ "اور برنارڈ تم کمرہ نشست کے دروازہ پر۔ پیری اور لوئیس تم مجھے المارپول کی تلاش میں مدد دو۔ سب آدمی پیرس جا رہے ہیں۔ اور اگر ہم نے جلدی نہ کی تو موٹر کاریں ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔"

"یہ اس حماقت کا نتیجہ ہے کہ واردات سے پہلے اس کی خبر مشتہر کردی جائے"

جین نے بیرونی ہال کی طرف جاتے ہوئے غرا کر کہا۔" اگر وہ فضول چھٹی روانہ نہ کی جاتی۔ تو پیرس والے مکان میں چوری کرنا اتنا سہل ہوتا کہ سب لوگ دنگ رہ جاتے۔"

مگر بیوقوف اس خط سے کیا بگڑ سکتا ہے۔" ایم کیرولائے نے کہا۔" آج اتوار ہے۔ اور ہمیں ان کو صرف کل تک الو بنانا ہے کہ کسی طرح وہ تاج ہاتھ آجائے....... ہائے وہ تاج! میرا خیال ہے وہ پیرس میں ہوگا۔ اس گھر کے ہر حصہ کی تلاشی لیتے ہوئے مجھے کئی گھنٹے گزر گئے۔ مگر وہ نہیں ملا۔"

جین نے بیرونی ہال کا دروازہ نصف انچ کے قریب کھولا اور اس کے ساتھ آنکھیں لگا کر کھڑا ہو گیا۔ برنارڈ نے اسی طرح کمرہ نشست کے دروازہ کی نگرانی شروع کی۔ اور خود ایم کیرولائے باقی دو بیٹوں پیری اور لوئیس کے ساتھ مل کر مختلف الماریوں کو آہستگی اور تیزی سے کھول کر ان کی دیکھ بھال کرنے لگا۔

" خدا جانے کون سی الماری ہے۔" ایم کیرولائے نے غرا کر کہا۔" یہاں تو سارا ہال الماریوں سے بھرا پڑا ہے۔ کاش وہ کنجیاں مل جائیں.... "

" اس سادہ الماری کو دیکھئے جس میں پیتل کے دستے لگے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ یہی وہ خاص الماری ہے۔" برنارڈ نے آہستہ سے کہا۔

" تو اب تک کیوں چپ تھے؟" ایم کیرولائے نے غصہ کے لہجہ میں پوچھا۔ وہ دوڑ کر الماری کی طرف گیا اور اسے کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن معلوم ہوا کہ مقفل ہے۔

کہنے لگا۔" شومئی قسمت۔ اس کمبخت کا دروازہ بند ہے۔ پیری ادھر آکر اسے کھولو تو۔ جلدی کرو۔"

اس نوجوان نے جسے ایم کیرولائے نے عورتوں کے سامنے انجینئر ظاہر کیا تھا۔ الماری کے پاس آکر ایک چھوٹا سا فولادی اوزار اس کے دروازہ میں داخل کیا۔ ایک

ہلکی آواز پیدا ہوئی اور قفل کھل گیا۔ اس کے بعد اس نے دروازہ کو کھول دیا اور ایم کیردلائے نے مختلف خانوں کی تلاش شروع کی۔

"جلدی بھی کرو۔" جین نے دبی مگر سنسناتی ہوئی آواز میں کہا۔ "دیکھتے نہیں ہو وہ موٹا بے وقوف آرہا ہے۔"

اس نے ہال میں چلتے ہوئے ایک لیمپ کے پاس سے گزرتے وقت اُسے گل کر دیا۔ الماری کے ساتویں خانہ میں کنجیوں کا ایک گچھا پڑا تھا۔ ایم کیردلائے نے اسے اٹھا کر غور سے دیکھا۔ پھر اپنی جیب سے ایک گچھا نکال کر اس کی جگہ رکھ دیا۔ اور الماری کی دراز کو بند کرکے باہر کا دروازہ بھی بند کردیا۔ اس کے بعد وہ کھڑکی کی طرف بھاگا۔ جین اور تینوں.. لڑکے پہلے ہی نکل گئے تھے۔

ایم کیردلائے کھڑکی سے کود ہی رہا تھا کہ بیرونی ہال کا دروازہ کھلا اور ایم گورنے مارٹن اندر داخل ہوا۔

اتفاق سے اس کو کھڑکی سے گزرتے ہوئے کیردلائے کی پیٹھ نظر آگئی۔ پس اس نے زور زور سے چلانا شروع کیا: "لینا! پکڑنا! چور! چور! فرمن! فرمن!"

وہ اندھادھند ہال کے اندر دوڑنے لگا۔ مگر ٹوٹی ہوئی کرسی میں پاؤں جو اٹکا تو دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑا۔ اُسے ایسی سخت چوٹ آئی کہ اس کے فربہ اندام میں سانس لینے کی بھی طاقت نہ رہی۔ دو منٹ وہ اسی طرح منہ کے بل فرش زمین پر پڑا رہا۔ اس کی فراخ پشت تشنجی حرکات کرتی ہوئی ایک دردانگیز نظارہ پیش کرتی تھی۔ دیر تک وہ سانس لینے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر آخرکار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور زار زار رونے لگا۔

تین چار منٹ تک وہ اس چھوٹے بچہ کی طرح جسے گر کر چوٹ آئی ہو سسکیاں لے لے کر روتا رہا۔ اس کے بعد جب ذرا طاقت بحال ہوئی۔ تو وہیں بیٹھے ہوئے اس نے بڑے زور سے آواز دی۔ "فرمن! فرمن! چارم ریس! چارم ریس!"

پھر بڑی تکلیف کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کھلی کھڑکیوں کی طرف گھور کر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پھر چلانا شروع کیا: "فرمن! فرمن! چارم ریس! چارم ریس!"
اس کی خوفزدہ آنکھیں اس طرح کھڑکی کی طرف لگی ہوئی تھیں گویا ڈرتا تھا کہ ابھی کوئی اندر آ کر میرا گلا کاٹ لے گا۔

"فرمن! فرمن! چارم ریس!" اس نے پھر ایک بار پورے زور سے آواز دی۔
ڈیوک چپکے سے ہال میں داخل ہوا۔ اس وقت اس نے موٹر سواری کا بھاری کوٹ اور موٹر ٹوپی پہن رکھی تھی اور ہاتھ میں سفری بیگ تھا۔
کہنے لگا: "آپ نے مجھے یاد کیا؟"
"یاد!" لکھ پتی نے سخت غصہ کی حالت میں کہا: "چیختے چیختے میرا تو گلا بھی بیٹھ گیا۔ مگر تم ہو کہ کسی کی سنتے ہی نہیں بھلے آدمی یہاں تو ابھی سے چور آنے لگے ہیں۔ ایک کو میں نے وسطی کھڑکی کی راہ سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔"

ڈیوک نے اپنی بھوؤں کو انداز حیرت سے اونچا کر لیا۔
اس کے بعد آہستہ سے کہنے لگا: "یہ محض آپ کا واہمہ ہے اور کچھ نہیں۔"
"واہمہ گیا جہنم میں۔ میں کہہ رہا ہوں میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس طرح چور دیکھا ہے۔ جیسے تم میرے سامنے نظر آتے ہو۔"
"لو بھلا اس تاریکی میں۔ میں آپ کو کیا نظر آ سکتا ہوں۔ خیال تو کیجئے۔ اس ڈیڑھ ایکڑ ہال میں فقط ایک لیمپ جل رہا ہے۔" ڈیوک نے انتہائی بے اعتباری کے لہجہ میں کہا۔

سارا قصور اس بیوقوف فرمن کا ہے۔ اسے کم از کم چھ لیمپ روشن کرنے چاہئیں تھے۔ فرمن! فرمن!" اس نے پھر آوازیں دینا شروع کیا۔

دونوں تھوڑی دیر تک .. باغبان کے بوٹوں کی کھٹ کھٹ سننے کے منتظر رہے مگر وہ بالکل سنائی نہ دی۔ معلوم ہوتا تھا فرمن جین کو موٹروں کی نسبت آقا کی ہدایات پوری تفصیل کے ساتھ دینے میں بے طرح مصروف ہے۔

"بھلا ان کھڑکیوں کو بند کر دیا جائے تو کیا ہرج ہے ؟" ڈیوک نے کہا اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کو بند کرنا شروع کر دیا۔" اگر آپ کو فرمن پر اعتماد ہے تو آج رات کے لئے اسے بندوق دے کر اس سال میں متعین کر دیجئے تاکہ وہ بدمعاش پھر اس طرف آنے کی جرات کریں تو ان کی ٹانگوں پر فیر کر کے انھیں زخمی کر دیا جائے۔ صرف ایک کا پتہ چلنا چاہئیے۔ باقی یقیناً بھاگ جائیں گے۔ بہرحال موجودہ صورت میں اتنے بڑے مکان میں جرمین اور آپ کو اکیلے فرمن کی حفاظت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔"

"مجھے خود یہاں رہنا منظور نہیں۔" لکھ پتی نے غرا کر کہا۔"ہم سب تمہارے ساتھ پیرس جا رہے ہیں۔ جین اور فرمن دونوں چوروں کا مقابلہ کر لیں گے۔ فرمن پر مجھے پورا اعتماد ہے۔ کیونکہ وہ ایک پرانا سپاہی ہے۔ اس نے ۱۸۷۰ء کے معرکہ میں حصہ لیا تھا۔ اگرچہ اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ تین سال پیشتر اس ملعون لوپن نے ایک فوجی کارپورل اور اس کے آدمیوں سے کیا سلوک کیا تھا۔ مجھے فوجی سپاہیوں پر بھی بہت اعتماد نہیں رہا۔"

خیر یہ بہت اچھا ہے کہ آپ پیرس چلنے کو تیار ہیں۔" ڈیوک نے کہا۔"اس سے میرے دل کو فکر نہ رہے گی۔ آپ لموسین موٹر میرے حوالہ کیجئے۔ لینڈولٹ آپ کے لئے کافی ہے۔"

"یہ نہ ہوگا۔" لکھ پتی نے کہا۔"جرمین لموسین پر سوار نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے دل میں اس کے خلاف سخت تعصب جاگزیں ہے۔"

"لیکن میرے لئے جلد سے جلد پیرس پہنچنا بھی تو ضروری ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ آپ جرمین کو لیکر تھوڑی دیر بعد بھی آ سکتے ہیں۔ آپ کے نادرات کی حفاظت کے لئے میرا

بہت جلد وہاں پہنچنا لازمی ہے۔ میں میڈموازل کرچیاف کو اور اگر آپ چاہیں تو ارما کو بھی اپنے ساتھ لے لوں گا۔ اگرچہ میرے ساتھ جتنے آدمی ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔"

"نہیں" ارما اور جرمین کو تم میرے ساتھ رہنے دو" ساہوکار نے کہا۔ "جرمین کے ساتھ ارما کا موجود رہنا اس لئے ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو تمھاری موٹر کوئی حادثہ پیش آجائے اور ایسی صورت میں کہیں پیرس جاکر دوسری خادمہ تلاش نہ کرنی پڑے۔"

اس وقت نشست گاہ کا دروازہ کھلا اور جرمین جس کے پیچھے سونیا اور ارما آرہی تھیں اندر داخل ہوئی۔ سب نے موٹر سواری کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور تینوں کے چہرے نقاب میں ڈھکے ہوئے تھے۔ سونیا اور ارما کے ہاتھوں میں دستی بیگ تھے۔

"اس طرح آدھی رات کو کسی انتظام کے بغیر پیرس جانا سخت ہی ناگوار معلوم ہوتا ہے" جرمین نے آتے ہی تلخ لہجہ میں کہا۔

"اس صورت میں یہ خبر تمھارے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ تھوڑی دیر گذری میں نے اسی کمرہ میں ایک چور دیکھا ہے۔ وہ مجھے آتے دیکھ کر کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا" ایم گورنے مارٹن نے کہا۔

"اس کا رنگ سبزی مائل سرخ تھا۔ زردی سے ملا ہوا" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ سبزی مائل سرخ! جیکس تم اس وقت بھی ٹھٹھولی بند نہیں کرسکتے۔ یقیناً یہ وقت لطیفہ گوئی کا نہیں ہے" جرمین نے سخت غصہ کی حالت میں کہا۔

"سارا قصور اس کمرہ کی مدھم روشنی کا تھا" ڈیوک کہنے لگا" روشنی تیز ہوتی تو اس کا رنگ نیلا دکھائی دیتا۔"

"دیکھو ڈیوک اگر تمھیں واقعی اکیڈیمی آف فرانس کا ممبر بننا چاہیے تو اس یاوہ گوئی کی عادت کو ترک کرنا ہوگا" لکھ پتی نے کسی قدر تلخ لہجہ میں کہا۔ "میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے واقعی چور دیکھا ہے۔"

"میں کب کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا" ڈیوک نے طنز آمیز تبسم کے ساتھ کہا۔ "ذکر محض اس کے رنگ کا تھا۔"

"بس اب اظہار حماقت کو رہنے دو۔ اس بے ہنگام ظرافت کی ضرورت نہیں۔" جرمین نے اس جوش کے ساتھ کہا۔ جو اُسے باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔

"بے شک ہر بات کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔" لکھ پتی نے سنجیدگی سے کہا۔ "یقیناً ایسے موقعہ پر جبکہ میرے نادرات اور قیمتی تاج کو خطرہ کا سامنا ہے۔ ایسے لطیفے مزا نہیں دے سکتے۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں" ڈیوک نے کہا۔ اور وہ سونیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"سونیا میری کنجیاں کہاں ہیں؟"...... پیرس والے مکان کی کنجیاں۔" لکھ پتی نے پوچھا۔

سونیا نے اپنی جیب سے کنجیوں کا ایک گچھا نکالا اور وسطی الماری کی طرف گئی اس نے ایک کنجی قفل میں داخل کرکے اسے پھیرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ نہ پھری اس نے جھک کر قفل کو دیکھنا شروع کیا۔

یکایک کہنے لگی۔ "دیکھئے تو کسی نے اس قفل کو کھولنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تو بالکل ٹوٹا ہوا ہے۔"

"میں نہیں کہتا تھا کہ یہاں چور آیا ہے۔" لکھ پتی نے فاتحانہ انداز سے کہا۔ "ضرور وہ کنجیاں لینے کے لئے ہی آیا تھا۔"

سونیا نے جلدی سے الماری کا دروازہ کھول کر اس دراز کو کھینچا جس میں کنجیاں رکھی رہتی تھیں۔

"کنجیاں تو ہیں" اس نے وہ گچھا جسے ایم کیرولاے نے اصلی کنجیوں کی جگہ رکھ

دیا تھا۔ اٹھا کر دکھاتے ہوئے کہا۔

"بس تو میں عین وقت پر آیا"، لکھ تی نے کہا۔ "چور ان کنجیوں کو اٹھایا ہی چاہتا تھا"

"میں دلی ندامت کے ساتھ اپنا اعتراض واپس لیتا ہوں"، ڈیوک نے کہا۔ "اب ثابت ہو گیا کہ آپ نے ضرور چور دیکھا۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ اس کا رنگ بنری مائل سرخ تھا۔ چوروں کا رنگ عموماً یہی ہوا کرتا ہے۔ میڈموازل سونیا یہ کنجیاں میرے حوالہ کر دو کیونکہ میں ہی پہلے پیرس پہنچوں گا۔ اگر وہاں پہنچ کر مجھے چوروں کو پکڑنے کے لئے قفل توڑ کر مکان میں داخل ہونا پڑا تو یہ واقعی معیوب ہوگا۔"

سونیا نے کنجیاں ڈیوک کو دے دیں۔ ایعنیں لیتے ہوئے اس نے اس نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کسی قدر زور سے دبایا۔ مگر چونکہ ہال میں روشنی مدھم تھی۔ اس لئے سونیا کے چہرہ کی سرخی جو بوجہ شرم پیدا ہوئی تھی کسی کو نظر نہ آئی۔ کنجیاں دے کر وہ پھر اس الماری کے پاس کھڑی ہو گئی۔

"اباجی۔ میں پوچھتی ہوں کیا آپ اس تیلے کوٹ اور سوتی واسکٹ میں ہی پیرس کا سفر اختیار کریں گے؟" جرمین نے کہا۔ "اگر ہمیں جانا ہی ہے تو چلنے کی فکر کرنی چاہیئے جب کہیں چلنا ہو آپ ضرور ایک گھنٹہ انتظار کرایا کرتے ہیں۔"

ایم گورنے مارٹن تیز چلتا ہوا کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور جرمین بے صبری کا اشارہ کر کے کرسی پر بیٹھ گئی۔ ارماب تک کمرہ نشست کے دروازہ کے پاس کھڑی تھی۔ مگر سونیا الماری کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

اس وقت بارش کے قطروں کے بند کھڑکیوں سے ٹکرانے کی تیز آواز سنائی دی۔

"کیا پانی برسنے لگا؟ بس اسی کی کمی تھی۔ اس سے ہماری پریشانیوں کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا،" جرمین نے بے نتیجہ غصہ کی حالت میں کہا۔

"خیر مجبوری ہے۔ قدرتی مصیبتوں کا مقابلہ خوشی سے کرنا چاہیئے۔ علاوہ بریں

تم نے کافی کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اور گو بارش ہو رہی ہے۔ تاہم رات کافی گرم ہے۔"
ڈیوک نے کہا۔" اس کے باوجود اچھا ہوتا کہ یوپن اپنی مہم کو کسی اچھے موسم پر ملتوی
کر دیتا۔" اس کے تھوڑی دیر بعد چپ رہ کر اس نے کہا۔" مگر اس بارش سے ایک
فائدہ ضرور ہے۔ گرد دب جائے گی۔"

سب لوگ تین چار منٹ تک چپ چاپ بارش کی آواز سنتے رہے۔

ڈیوک نے جیب سے سگرٹ کیس نکال کر ایک سگرٹ جلایا۔

دفعتاً اس کی افسردگی رفع ہو گئی۔ چہرہ روشن نظر آنے لگا۔ اور اس نے خوش
ہو کر کہا:" حیرت ہے مجھے اب تک اس کا خیال نہیں آیا۔ ایسی تاریکی میں بیٹھنے کی کیا
ضرورت ہے جس کام پر ہم جا رہے ہیں۔ اس کی اہمیت چاہتی ہے کہ روانگی...
خوشگوار حالت میں ہو۔"

یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور اس وسیع کمرہ میں جس قدر لیمپ موجود تھے
سب کو جلانا شروع کر دیا۔ ہال میں بے شمار لیمپ تھے۔ بعض اونچی تپائیوں پر بعض دیوار
گیری میں لگے ہوئے۔ کچھ میزوں پر رکھے ہوئے اور کچھ معلق۔ ان کی قسمیں بھی بہت تھیں
بعض نئے بعض پرانے اور بعض ایسے جن میں قدیم و جدید ساخت کا اشتراک تھا۔
بعض پیتل۔ بعض چاندی اور بعض چینی کے بنے ہوئے۔ ڈیوک نے ان سب کو بڑے
استقلال کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس ترتیب سے جلانا شروع کیا کہ ان میں سے کوئی
باقی نہ رہ جائے۔ جرمین برابر اعتراض کر رہی تھی۔ کہتی تھی تعجب ہے تم یہ کیا حماقت کر
رہے ہو۔ مگر ڈیوک نے اس کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اس کے چہرہ پر ویسی ہی رونق
تھی۔ جیسی کسی بچہ کے چہرہ پر اس وقت ہوا کرتی ہے جب وہ کوئی شرارت کرنے لگا ہو۔
وہ بڑے اہتمام کے ساتھ ہر ایک لیمپ کو روشن کر رہا تھا

سونیا اس کی طفلانہ سرگرمی کو توصیفی تبسّم کے ساتھ دیکھتی رہی۔ ارما کی باچھیں بھی

کھلی جاتی تھیں۔ مگر وہ پاس ادب سے لبوں کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔
ڈیوک نے پانچواں لیمپ روشن کر دیا تھا کہ ایم گورنے مارٹن تیز چلتا کمرہ میں داخل ہوا۔

دروازہ میں ہی رک کر وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھ کر کہنے لگا
" ارے رے رے! یہ کیا ہوا۔"

"جیکس کی حماقت کا ایک اور نمونہ" جرمین نے خشمناک لہجہ میں کہا۔
"لیکن بھلے آدمی تمھیں تیل کے خرچ کا بھی کچھ خیال نہیں"، لکھ پتی نے پریشانی کی حالت میں کہا۔" یا کیا چاہتے ہو میں اپنی عمر بھر کی کمائی راک فیلر کی دولت بڑھانے کے لئے برباد کر دوں؟ کسی دعوت کا موقعہ ہو تو خیر۔ ورنہ عام حالات میں ہم نے کبھی چھ سے زیادہ لیمپ نہیں جلائے۔"
" دیکھیے تو اس روشنی میں کمرہ کتنا خوشگوار نظر آتا ہے۔" ڈیوک نے ہال کو نظر اطمینان سے دیکھتے ہوئے کہا۔" لیکن موٹریں کہاں ہیں؟ جین نے انھیں یہاں تک لانے میں بہت دیر کر دی۔ کیا وہ سمجھتا ہے ہم اس برستے پانی میں گودام تک پیدل ہی جانا چاہئیے۔ بندہ نواز جلدی کیجئے بہت دیر ہوگئی ہے۔..... آپ کی آواز میری نسبت زوردار ہے۔ ذرا جین کو بلائیے تو۔"
وہ لکھ پتی کو بازو سے پکڑ کر تیز چلاتا ہوا بیرونی ہال کی راہ سے بڑے پھاٹک تک لے گیا۔ اور وہاں پہنچ کر کہنے لگا" اب پورے زور سے آواز دیجئے۔"
ایم گورنے مارٹن تھوڑی دیر اس کے منہ کی طرف دیکھتا رہا پھر شانوں کو حرکت دیکر کہنے لگا" اتنا میں بھی کہوں گا کہ تمھیں جو کچھ کہنا ہوا سے صاف لفظوں میں خوب کہتے ہو۔"

" میری رائے میں یہ طریقہ بہترین ہے۔" ڈیوک نے کہا" مگر آئیے اب زور

سے چلا کر آواز دیجئے۔" لکھ پتی نے گرجتی ہوئی آواز میں چلانا شروع کیا۔"جین! جین! ۔ فرمن! فرمن!" مگر جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

باب۔ ۷

موٹر گاڑیاں غائب

گھپ اندھیری رات میں بارش کے سرد قطرے ان کے منہ پر گر رہے تھے۔

لکھ پتی نے پھر ایک بار زور سے آواز دی:"جین! جین! فرمن! فرمن!"

مگر تاریکی سے پھر بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ایم گور نے مارٹن کی اپنی آواز تھی کہ.. شاگرد پیشہ اور اصطبل میں گونج کر سنائی دے رہی تھی۔

اس نے پیچھے مڑ کر ڈیوک کی طرف دیکھا۔ پھر بے چینی سے کہا:"آخر دونوں کیا کر رہے ہیں؟"

"میں عرض نہیں کر سکتا۔" ڈیوک نے کہا:"چل کر تلاش کرنا چاہیئے۔"

"اس تاریکی میں! اور اس وقت کہ چور آس پاس پھر رہے ہیں؟" لکھ پتی نے چونک کر پوچھا۔

ہم نہ گئے تو اور کون جائے گا۔؟" ڈیوک نے کہا:"اور ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں بدذات لوپن آپ کی تصویروں کے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ چلئے حوصلہ کیجئے۔"

لکھ پتی اب تک متامل کھڑا تھا۔ ڈیوک نے اس کا بازو پکڑا اور اسے تاریکی میں لے چلا۔ دو نوں اس گودام کی طرف ہو لئے۔ جہاں موٹریں رکھی جاتی تھیں۔ کھلے دروازہ سے مدھم سی روشنی نکل رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر ڈیوک سب سے پہلے اندر داخل ہوا۔ مگر فوراً ہی ٹھٹھک کر رہ گیا۔

"سخت حیرت ہے!" اس نے کہا۔

گودام میں تین کی بجائے صرف ایک موٹر یعنی وہ جو سو گھوڑے کی طاقت رکھتی تھی۔ کھڑی ہوئی تھی۔ اس موٹر میں جو دوڑ کے لئے مخصوص تھی۔ صرف دو نشستیں تھیں۔ دونوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے..... جین اور فرمن!

نابکارو یہاں بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہو!" لکھ پتی نے بڑے جوش سے کہا۔

مگر دونوں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ نہ حرکت کی۔ روشنی میں دونوں کے چہرہ کو بغور دیکھا۔ اس وقت اصلیت ظاہر ہوئی۔ دونوں کی مشکیں کسی ہوئی اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا۔ وہ قابل ذبح مرغ کی طرح بے لبس پڑے تھے۔

ڈیوک نے جیب سے چاقو نکال کر اسے کھولا۔ اور موٹر پر چڑھ کر سب سے پہلے فرمن کی رسیاں کاٹیں۔ آزاد ہو کر اس نے کھانسا۔ تھوکا۔ پھر چند گالیاں دیں۔ اتنے میں ڈیوک نے جین کی رسیاں کاٹ دیں تھیں۔

" صاحبو یہ کیا مذاق تھا؟" ڈیوک نے طنز کے لہجہ میں دریافت کیا۔" یہاں بیٹھے ہوئے کیا کھیل کھیل رہے تھے؟"

ساری شرارت اس ملعون کیرولائے اور اس کے بیٹوں کی ہے۔" فرمن نے غرا کر کہا۔

"کمبخت بے خبری میں پیچھے سے آ گئے" دو جین نے بیان کیا۔

" آتے ہی ان نابکاروں نے ہماری مشکیں کس دیں۔ اور منہ میں کپڑے ٹھونس دیئے!"

"اور دونوں موٹر کاریں لے کر چل دیئے۔"

"اور ! دونوں لے کر!" لکھ پتی نے انتہائی حیرت سے کہا۔

ڈیوک نے زور سے قہقہہ لگایا۔

کہنے لگا۔" اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا دوست لوپن کسی کام کو نامکمل نہیں کرتا بخدا ایسا مذاق میں نے عمر بھر میں نہ دیکھا تھا۔"

"مذاق !" لکھ پتی نے گرج کر کہا۔" ارے اس میں مذاق کی کیا بات ہے۔ اے وائے اب میری تصویروں اور تاج کا کیا ہوگا۔!"

ڈیوک جی کھول کر ہنس چکا تو دفعتاً سنجیدگی اختیار کر لی۔

"کہنے لگا: اب ہمیں اپنی تجاویز میں مناسب تبدیلی کرنی ہوگی۔ یعنی مجھے اس موٹر پر پیرس جانا پڑے گا۔"

"اس نکمی چیز پر،" لکھ پتی نے کہا۔" یقیناً تم اس کی مدد سے کبھی پیرس نہیں پہنچ سکتے" آپ اس کی فکر نہ کریں" ڈیوک نے کہا۔ مجھے کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچنا ہے۔ اور میں پہنچ جاؤں گا۔ علاوہ بریں یہ موٹر کچھ ایسی بری بھی نہیں کل دو سو میل کا تو فاصلہ ہے" پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر اس نے فکر کے لہجہ میں کہا" ہاں مگر میں جرمین اور آپ کو اس مکان میں تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا۔ میرا خیال ہے وہ بدمعاش صرف اس لئے موٹریں لے اڑے ہیں کہ آپ پیرس نہ پہنچ سکیں۔ وہ انھیں کسی کھیت میں چھوڑ کر واپس آجائیں گے۔"

یقیناً تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جاؤ گے۔" لکھ پتی نے فکر کے لہجہ میں کہا۔" کوئی مجھے دس لاکھ فرینک بھی دے تو میں یہ رات اس مکان میں بسر کرنا منظور نہ کروں موٹر نہیں تو نہ سہی ٹرین تو مل جائے گی۔"

"ٹرین جس میں بارہ گھنٹہ سفر کرنا اور کئی جگہ بدلنا ہوگا! کیا آپ ایسی ریل میں

پیرس تک جانے کی زحمت منظور کریں گے۔"

"کرنی پڑے گی" لکھ پتی نے کہا "آؤ ذرا جرمین کو سارا حال بتائیں۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے" اور اتنا کہہ کر وہ مکان کی طرف چلا۔

ڈیوک بعض ضروری ہدایات دینے کے لئے وہیں ٹھہر گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "چین لمپ جلادو اور دیکھو کہ ذخیرہ پٹرول سے بھرا ہوا ہے۔ رہا انجن اس سے جیسا بھی ہوگا نپٹ لوں گا۔ مجھے کسی نہ کسی طرح پیرس جانا ضرور ہے۔"

اس کے بعد وہ بھی محل کیطرف روانہ ہوا اور فرمن اس کے پیچھے چلا۔

جس وقت ڈیوک ہال میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ جرمین اور اس کا باپ آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ وہ کہتی تھی میں کسی حال میں ٹرین پر سفر نہ کروں گی۔ اور اس کا اصرار تھا کہ تمھیں کرنا پڑے گا۔ آخر کار اپنی بلند آواز کی مدد سے اس نے جرمین کو مغلوب کرہی لیا۔

جب ذرا خاموشی ہوئی تو سونیا نے آہستہ سے کہا "یہ تو دیکھئے اس وقت پیرس تک کوئی ٹرین جاتی بھی ہے۔ ایک آدھی رات کو بے شک جاتی ہے مگر اسوقت ....."

ٹائم ٹیبل لاؤ ...... ارے ٹائم ٹیبل کہاں ہے ؟" لکھ پتی نے گھبرا کر کہا۔

"کہیں دیکھا تو تھا" ڈیوک نے کہا۔ "ہاں یاد آگیا وہ اس مشرقی الماری کی دراز میں پڑا ہے" پھر اس الماری کی طرف جاکر اس نے دراز کھولی۔ اور ٹائم ٹیبل ایم گورنے مارٹن کو پیش کیا۔

لکھ پتی نے اسے لیکر جلد جلد ورق الٹے اور آخر ایک صفحہ کو سرسری دیکھ کر کہنے لگا "ہاں خوش قسمتی سے ایک ٹرین آدھی رات سے پہلے بھی چلتی ہے۔ پونے نو کا وقت درج ہے۔"

"مگر اس ٹرین میں سفر کرنے سے پہلے ایک اور سوال یہ بھی ہے کہ ہم سٹیشن

تک کس طرح جائیں ؟" جرین نے پوچھا۔

ہر شخص مایوسانہ انداز سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا۔ آخر فرمن کی جو ڈیوک کے پیچھے کھڑا تھا۔ ذہانت کام آئی۔

کہنے لگا۔ "حضور اسباب لادنے کی گاڑی موجود ہے۔"

"تو کیا ہم اسباب کی گاڑی پر لد کر جائیں گے ؟" جرین نے حقارت سے کہا۔

"کیا ہرج ہے،" اس کے باپ نے کہا۔ "میں خود اسے چلا لوں گا۔ جاؤ فرمن جاکر گھوڑا جوڑ دو۔"

فرمن کھٹ کھٹ کرتا ہال سے رخصت ہوا۔

اس موقعہ پر اس کا چلا جانا واقعی اچھا رہا۔ کیونکہ اب جو ڈیوک نے دریافت کیا کہ وقت کیا ہے تو جرین اور اس کے باپ میں وقت کے اختلاف پر ناگوار جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس وقت فرمن ہوتا تو ضرور وہ بھی اس بحث میں حصہ لیتا۔

آخر ڈیوک نے یہ کہہ کر اس جھک جھک کو ختم کیا۔ "لیجئے میں چلتا ہوں۔" افسوس میں سٹیشن کی طرف آپ کی روانگی کا انتظار نہیں کر سکتا۔ آپ لوگ غالباً آدھ گھنٹہ میں سٹیشن پر پہنچ جائیں گے۔ گاڑی بہت ہلکی ہے۔ اس لئے اگر آپ تھوڑی دیر تک روانہ ہوں تب بھی ہرج نہیں۔ لیکن چونکہ موٹر تیار کھڑی ہے اس لئے مجھے اجازت دیجئے اس موٹر کی نسبت مجھے بہت اندیشہ ہے۔"

"مگر ٹھہرو تو اس ٹرین میں کھانا کھانے کی گاڑی بھی ہوتی ہے یا نہیں ؟"

جرین نے دریافت کیا رات بھر کے سفر کی تکلیف کے ساتھ میں فاقہ کی زحمت ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔"

"نہیں۔ اس میں کھانا کھانے کی گاڑی کہاں،" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر ہمیں یہیں سے تھوڑا بہت کھا کر کچھ ساتھ لے لینا چاہئیے۔" لکھپتی نے کہا۔

"سونیا ارما جلدی کرو" جرین نے گھبرا کہا۔ "باورچی خانہ میں جا کر دیکھو کون سی چیز تیار ہے۔ اور فرمن کی بیوی سے کہو وہ ایک آملٹ تیار کر دے۔ دیر نہ کرو۔"

سونیا ہال کے دروازہ کی طرف چلی۔ اس کے پیچھے ارما بھی۔

"شب بخیر۔ میڈموازل سونیا" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔

"فی امان اللہ" سونیا نے جواب دیا۔

ڈیوک نے ہال کا دروازہ کھول دیا۔ مگر جس وقت سونیا باہر جارہی تھی تو اس نے فکر کے لہجہ میں آواز دبا کر کہا۔ "احتیاط رکھئے گا۔ ایسی خوفناک رات میں پیرس کا سفر ایک زحمت ہے۔ مہربانی سے احتیاط کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔"

"میں ضرور محتاط رہوں گا۔" ڈیوک نے کہا۔

موٹر کے بگل کی آواز سے معلوم ہوا کہ جین موٹر کار کو دروازہ پر لے آیا۔ اس نے واپس آکر جرین کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ لکھ پتی سے ہاتھ ملائے۔ اور دونوں کو الوداع کہی۔ اس کے بعد موٹر پر سوار ہو گیا۔ سب کو اس کے روانہ ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ اس وقت تک اس کی کھٹ کھٹ سنتے رہے جتنے کہ آواز سڑک پر بہت دور جا کر مدھم ہو گئی۔

اس وقت ایم گورنے مارٹن نے اٹھ کر لمپ بجھانے شروع کئے ایسا کرتے ہوئے وہ رہ رہ کر خوفزدہ نظروں سے کھڑکی کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا ڈرتا ہے کہ اب جبکہ ڈیوک روانہ ہو گیا چور دوبارہ ہال میں نہ گھس آئیں۔

اس وقت دروازہ پر دستک کی آواز آئی اور جین حاضر ہوا۔ کہنے لگا۔

"ڈیوک نے رخصت ہوتے وقت حکم دیا تھا کہ میں یہاں رہ کر فرمن کو محل کی حفاظت میں مدد دوں۔"

لکھ پتی نے اس کو بعض ضروری ہدایات دیں۔ فرمن چونکہ ایک زمانہ میں

سپاہی رہ چکا تھا۔ اس لئے افسری کا اعزاز اسی کو عطا ہوا۔ لکھ پتی نے حکم دیا کہ تم بندوق لے کر ہال میں پہرہ دینا اور دو نشست گاہوں کی حفاظت جین کے سپرد کی گئی۔ کیونکہ چوروں کے اس طرف آنے کا بہت کم احتمال تھا۔ اسے بھی ایک بندوق رکھنے کا حکم دیا گیا چنانچہ لکھ پتی کے ساتھ ذخیرہ میں جاکر وہ ایک بندوق اور بارہ کارتوس لے آیا۔ جب وہ ہال میں واپس آگئے تو سونیا نے جین اور اس کے باپ کو کھانا کھانے کے لئے الگ کمرہ میں بلایا اور گوخانساماں نے روانہ ہونے سے پہلے بہت سا عمدہ کھانا کافی مقدار میں تیار کرکے رکھ دیا تھا پھر بھی جین اسے کھاتے ہوئے برابر شکایت کرتی رہی کہ رات کے آٹھ بجے سرد کھانا کھانا پڑا۔

اِدھر وہ اس کام سے فارغ ہوئے اور ادھر جین کندھے پر بندوق رکھے یہ اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ فرمن نے اسباب گاڑی میں گھوڑا جوڑ دیا اور اب گاڑی دروازہ پر تیار کھڑی ہے۔

تم ذرا گھوڑے کے پاس ٹھہرنا اور فرمن کو یہاں بھیج دو۔" لکھ پتی نے حکم دیا۔ تھوڑی دیر میں فرمن کھٹ کھٹ کرتا اندر داخل ہوا۔

لکھ پتی نے اس کی طرف سنجیدگی کی نظر سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا "فرمن میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں۔ دیکھو میں ایک عزت اور خطرہ کا کام تمہارے سپرد کر رہا ہوں بہرحال وہ ایسا کام ہے جس سے فرانس کے ایک پرانے سپاہی کو پوری محبت ہونی چاہیئے۔

فرمن نے فرانس کے پرانے سپاہی کی شان پیدا کرنے کی کوشش کی۔ سالہا سال تک بندوق کندھے پر رکھے کھیتوں میں سر جھکائے پھرتے رہنے سے چال میں جو ڈھیل داخل ہوگئی تھی۔ اسے بدقت رفع کیا۔ اکڑ کر سیدھا کھڑا ہوگیا پھر بھی آنکھوں میں وہ تیز چمک یقیناً نہ تھی جو کسی بہادر سپاہی کی آنکھوں میں ہونی چاہیئے۔ اس کی آنکھیں بے رونق تھیں۔ اور وہ اسی طرح رہیں۔

"دیکھو فرمن میں نہیں کہتا چوروں کا ارادہ کیا ہے" لکھ پتی نے کہا: "ممکن ہے وہ نقب زنی کریں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تشدد پر آمادہ ہوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں ۔ ۔ ۔ ۔"

"حضور بالکل بے فکر رہیں۔" فرمن نے موقعہ کے مطابق دلیری ظاہر کرتے ہوئے کہا: "آخر میں نے ۱۸۷۰ء کی جنگ دیکھی ہے۔"

"خوب" لکھ پتی نے کہا: "میں یہ مکان تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ یاد رکھو اس کا سارا سامان تمہاری تحویل میں ہے۔"

وہ اٹھا اور یہ کہہ کر "آؤ اب سٹیشن کو چلیں" سب سے آگے دروازہ کی طرف بڑھا۔

سامان لادنے کی گاڑی چونکہ بہت اونچی تھی۔ اس لئے جرمین اور سوینا کو سوار کرنے کے لئے ایک کرسی لانی پڑی۔ ہر چند کہ گاڑی کے دونوں پہلوؤں پر تختہ رکھ کر نشست کی جگہ بنا دی گئی تھی۔ پھر بھی جرمین برابر شکایت کرتی رہی۔ لکھ پتی بھدے طریق سے گاڑی کے اگلے حصہ پر سوار ہوا اور گھوڑے کی باگ تھام لی۔

مگر جس وقت اپنی موجودہ تکلیف محسوس کی تو افسردگی سے کہنے لگا: "اب میں ان کمبخت موٹروں پر ہرگز بھروسہ نہ کروں گا۔ ذخیرہ نادرات کی حفاظت کا انتظام کر کے سب سے پہلا جو کام کروں گا۔ وہ چند گھوڑا گاڑیوں کی خرید ہوگا۔ ایسی گاڑیاں جن پر انسان اچھی طرح سوار ہو سکے۔"

جین اور فرمن دروازہ پر کھڑے آقا کی روانگی کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔

"فرزندان فرانس ہمت رکھنا اور دلیری کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔"

مرطوب اندھیری رات میں گاڑی اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئی۔

جین اور فرمن اس وقت تک کھڑے دیکھا کئے۔ جب تک وہ نظروں کے سامنے تھی۔ اس کے بعد انھوں نے بھی مکان کے اندر آ کر دروازہ بند کر لیا۔

پھر فرمن نے جین کی طرف دیکھ کر افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "یار حالت خطرناک نظر آتی ہے۔ ایسا نہ ہو چور موقعہ پا کر گلا کاٹ دیں۔ اس میں ان کے باوا کا کیا جاتا ہے۔"

"پھر اب کیا کیا جائے مجبوری ہے" جین نے کہا۔ "دونوں میں ذمہ داری کا عہدہ تمہیں کو حاصل ہے۔ ہال کی حفاظت تمہارے سپرد ہے مجھے تو صرف نشست کے کمروں کی نگرانی کرنا ہے۔ اور اس کا ذرا بھی اندیشہ نہیں کہ چور اس طرف آنے کی پروا کریں گے۔ ان کمروں اور ہال کے درمیان جو دروازہ ہے اسے میں احتیاطاً پہلے ہی بند کر لوں گا۔"

"خدا کے لئے ایسا نہ کرنا" فرمن نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں کیسے۔ میں ابھی کرتا ہوں" جین نے جواب دیا۔ "تم آ کر بندوق لے جاؤ"

دونوں اسلحہ خانے میں گئے۔ اس عرصہ میں فرمن برابر اصرار کرتا رہا کہ کمرہ نشست اور ہال کا درمیانی دروازہ بند نہ کیا جائے۔ آخر اس نے اپنے پسند کی ایک بندوق اٹھائی اور دونوں باورچی خانے میں چلے گئے۔ جین نے وہاں سے شراب کی دو بوتلیں ایک مرغ، سنبوسہ اور تھوڑی سی مٹھائی لے لی۔ جس کے بعد وہ کمرہ نشست کی طرف چلا۔ ہال میں آ کر اس نے بہت سے اخبار اور رسالے جمع کر لئے۔ اور انھیں بھی نشست گاہ میں لے گیا۔ اس عرصہ میں فرمن کھٹ کھٹ کرتا کتے کی طرح اس کے پیچھے پھرتا رہا۔

کمرہ نشست کے دروازہ پر رک کر جین نے کہا۔ "دیکھو چوروں سے محفوظ رہنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ انھیں دیکھتے ہی فائر کر دینا۔ بس اس نصیحت کو یاد رکھو جاؤ شب بخیر۔"

اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے قفل لگا دیا۔ فرمن باہر کھڑا ہوا زرنگار تختوں کو نظر یاس سے دیکھا کیا۔ اس وقت دروازہ کے نقش ذنگار اسے بہت مکروہ نظر آتے تھے۔

پھر اس نے ڈرتے ڈرتے خالی ہال اور بند کھڑکیوں کی طرف دیکھا۔ باہر چاروں طرف رات کی سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ اسے پانی برسنے کی آواز میں ملی ہوئی قدموں کی چاپ بھی سنائی دیتی تھی۔ لیکن بصورت مجبوری وہ اپنے بھاری بوٹوں سے آواز پیدا کرتا ہال کے اندر اور باورچی خانہ کے مسقف رستہ میں پھرتا رہا۔

اس کی بیوی نے کھانے کی چیزیں میز پر لاکے رکھ دیں۔

"خدا جانتا ہے سنہ کے بعد میں آج تک اتنا خوف زدہ نہ ہوا تھا۔"

فرمن نے اس سے کہا اور ایک جھاڑن اٹھا کر اس سے پیشانی کا پسینہ پونچھا۔ جھاڑن میلا تھا۔ مگر اس وقت اسے ان باتوں کی پروا نہ تھی۔

"خوف! کس کا؟" اس کی بیوی نے پوچھا۔

"چوروں اور ڈاکوؤں کا" فرمن نے جواب دیا۔

اس نے اپنی بیوی سے ایم گورنے مارٹن کے اندیشوں کا ذکر کیا اور کہا "انھوں نے مکان کی حفاظت کا خطرناک مگر قابل فخر کام میرے سپرد کیا ہے۔"

"خدا پناہ دے!" اس کی بیوی نے گھبرا کر کہا۔ "میری رائے میں تم ہال کا دروازہ بند کر کے باورچی خانہ میں چلے آؤ۔ چور باورچی خانوں میں نہیں جایا کرتے۔"

"مگر آقا کا سارا قیمتی سامان ہال میں رکھا ہوا ہے۔ آخر اس کا کیا ہوگا؟" فرمن نے کہا "انھوں نے اس کی حفاظت میرے سپرد کی ہے۔ جاتے وقت بار بار تاکید کرتے تھے۔"

"ان کو لازم تھا اپنے سامان کی حفاظت خود کرتے" میڈم فرمن نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "تمھارا گلا ایک ہے جسے میں ہرگز کٹنے نہ دوں گی۔ اس لیے تم بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔

......"کھڑ و پہلے دروازہ بند کر دو"

فرمن نے ہال کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ پھر باورچی خانہ میں آکر اس کا دروازہ بھی بند کیا۔ اس کے بعد کھانا کھانے کی میز پر بیٹھ گیا۔ اسے بھوک تیز تھی۔ مگر خوف کی حالت میں کھانے سے کچھ لذت حاصل نہ ہوئی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ کھانے کی چیز کانٹے پر لگا کر اسے ہاتھ میں اٹھائے چند سکینڈ اس طرح بیٹھا رہتا گویا سمجھتا تھا۔ چور ہال کی کھڑکیاں توڑ کر اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کھڑکیاں اس سے اتنی دور تھیں کہ اگر انھیں توڑا بھی جاتا تو ان کی آواز ہرگز نہ سنائی دیتی۔ اس کے باوجود وہ کان لگا کر آواز سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ البتہ اس کی بیوی نے بڑے اطمینان سے کھانا کھایا۔ اسے کامل یقین تھا کہ چور باورچی خانہ میں آنے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے۔

فکر و تشویش کی وجہ سے فرمن کو پیاس خوب لگی۔ اس نے شراب کے کئی... گلاس اس حلق کی راہ سے جس کی سلامتی کا خطرہ تھا۔ پیٹ میں ڈال لئے۔ کھانا کھانے کے بعد بھی وہ بہت دیر تک پیاس بجھاتا رہا۔ میڈم فرمن نے اس کا پائپ جلایا۔ اور اس کے بعد برتن دھونے کے لئے پاس کے کمرہ میں چلی گئی۔

اس کام سے فارغ ہو کر واپس آئی تو آتش دان کے قریب اپنے شوہر کے پاس بیٹھ گئی۔ شراب کی تیسری بوتل آدھی ختم ہو چکی تھی کہ دفعتاً فرمن کی دلیری نے پھر زور پکڑا۔ اس نے اس طرح کی باتیں شروع کیں جن سے معلوم ہوتا تھا وہ اپنے فرض کو خوب پہچانتا ہے۔ کہہ رہا تھا۔ "میرے سامنے دس بیس چوروں کی کیا ہستی ہے۔ غالباً وہ شہر کے رہنے والے ہوں گے۔ انھیں میں بڑی آسانی سے زیر کر سکتا ہوں۔ لیکن اگر مقابلہ سخت بھی ہوا تو آقا کی خاطر مجھے جان دینے سے دریغ نہیں" بہرصورت اس قسم کی باتیں کرنے کے باوجود اسے ہال میں واپس جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ باورچی خانہ کی خوشگوار آگ میں اس کیلئے کوئی زبردست کشش موجود ہے۔

وہ اپنی بیوی سے فخریہ لہجہ میں بیان کر چکا تھا کہ سب سے پہلے جو چور یہاں آئینگے میں انھیں کس طرح ہلاک کردوں گا۔ اور اس کے بعد باقیوں کو مغلوب کرنے کا حال کہنا شروع کیا ہی تھا کہ بڑے دروازہ پر زور سے دستک کی آواز سنائی دی۔

اس آواز کو سنتے ہی فرمن کی سب دلیری ہوا ہوگئی۔ اور وہ الفاظ کو نامکمل ہی چھوڑ کر چپ چاپ بت کی طرح بے حرکت ہو گیا۔ منہ جہاں کھلا تھا وہیں رہ گیا۔ میڈم فرمن باورچی خانہ کے دروازہ کی طرف گئی۔ جسے وہ برتن دھو کر واپس آنے کے وقت کھلا چھوڑ کر آئی تھی۔ اور اسے مقفل کر کے پھر اپنے شوہر کے پاس بیٹھ گئی۔ دونوں ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔

مگر دروازہ پر دستک کی آواز بار بار سنائی دیتی۔ اور اس کے درمیانی وقفہ میں اس قسم کا شور کانوں تک پہنچتا تھا۔ گویا جنگل میں شیر دھاڑ رہا ہو۔ میاں بیوی دونوں کے چہرے سپید اور وہ چپ چاپ ایک دوسرے کی طرف گھور رہے تھے۔

آخر فرمن نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بندوق اٹھائی مگر اس کے ساتھ ہی اس کے دانت اس طرح بجنے لگے گویا کچھ چبا رہا ہو۔

دستک اور گرج کی آوازیں اب تک سنائی دے رہی تھیں۔

کم و بیش پانچ منٹ یہ حال رہا مگر دفعتاً میڈم فرمن کے چہرہ پر رونق آگئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ آخر کار وہ معاملہ کی تہہ کو پہنچ گئی ہے۔

کہنے لگی "کہیں آقا کی آواز تو نہیں ہے؟"

"آقا کی!" فرمن نے خوفزدہ گلوگیر لہجہ میں کہا۔

"ہاں" میڈم فرمن نے جواب دیا اور اس نے آواز سننے کے لئے بھاری دروازہ کو چند انچ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے سے کھٹکھٹی کی آواز صاف طور پر سنائی دینے لگی۔ اب فرمن کی دلیری پھر عود کر آئی وہ بیوی کو ایک طرف ہٹا کر کھٹ کھٹ کرکے تادروازہ

کی طرف چلا۔ اس نے قفل کھول کر زنجیر ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔ سامنے فرشی زینہ پر ایم گور نے مارٹن جرمین اور سونیا کھڑے تھے۔ خادمہ ارماذرا فاصلہ پر گھوڑے کے منہ کے پاس کھڑی تھی۔

"آخر تم دروازے بند کر کے کیا کر رہے تھے؟" لکھ پتی نے غصہ کی حالت میں پوچھا۔ دیکھتے نہیں ہو ہم کتنی دیر سے بارش میں بھیگ رہے ہیں۔ کیا تم اس سے پہلے دروازہ نہ کھول سکتے تھے؟"

" مجھے چ چ چ چ چوروں کا خوف تھا۔ چ چ چ چ چور نہ ہوں۔" فرمن نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔

"چور!" لکھ پتی نے چیخ کر کہا۔" ارے کیا میری آواز چوروں جیسی ہے؟"

اس معاملہ میں بیشک فرمن غلطی پر تھا۔ کیونکہ لکھ پتی کی آواز چوروں کی بجائے کسی ارنے بھینسے کی آواز سے زیادہ مشابہ تھی۔ فرط غضب سے کانپتا وہ فرمن کے پاس سے گزر کر ہال کی طرف چلا اور اس کے اندر داخل ہو گیا۔

اس کے پیچھے جرمین تھی جس کا اوورکوٹ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ اس نے اسے اتار کر پھینک دیا اور تلخ لہجہ میں کہنے لگی "میری سمجھ میں نہیں آتا چلنے سے پہلے اس کی تحقیق کیوں نہ کی کہ پونے نو بجے کوئی گاڑی چلتی بھی ہے یا نہیں۔ اب تو میں کسی حال میں آج پیرس نہ جاؤں گی۔ آدھی رات کی ٹرین میں سوار ہونا مجھے ہرگز منظور نہیں۔"

"جرمین کیسی باتیں کرتی ہو۔" لکھ پتی نے کہا۔" تم خوب جانتی ہو کہ ہمیں ضرور جانا ہوگا۔ ...... مگر کمبخت ٹائم ٹیبل کہاں گیا!" اور تیز چلتا وہ اس میز کی طرف بڑھا جہاں اس نے وقت دیکھ کر ٹائم ٹیبل ڈال دیا تھا۔ اسے اٹھا کر سرورق کو دیکھا اور پھر جوش سے کہنے لگا "ارے رے رے اس کا ستیاناس! یہ تو جون ۱۹۰۲ء کا ٹائم ٹیبل ہے!"

"اوئی!" جرمین نے چیخ کر کہا۔ "میں جان گئی۔ ضرور یہ بھی جیکیں ہی کی شرارت ہے۔"
اس وقت اس کی نظر اس مراکو کیس پر پڑی جس میں گلوبند رکھا ہوا تھا اور جسے ڈیوک نے میز کے کنارہ پر رکھ دیا تھا۔ اُسنے اسے اٹھایا اور کہنے لگی "، تو یہ میں تو اسے بھول ہی گئی تھی۔ .... مگر ہیں! یہ تو خالی ہے!"
معلوم ہوتا ہے کسی نے اسے بھی چھپا لیا ہے۔ اس سے پہلے تمہارے کئی زیور گم ہو چکے ہیں "، لکھ پتی نے کہا۔
"میرا یہ خیال نہیں"، جرمین نے جواب دیا۔ "میں جانتی ہوں جیکیں نے اسے حفاظت کے لئے اپنی جیب میں رکھ لیا ہے۔ اور وہ اپنے ساتھ ہی پیرس لے گیا ہے۔

باب ۔ ۸

ڈیوک پیرس میں

صبح کاذب کی دھندلی روشنی میں تھانہ کی برہنہ سپید دیواریں جن پر اس قسم کے اشتہارات کے سوا کہ مفرور ملزموں کے حلیہ، نام اور جرم سے تعلق رکھتے یا محکمہ پولیس کے ضوابط اور فیصلوں کی نقل تھے۔ کہنہ اور بھدا سامان اور کثیف آتشدان اتنا غلیظ اور افسردہ کن نظارہ پیش کرتے تھے کہ اسے ستمبر کی مرطوب اور کہر آلود فضا

کے عین مطابق سمجھا جا سکتا تھا۔ تھانہ دار ڈیسک پر بیٹھا اس شبِ بیداری کے بعد جس کی بدولت کوئی گرفتاری عمل میں نہ آئی تھی۔ جمائیاں لے رہا تھا۔ ایک سپاہی دروازہ میں اور دو دیوار کے ساتھ لگی ہوئی بنچ پر بیٹھے اونگھ رہے تھے۔

بازار میں ہر طرف سناٹا تھا مگر اب دفعتاً کسی پر شور موٹر کار کی کھڑکھڑاہٹ نے اس غیر معمولی سکوت کو توڑ دیا اور جب وہ تھانہ کے پھاٹک پر رکی تو انسپکٹر اور سپاہیوں نے پر شوق نظروں سے دفتر کے دروازے کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

کواڑ کھلے اور ایک نوجوان جس نے موٹر کوٹ اور موٹر کیپ پہن رکھی تھی۔ . .

داخل ہوا۔ اپنی تیز نگاہ سے اس نے دفتر کے ہر حصے کو ایک لمحہ میں اچھی طرح بھانپ لیا اور اس کے بعد تیز آواز میں کہا "میرا نام ڈیوک آف چارم ریس ہے میں ایم گورنے مارٹن کی طرف سے حاضر ہوا ہوں جنھیں کل شام آرسین لوپن کا خط موصول ہوا تھا کہ اسی رات ان کے پیرس والے مکان میں نقب زنی کروں گا۔"

آرسین لوپن کا نام سن کر انسپکٹر اپنی کرسی پر اور سپاہی جو بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے چونک گئے۔ ہر شخص بیدار متوجہ اور آمادہ پیکار نظر آنے لگا۔

"وہ خط کیا آپ کے پاس ہے؟" تھانہ دار نے پوچھا۔

ڈیوک نے بڑے اطمینان سے دائیں ہاتھ کا دستانہ اتار کر زیریں کوٹ کی اندرونی جیب سے خط نکالا اور اسے انسپکٹر کو پیش کیا۔

اسے ایک نظر دیکھ کر انسپکٹر نے کہا "جی ہاں تحریر اسی کی ہے" پھر خط کیا احتیاط سے پڑھ کر وہ کہنے لگا "میں جانتا ہوں یہ اس کی معمولی طرز ہے۔"

وقت بہت کم ہے" ڈیوک نے جلدی سے کہا "مجھے اس سے بہت پہلے یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ مگر بدقسمتی سے رستہ میں موٹر میں نقص پیدا ہو گیا۔ اندیشہ ہے کہ میں بالکل بعد از وقت پہنچا ہوں۔"

چلئے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں" انسپکٹر نے کہا۔ اور پھر سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تم دونوں بھی میرے ساتھ آؤ۔"

چاروں تیز چلتے ہوئے دفتر سے نکلے اور سنگی زینہ سے اتر کر پائیں میں پہنچے۔ سامنے ایک مٹیالے رنگ کی لمبی موٹر کار کھڑی تھی جس پر بھورے، خاکی اور سرخ کیچڑ کے بیشمار داغ لگے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ فرانس کے مختلف حصوں سے مختلف رنگوں کی مٹی جمع کرتی رہی ہے۔

"آپ میرے ساتھ موٹر میں آجائیے۔" ڈیوک نے تھانہ دار سے کہا۔ "آپ کے آدمی پیچھے آسکتے ہیں۔"

وہ موٹر پر سوار ہوا اور اس کے بعد انسپکٹر بھی اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ موٹر چل دی۔ مگر رفتار بہت ہلکی رکھی گئی کہ دونوں سپاہی ساتھ ساتھ چل سکیں۔ یوں بھی وہ موٹر اس سے تیز نہ چل سکتی تھی۔ اس لئے کہ عقبی پہیوں میں سے ایک کا ٹائر چھید کر بیٹھ گیا تھا۔

تین منٹ کے عرصہ میں یہ لوگ گورنے مارٹن کے مکان پر پہنچ گئے۔ یہ معمولی ساخت کی عمارات کی لمبی قطار میں ایک معمولی مگر فراخ سنگی عمارت تھی۔ آثار ظاہر سے مکان خالی تھا۔ کھڑکیاں بند اور جھلملیاں پڑھی ہوئی تھیں۔ دودکش سے دھواں بھی نہیں نکلتا تھا۔

ڈیوک جیب سے کنجیوں کا گچھا نکال کر تیزی سے سطحی زینہ پر چڑھا۔ انسپکٹر اس کے پیچھے تھا۔ ڈیوک نے کنجیوں کی طرف غور سے دیکھا اور ایک کو شناخت کر کے اسے قفل میں داخل کر دیا۔ مگر وہ نہ کھلا۔ اسے باہر نکال کر اس نے دوسری اور اس کے بعد تیسری کو داخل کر دیا۔ مگر کوئی بھی ٹھیک نہ بیٹھی۔

"ٹھہرئیے میں کھولتا ہوں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "مجھے اس کام میں مہارت ہے۔"

ڈیوک نے کنجیوں کا گچھا اس کے حوالے کر دیا اور اس نے بھی ایک ایک کر کے سب کنجیاں لگانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ قفل بدستور بند رہا۔

"معلوم ہوتا ہے کنجیاں دینے میں غلطی ہوئی۔" ڈیوک نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا: "مگر نہیں.... ٹھہریئے.... میں اب سمجھا کنجیاں بدل گئیں ہیں۔"

"بدلی گئی ہیں!" انسپکٹر نے متعجب ہو کر سوال کیا: "کب؟ کہاں؟"

"کل رات قصر چارم ریس میں۔" ڈیوک نے جواب دیا: "ایم گور نے مارٹن کہتے تھے میں نے ہال کی کھڑکیوں میں سے ایک چور کو بھاگتے دیکھا ہے۔ اس وقت مجھے اس کا یقین نہیں آیا۔ مگر اب جو سوچتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ الماری کا قفل اصل کنجیوں کو حاصل کرنے کے لئے ہی توڑا گیا تھا۔"

انسپکٹر نے دستک کا لوہا اٹھا کر دروازہ پر کئی بار مارا۔

پھر اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: "اس کو کھول کر دیکھو، یہ دوسرا دروازہ مکان کے عقبی حصہ میں کھلتا تھا اور نوکروں کے لئے مخصوص تھا۔ لیکن معلوم ہوا وہ بھی بند ہے۔ دروازہ پر دستک دینے کے باوجود اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"دربان کہاں رہتا ہے؟" تھانہ دار نے پوچھا۔

ڈیوک نے شانوں کو حرکت دی اور کہنے لگا: "دربان کے علاوہ ایک عورت بھی۔ وکٹائر اس کا نام ہے۔ گھر کی نگرانی کے لئے یہاں رہتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو ان سب کو قتل کر دیا گیا ہو۔"

"تمہیں لوپن ایسا تو نہیں کرتا۔" انسپکٹر نے کہا: "امید نہیں کہ انھیں کسی طرح کا ضرر پہنچا ہو۔"

"بہرحال اگر وہ دروازہ کھولنے کے قابل ہوتے تو ضرور کھولتے۔" ڈیوک نے خشک لہجہ میں جواب دیا: "بہتر ہو اسے توڑ دیا جائے۔"

انسپکٹر نے تامل ظاہر کیا۔
کہنے لگا: "لوگ اپنے مکان کے دروازے تڑوانا پسند نہیں کرتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایم گورنے مارش۔۔۔۔۔"

"آپ ان کا خیال نہ کیجئے" ڈیوک نے کہا "میں ساری ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہوں۔"
"اس صورت میں مجھے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔" انسپکٹر نے کہا: "ہنری تم رد کیفو یالڈ میں رگنو لوہار کے یہاں جاؤ۔ کہنا بہت ضروری کام ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو اوزار لے کر آجائے۔"

دس منٹ کے اندر آئے تو میں دو لوئی انعام دوں گا۔" ڈیوک نے کہا۔
سپاہی لوہار کو بلانے گیا اور انسپکٹر نے دروازہ کی سیڑھیوں پر جھک کر انکیں غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ بازار کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ ڈیوک نے سگرٹ جلایا اور چپ چاپ انسپکٹر کی طرف دیکھا کیا۔

ایم گورنے مارش کا مکان دو بازاروں کے مقام اتصال پر دوسرا تھا۔ نکڑ والا مکان خالی تھا۔ سڑک کی دیکھ بھال کر کے انسپکٹر کونے کی طرف چلا گیا۔ دوسرا سپاہی سڑک کے دوسری جانب فرش زمین کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ ڈیوک بند دروازہ کے ساتھ اطمینان سے سگرٹ پیتا رہا۔ ہرچند اس نے رات ایک شکستہ موٹر میں سفر کرتے ہوئے بسر کی تھی۔ پھر بھی اس کی صورت سے تکان کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ آنکھیں خمار آلود ہونے کی بجائے تیز اور روشن تھیں۔ اور چہرہ پر اس قسم کی تازگی برستی تھی۔ گویا اس نے رات بڑے آرام سے بسر کی ہو۔ اس کی حالت دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا تھا کہ اس نے قطب جنوبی دریافت نہیں کیا مگر کم از کم اس سفر کی بدولت عظیم طاقت برداشت اور استقلال ضرور حاصل کر لیا ہے۔

تھوڑی دیر میں انسپکٹر مایوس ہو کر واپس آگیا۔
"کچھ ملا؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"جی کچھ نہیں" انسپکٹر نے جواب دیا۔

پھر ایک بار ریڈ پرچرڈ کراس نے دروازہ پر زور سے دستک دی۔ مگر جواب نہ ملا۔ اتنے میں سپاہی ہنری رگنو لوہار کو ساتھ لے کر جو دراز قد، ژولیدہ ریش آدمی تھا۔ اور جس نے اوزاروں کا تھیلا پیٹھ پر ڈال رکھا تھا آگیا۔ آتے ہی اس نے قفل توڑنا شروع کیا۔ لیکن یہ کام سہل نہ تھا۔ قفل بہت مضبوط ثابت ہوا۔ پانچ منٹ کوشش کرنے کے بعد اس نے کہا کہ اس کام پر ایک گھنٹہ ضائع کیا جائے تو وہ کبھی بیکار ہوگا اس لئے بہتر ہو کہ اتنا چوبی حصہ کاٹ دیا جائے۔"

"اچھا کاٹ دو" ڈیوک نے کہا۔

لوہار نے اوزار بدلے اور تین منٹ کے اندر دروازہ میں ایک چوکور ٹکڑا کاٹ کر کے وہ حصہ جس میں قفل لگا ہوا تھا۔ کاٹ ڈالا۔

دروازہ کھل گیا اور سب سے پہلے انسپکٹر پولیس ریوالور ہاتھ میں لیکر اندر داخل ہوا ڈیوک اس کے پیچھے چلا۔ اور دونوں سپاہی سب سے آخر ہو لئے۔ کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے فراخ ہال میں روشنی مدھم تھی۔ سپاہیوں میں سے ایک نے کھڑکیاں کھول دیں جن سے روشنی داخل ہونے لگی۔ ہال خالی تھا۔ سامان فرنیچر اپنی حالت میں پڑا تھا کم از کم اس حصہ میں چوری یا نقب زنی کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔

"دربان کہاں ہے؟" انسپکٹر نے پوچھا۔ اور اس کے آدمی ایک ساتھ چھوٹے دروازہ میں داخل ہوئے۔ جو دائیں طرف دربان کی کوٹھری میں کھلتا تھا۔ نصف منٹ کے عرصہ میں ایک نے واپس آکر اطلاع دی کہ وہ اور اس کی بیوی دونوں کی مشکیں کسی ہوئی اور منہ بند ہیں۔

"مگر وہ کمرے جن میں قیمتی سامان رکھا ہوا تھا۔ بالائی منزل پر ہیں" ڈیوک نے کہا۔ "نادرات کا ذخیرہ پہلی منزل کے کمرہ نشست میں ہے۔ جلدی کیجئے۔ کیا عجیب چوراب

تک وہیں ہوں اور انھیں بھاگنے کا موقع نہ ملا ہو۔"

وہ دوڑتا ہوا زینہ کی راہ سے اوپر کی طرف چلا۔ انسپکٹر پولیس اس کے ساتھ تھا دونوں ایک مسقف رستہ سے گزر کر وسیع کمرہ نشست کی طرف چلے۔ ڈیوک نے حالت اضطراب میں دروازہ کھولا۔ مگر دہلیز میں قدم رکھتے ہی ٹھٹھک کر رہ گیا۔ ان کی آمد بعد از وقت تھی۔

کمرہ میں ہر طرف بے ترتیبی پھیلی ہوئی تھیں۔ اور دیواروں پر جہاں ایم گور نے مارٹن کی بعض نہایت نادر تصاویر آویزاں کیتیں جا بجا خالی مقامات نظر آتے تھے سامنے والی کھڑکی کھلی اور جھلملیاں ڈلی ہوئی تھیں۔ اور ایک ٹیڑھی ہو کر نچلی تپری کی مدد سے لٹک رہی تھی۔ باہر کھڑکی کے برابر ایک چوبی زینہ کا بالائی سرا نظر آتا تھا اور کھڑکی میں تاش کھیلنے کی میز اس طرح رکھی ہوئی تھی کہ آدھا حصہ اندر اور نصف باہر کو کھلا ہوا تھا۔ آتشدان کے پاس فرشی نمونہ پر اس جگہ جہاں انگیٹھی کا فراخ دہانہ چھپانے کے لئے جو پرانی طرز کا اور دلکش کے منقش بلوطی کٹہرا تک پہنچا تھا ایک قیمتی شجر لٹک رہا تھا کئی کرسیاں اس طرح باندھ کر رکھی ہوئی تھیں۔ گویا چور انھیں اٹھا لے جانے کو تیار تھے۔

ڈیوک اور انسپکٹر دوڑ کر کھڑکی کی طرف گئے۔ نیچے باغ تھا۔ غور سے دیکھنے پر وہ خالی نظر آیا۔ مگر اس کے سرے پر دیوار کے دوسری جانب ایک زیر تعمیر مکان کی پاڑ۔۔ دکھائی دیتی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ چوروں کو اپنے کام میں پوری سہولت مل گئی۔ داخل ہونے اور اترنے کو مضبوط زینہ گزرنے کے لئے باغ کی دیوار کا رستہ اور اس کے آگے وہ تنگ گلی جو نئی عمارت کے پردہ میں دائیں طرف بازار میں جاتی تھی۔

ڈیوک حسرت و یاس کی حالت میں کھڑکی سے واپس ہوا۔ اور سامنے دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس طرح گویا اسے کوئی خاص چیز نظر آگئی۔ وہ تیز چلتا ہوا اس کے

پاس گیا۔

"دیکھئے" اس نے دیوار کے وسط میں ایک خالی مقام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

جہاں پہلے کوئی تصویر ہوا کرتی تھی۔

وہاں نیلے چاک سے نہایت خوشخط حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔

"آرسین لوپن"

یہ کام گو پر چیڈ کے سپرد کرنا پڑے گا۔" انسپکٹر نے اس نام کو پڑھ کر کہا "مگر پہلے کسی مجسٹریٹ کو تفتیش کے لئے بلانا ضروری ہے۔" اور وہ دوڑ کر ٹیلی فون کی طرف گیا۔

ڈیوک نے خود بخود بند ہونے والے کواڑ جو دوسرے کمرہ نشست کی طرف جانے والے دروازہ میں لگے ہوئے تھے کھولے۔ یہاں بھی کھڑکیوں کی جھلملیاں کھلی تھیں۔ اور صاف نظر آتا تھا کہ لوپن کو دونوں کمروں میں جو سامان قیمتی نظر آیا لے گیا۔ دیواروں پر جا بجا تصویروں کے مقام پر وہی معنی خیز دستخط تھے۔ "آرسین لوپن"

ٹیلی فون کا آلہ منہ سے لگا کر انسپکٹر حالت اضطراب میں بلند الفاظ سے کسی خادم سے کہہ رہا تھا کہ تم فوراً اپنے آقا کو جگا دو۔ اس نے ریسیور کو اس وقت تک ہاتھ سے نہیں رکھا جب تک کہ اسے یقین ہو گیا کہ خادم مذکور کا آقا بیدار ہو گیا اور اسے جرم کی اطلاع دے دی گئی۔ اس اثنا میں ڈیوک ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا اس کی فراغت کا منتظر رہا۔

ٹیلی فون پر گفتگو ختم کر کے انسپکٹر نے دونوں کمروں کی دیکھ بھال شروع کی کہ شاید ان میں چوروں کا کوئی نشان مل جائے۔ مگر کوئی چیز کوئی سراغ یہاں تک کہ کسی کی انگلی کا نشان تک نظر نہ آیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے کہا "اب ہمیں گھر کی مہتمم عورت کو تلاش کرنا چاہئے کیا عجب وہ اب تک بے خبر سوتی ہو۔ اور اسے چوروں کی آمد کا علم ہی نہ ہو۔"

"میرے نزدیک معاملہ غیر معمولی دلچسپی حاصل کر رہا ہے" ڈیوک نے سرسری طور پر کہا۔ اور انسپکٹر کے پیچھے ہو لیا۔

دونوں سپاہی دربان کی مشکیں کھولنے کے بعد زیریں منزل کی تلاش میں مصروف تھے۔ انسپکٹر نے انھیں بھی بلا لیا۔ اور سارے آدمی پہلی منزل کے کمروں کی تلاش کا خیال ترک کر کے سب سے اوپر والی منزل کی طرف چلے۔ جہاں نوکروں کے رہنے کی جگہ تھی۔

یہاں پہنچ کر انسپکٹر نے دو تین بار آواز دی۔ "وکٹاریہ! وکٹاریہ!" مگر جواب نہ ملا۔

انھوں نے یکے بعد دیگرے مختلف کمروں کے دروازے کھولے اور ان کے ہر حصّہ کو غور سے دیکھا۔ انسپکٹر دائیں طرف اور سپاہی بائیں جانب والے کمروں میں دیکھ بھال میں مصروف رہے۔

دفعتاً سپاہیوں میں سے ایک نے چلا کر کہا۔ "اس کمرہ کی حالت سے ظاہر ہے کہ تھوڑی دیر پہلے کوئی یہاں تھا۔"

سب آدمی اس طرف گئے۔ دیکھا تو چارپائی پر کپڑے بچھے ہوئے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وکٹاریہ یہیں سوتی ہے۔

"پھر وہ کہاں گئی؟" ڈیوک نے بانداز حیرت سے کہا۔

"جانا کہاں تھا" انسپکٹر نے جواب دیا۔ "میں جانتا ہوں وہ بھی چوروں سے ملی ہوئی ہوگی۔"

"میں نہیں مانتا۔ ایم گورلے نے مارٹن اس پر بہت اعتماد رکھتے تھے۔" ڈیوک نے کہا۔

"بس تو آئندہ نہ رکھیں گے۔" انسپکٹر نے خشک لہجہ میں کہا۔ "سب سے زیادہ معتبر نوکر ہی اپنے آقا کو لٹوایا کرتے ہیں۔"

انسپکٹر اور اس کے آدمی مکان کے باقی حصوں کی تلاش میں روانہ ہوئے مگر باقی کمرے اپنی اصلی حالت میں تھے۔ نصف گھنٹہ کی تلاش کے بعد انھیں یقین ہو گیا کہ

چوروں نے نشست کے دو کمروں کے سوا مکان کے کسی حصہ کو نہیں چھیڑا مگر سعی بسیار کے باوجود بھی نہ تو چوروں کا سراغ ملا نہ کوئی اثر نظر آئی دربان سے پوچھا مگر وہ بھی اس سلسلے کوئی مدد نہ کر سکا۔ اس نے فقط اتنا بیان کیا کہ میں اور میری بیوی اندر بے خبر پڑے سوتے تھے کہ چوروں نے آکر ہماری مشکیں کس دیں۔

ان کی بیان کردہ کیفیت سے معلوم ہوا کہ چوروں نے ان کا منہ باندھنے کا عمل اس پھرتی سے کیا کہ انھیں حملہ آوروں کو دیکھنے یا شناخت کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ مایوس ہو کر ڈیوک اور انسپکٹر پھر انھیں کمروں میں واپس آ گئے جنھیں چوروں نے لوٹا تھا۔

انسپکٹر نے گھڑی نکال کر وقت دیکھا پھر ٹیلی فون کی طرف گیا۔

کہنے لگا "اس واقعہ کی اطلاع پولیس کے افسر اعلیٰ کو دینی چاہیے۔"

"تو آپ ان سے کہئے سراغرساں گوبرچڑ کو تحقیقات کے لئے روانہ کریں۔" ڈیوک نے کہا۔

"گوبرچڑ؟" انسپکٹر نے فکر کے لہجہ میں کہا۔ "میرا خیال ہے۔ ایم فارمری کی جو تحقیقاتی مجسٹریٹ ہیں ان سے نہ بنے گی۔"

"یہ ایم فارمری کیسے آدمی ہیں؟ کیا بہت قابل ہیں؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"جی ہاں ان کی قابلیت میں کیا شک ہے۔" انسپکٹر نے جلدی سے کہا: "البتہ انھیں اپنی کوششوں میں کامیابی بہت کم ہوتی ہے۔"

"ایم گورنے مارٹن نے چلتے وقت تاکید کی تھی کہ اگر میرے یہاں پہنچنے سے پہلے چور سب کام کر لیں تو ایم گوبرچڑ کو ہی بلایا جائے۔" ڈیوک نے کہا: "میں نے سنا ہے گوبرچڑ اور آرسین لوپن میں سخت بیر ہے۔ پس اس معاملہ میں گوبرچڑ اپنے حریف کو پکڑ کر مسروقہ نادرات کی بازیابی کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے گا۔ ایم گورنے مارٹن ..

کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا۔ انھیں گویرچرڈ پر کامل اعتماد ہے۔

"خیر جیسے آپ کا ارادہ ہو،" اور اس نے ٹیلی فون پر پولیس کے افسر اعلیٰ کو مخاطب کیا"

ڈیوک کے سامنے اس نے ٹیلی فون پر جرم کی ساری تفصیل بیان کر کے گویرچرڈ کی روانگی کے لئے درخواست کی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا افسر مذکور کو اس میں کچھ تامل ہے۔

ڈیوک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور نکر کے لہجے میں کہنے لگا۔ "ٹھہرئیے میں درخواست کرتا ہوں۔"

اس نے پاس جا کر انسپکٹر کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے ٹیلی فون میں کہا۔ "میں ڈیوک آف چارمرز بول رہا ہوں۔ ایم گورنے مارٹن نے استدعا کی تھی کہ اس کام کے لئے ایم گویرچرڈ ہی کی خدمات حاصل کی جائیں ...... جی ہاں انھوں نے خاص طور پر اس کی تاکید کی تھی .... یہ کہ اگر میرے یہاں آنے سے پہلے واردات ہو جائے تو ایم گویرچرڈ کو طلب کیا جائے۔"

ٹیلی فون کے دوسری جانب افسر پولیس نے پھر بھی تامل ظاہر کیا۔

انسپکٹر کو اس نے فوراً انکار کر دیا تھا۔ مگر ڈیوک آخر ڈیوک تھا۔ اور کچھ بھی ایم گورنے مارٹن کی درخواست بجائے خود اہمیت رکھتی تھی۔ ان کی منشا کے خلاف چل کر افسر مذکور کو کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔ پس تھوڑے تامل کے بعد اس نے کہا "چیف انسپکٹر گویرچرڈ سردست یہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ اس وقت وہ ڈیوٹی پر نہیں۔ مگر میں انھیں بلا بھیجتا ہوں۔ اور ان کے آنے تک دو اور سراغرساں فوری تحقیقات کے لئے روانہ کرتا ہوں۔" ڈیوک نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ریسیور ہاتھ سے رکھ دیا۔

"بس اب ٹھیک ہے۔" اس نے خوش ہو کر انسپکٹر سے کہا۔ "آپ کی رائے میں ایم فارمری کب تک آئیں گے؟"

میرا خیال ہے وہ آدھ گھنٹہ کے اندر آجائیں گے۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔ "ان کی عادت ہے۔ ناشتہ کئے بغیر کام پر نہیں آتے۔ تحقیقات سے پہلے ناشتہ کرنا اس لئے

ضروری سمجھتے ہیں کہ شاید پھر اس کا وقت نہ ملے۔"

"ناشتہ! اررر! میں بھول ہی گیا تھا کہ مجھے ناشتہ کرنا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "رات تھوڑا کھانا کھایا تھا۔ مگر اس کے بعد کچھ نہیں ملا۔ اور اب بھوک چمکی ہوئی ہے۔ چونکہ ایم فادری کے آنے تک کوئی خاص بات نہ ہوگی اس لئے میں بھی ناشتہ کر لوں تو کیا ہرج ہے۔ بہر حال مجھے باہر جانا منظور نہیں۔ دربان سے کہتا ہوں یہیں انتظام کر دے گا۔"

یہ کہہ کر وہ نیچے اترا اور دربان کے پاس گیا۔ آخر الذکر کی پریشانی کا اب تک یہ عالم تھا کہ وہ نہیں جانتا۔ سر کے بل کھڑا ہے یا پاؤں کے بہر حال اس نے ڈیوک کے لئے سامان اکل مہیا کرنے کا فرض اپنے اوپر لیا۔ ڈیوک نے اسے ایک سکہ لوئی پیش کیا اور وہ ایک قریبی ریسٹوران کی طرف چلا۔

بالائی منزل پر غسل خانہ میں جا کر ڈیوک نے سرد پانی سے غسل کیا اور کپڑے پہن کر فارغ ہوا ہی تھا کہ دربان نے اطلاع دی۔ کھانا دستر خوان پر ہے۔ ڈیوک نے بڑی رغبت اور اشتہا سے کھایا اور اس کے بعد حجام کو بلا کر خط بنوایا۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر وہ پھر اسی کمرہ میں پہنچا۔ جس پر چوروں نے ہاتھ... صاف کیا تھا اور بڑے اطمینان سے صوفہ پر لیٹ کر ایک بیش قیمت سگار جلایا۔ وہ اسے نصف ہی پی چکا تھا کہ انسپکٹر داخل ہوا۔ اس کی افسردگی اب تک رفع نہ ہوئی تھی اس نے عرض کیا کہ پولیس کے بھیجے ہوئے دو سراغرساں ایم ڈیوزی اور ایم لوناڈنٹ کی مدد سے میں نے مکان کے ہر حصہ کو بڑی غور سے دیکھا ہے۔ مگر چوروں کا قطعاً کوئی سراغ نہیں ملا۔

وہ ڈیوک کی مایوسی رفع کرنے کے لئے تشفی بخش الفاظ میں کہہ رہا تھا کہ پہلے صدر دروازہ پر دستک ہوئی اور پھر زینہ پر آواز سنائی دی۔

"لیجئے ایم فارمری تشریف لے آئے"، انسپکٹر نے خوش ہو کر کہا: "اب تحقیقات شروع ہو گی۔"

باب - ۹

ایم فارمری کی تحقیقات

مجسٹریٹ ایم فارمری کوتاہ قامت اور فربہ اندام آدمی تھا۔ چہرہ سرخ آنکھیں تیز اور درشت اور سر کے بال اس طرح سیدھے کھڑے رہتے تھے جیسے کپڑے صاف کرنے کے برش کے ہوا کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی رائے میں قدرت نے دانت صاف کرنے کا برش اس لئے مہیا کیا تھا کہ لوگ مونچھوں کی تراش میں اس کا نمونہ پیش نظر رکھیں۔ کم از کم اس کی اپنی مونچھیں اسی وضع کی تھیں۔

"ڈیوک آف چارم ریس...... ایم فارمری"، انسپکٹر پولیس نے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ایم فارمری نے جھک کر ادب سے سلام کیا۔ اور کہا: "میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا...... گو...... موقعہ کسی قدر رنجدہ ہے۔ ایم گورنے مارٹن کے ذخیرہ نادرات کی قیمت مسلمہ ہے۔ ان کے نقصان میں سارے فرانس کا نقصان ہے۔" اتنا کہہ کر رکا۔ مگر پھر جلدی ہی کہنے لگا: "خیر ہم ان چیزوں کو حاصل کریں گے... ضرور کریں گے"

ڈیوک نے اٹھ کر سلام کا جواب دیا اور ایم فارمری سے ملنے پر مسرت ظاہر کی۔
"کیا واردات اسی کمرہ میں ہوئی ہے؟" ایم فارمری نے انسپکٹر سے پوچھا۔ اور ساتھ ہی انداز اطمینان سے دونوں ہاتھ ملنے لگا۔

"جی ہاں اسی میں" انسپکٹر نے جواب دیا۔ "بآثار ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چوروں نے ان کمروں کے سوا اور کسی کو نہیں چھیڑا۔ گو حقیقت حال ایم گور نے مارٹن کی آمد تک معلوم نہیں ہو سکتی۔ کیا عجب چور خواب گاہ سے زیورات بھی لے گئے ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ ایم گور نے مارٹن کی روانگی تک آپ کو کسی طرح کی مدد دے سکیں گے۔" ڈیوک نے کہا۔ "جب میں ان سے رخصت ہوا تو وہ بیحد مضطرب اور پریشان تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ایوان چارمیز سے پیرس تک رات بھر سفر کرنے سے ان کا مزاج روبہ اصلاح نہیں ہوا ہوگا۔ لیکن گمان غالب ہے کہ چوروں نے ان دو کمروں کے سوا کسی کو نہیں چھیڑا۔ کیونکہ ایم گور نے مارٹن کا تمام ترقیمتی سامان انہیں میں تھا۔ ان دروازوں پر نیلمش مشجر کے بعض نادر نمونے لٹکے رہا کرتے تھے۔ جن کی ساخت پسندیدہ اور رنگت قابل تعریف تھی۔"

آپ کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کے بہت مداح تھے۔" ایم فارمری نے کہا۔

"جی ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ میں ان نادرات کو بہت پسند کرتا تھا۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "اور چونکہ میرے خسر ایم گور نے مارٹن انہیں جہیز میں شامل کرنا چاہتے تھے اس لئے ایک طرح پر وہ چیزیں میری ہی ہو چکی تھیں۔"

"بہت نقصان ہوا..... بہت نقصان ہوا۔" ایم فارمری نے جیسا اس کی عادت تھی ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "مگر اطمینان فرمائیے کہ ہم جلد یا بدیر ضرور ان چیزوں کو حاصل کر لیں گے۔ غالباً آپ نے اس کمرہ کی کسی چیز کو نہیں چھیڑا۔ ایک ذرا سی چیز کو ادھر ادھر

کرنے سے ہی تحقیقات میں خلل آجاتا ہے۔"

ایم فارمری کے کہنے پر انسپکٹر نے واردات کی تفصیل جو ناظرین کو معلوم ہے۔ بیان کی اس نے بتایا کہ ڈیوک آف چارم ریس آرسین لوپن کا نہ خط لے کر جو اس نے ایم گورنے مارٹن کے نام لکھا تھا تھانہ میں آئے۔ میں دو سپاہیوں کو ساتھ لے کر ان کے ہمراہ یہاں چلا آیا۔ اس جگہ آکر معلوم ہوا کہ کنجیاں بدلی ہوئی ہیں۔ جب بڑی کوشش سے بھی دروازہ نہ کھلا تو لوہار کو بلانا پڑا۔ اندر آئے تو دیکھا کہ دربان اور اس کی بیوی بے دست و پا بند پڑے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ دونوں چوروں سے ملے ہوئے تھے" ایم فارمری نے کہا۔

"تو کیا لوپن ہمیشہ اوروں سے مل کر کام کرتا ہے؟" ڈیوک نے دریافت کیا۔ "معاف کیجئے میں اس شخص کے حالات سے بالکل لاعلم ہوں۔ میں کئی سال تک فرانس سے باہر رہا اور اس شخص نے جس قدر شہرت یا بدنامی حاصل کی۔ وہ میرے بعد ہی کی ہے۔"

"لوپن!.... لوپن کس لئے؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

وہ خط جو ایم گورنے مارٹن کے نام موصول ہوا لوپن ہی کا لکھا ہوا تھا۔ اس کی وصولی کے تھوڑی دیر بعد میرے خسر کی دو تیز رفتار موٹریں غائب ہوگئیں اور...... ان کمروں کی دیواروں پر بھی جا بجا لوپن ہی کے دستخط نظر آتے ہیں۔" ڈیوک نے مجسٹریٹ کے سوال پر کہا۔

"لوپن! لوپن! بس ہر شخص کے دماغ پر لوپن سوار ہے۔" ایم فارمری نے بے صبری سے کہا۔ "میں اس نام کو سنتے سنتے عاجز ہوگیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خط اور وہ دستخط سراسر جعلی نہیں ہیں۔"

"خیر یہ آپ کا خیال ہے۔ معلوم نہیں گو یہ چرڈ کی رائے کیا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"گو یہ چرڈ یقیناً یہ واردات تحقیقات کے لئے گو یہ چرڈ کے حوالہ نہ کی جائے گی۔

اس کے سر میں تو سب سے بڑھ کر لوپن کا خبط سمایا ہوا ہے۔"

"لیکن ایم گورنے مارٹن نے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ اگر میرے یہاں پہنچنے تک واردات ہو گئی تو گوبر چرڈ کی خدمات حاصل کی جائیں۔" ڈیلوک نے جواب دیا: "اگر میں ان کی اس ہدایت کی تعمیل نہ کرتا تو وہ یقیناً خفا ہو جاتے۔ پس میں نے یہاں آتے ہی افسر پولیس سے ٹیلی فون پر درخواست کی کہ ایم گوبر چرڈ کو یہاں بھیج دیجئے۔"

"اب اگر آپ ٹیلی فون کر چکے ہیں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کی ضرورت بالکل نہ تھی۔" ایم فارمری نے کہا۔

"افسوس مجھے اس کا علم نہ تھا۔"

"خیر جو ہو گیا۔ ہو گیا۔" ایم فارمری نے کہا۔ مگر اس کی صورت سے بے اطمینانی کا اظہار ہوتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ کمرہ میں چلنے لگا۔ کھڑکیوں کے پاس جا کر رک جاتا تھا۔ باہر کی طرف لگے ہوئے زینہ کو دیکھا۔ پھر باغ میں نظر ڈالی۔

"آرسین لوپن!" اس نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا: "یقیناً آرسین لوپن اس قسم کے سراغ نہ چھوڑ جاتا کیا اس معاملہ میں پھر وہی لوپن والا مذاق ہو گا؟"

"جناب میری رائے میں اس موقعہ پر مذاق کا لفظ صحیح نہیں۔ یہ ایک صاف اور سادہ واردات ہے۔" انسپکٹر نے کہا۔

"بے شک صاف ہے۔" ایم فارمری نے کہا: "معلوم ہوتا ہے چور اس کھڑکی کی راہ سے آئے اور اسی راہ سے واپس چلے گئے۔"

کمرہ میں ایک بند دروازہ کے سامنے اونچی تجوری رکھی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف گیا۔ تجوری پر مخمل لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے سامنے بھی مخملی پردے لٹک رہے تھے ایم فارمری نے پردوں کو ہٹا کر تجوری کی دستی کو گھمانے کی کوشش کی۔ مگر وہ بے

حرکت نہ ہی۔ معلوم ہوا کہ بند ہے۔

"میری دانست میں چوروں نے اسے نہیں چھیڑا۔" اس نے کہا۔

خدا کا شکر ہے کہ نہیں چھیڑا۔" ڈیوک نے کہا۔ "میرا خیال ہے ایم گورتے مارٹن کے نادرات کی سب سے قیمتی چیز یعنی تاج اسی میں رہتا ہے۔"

"کیا پرنسس ڈالیبل کا مشہور تاج؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

"جی ہاں وہی۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"مگر انسپکٹر تمہارے بیان کے مطابق لوپن نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ میں اس تاج کو بھی لے جاؤں گا۔ کیوں؟"

"جی ہاں اس قسم کے کچھ الفاظ اس خط میں درج تھے۔" ڈیوک نے تسلیم کیا۔

"بس تو یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں لوپن کا ہاتھ نہیں۔" ایم فارمری میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ نا لیکار اپنی دھمکی پورا کئے بغیر نہ رہتا۔" انسپکٹر نے کہا۔

"گھر کی حفاظت کس کے سپرد ہے؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

"دربان۔ اس کی بیوی اور ایک عورت جس کا نام وکٹائر بیان کیا جاتا ہے۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا تو میں دربان اور اس کی بیوی کے بیان لینا چاہتا ہوں۔ جب تم آئے تو ان کے منہ بند اور مشکیں کسی ہوئی تھیں اور وہ تمہیں اپنی خوابگاہ میں ملے؟"

جی ہاں منہ کی پٹی زرد اور رسیاں نیلی تھیں اور یہ دونوں چیزیں لوپن سے مخصوص ہیں۔ ساتھ ہی پٹھے کے ایک ٹکڑہ پر اس کی معمولی ہرزہ سرائی درج تھی۔"

"اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اخبارات پھر اس واقعہ پر بہت کچھ لکھیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا کریں گے۔" ایم فارمری نے افسردگی سے کہا۔ "ہاں مگر وہ عورت وکٹائر کہاں ہے؟ میں اسے بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"وہ تو یہاں نہیں ہے اور نہ کوئی بتا سکتا ہے کہ کہاں ہے۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔

"یہاں نہیں ہے؟" ایم فارمری نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں سعی بسیار کے باوجود وہ ہمیں اب تک نظر نہیں آئی۔"

"بس بس۔ یہ پہلا سراغ ہے۔" ایم فارمری نے خوش ہوکر دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اس کا یہاں نہ ہونا ثابت کرتا ہے کہ وہ ضرور چوروں سے ملی ہوئی ہے۔"

"لیکن میرا یہ خیال نہیں۔" ڈیلوک نے آہستہ سے کہا۔ "اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ خسر اور ان کی دختر جرین دونوں کو اس پر کامل اعتماد ہے۔ کل اس نے یہاں سے شاٹوڈا چارم ریلس میں ٹیلی فون پر گفتگو کی سب زیورات اسی کی نگرانی میں رہتے تھے اور شادی کے تحائف جو یہاں موصول ہوں وہ بھی اسی کے پاس جمع رہتے تھے۔"

"مگر وہ زیورات اور شادی کے تحائف .... یہ چیزیں اس وقت کہاں ہیں۔ کیا وہ بھی گم ہوگئیں۔" ایم فارمری نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ انھیں بالکل نہیں چھیڑا گیا۔" ڈیلوک نے جواب دیا۔

"اگرچہ اس کے ساتھ ہی میں اس بارہ میں صحیح حالات عرض نہیں کر سکتا۔ پوری کیفیت ایم گوسے نے مارٹن کی آمد پر معلوم ہوگی۔ لیکن میرا گمان ہے کہ چوروں نے ان دو کمروں کے سوا کسی چیز کو نہیں چھیڑا۔"

"یہ امر تکلیف دہ رہا۔" ایم فارمری نے پریشانی کی حالت میں کہا

"میرا یہ خیال نہیں۔" ڈیلوک نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے یہ بات سرکاری حیثیت میں کہی تھی۔" ایم فارمری نے بیان کیا اور پھر انسپکٹر کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔ "تم نے مکان کے ہر حصے کو اچھی طرح دیکھا؟ یہ عورت دکٹا ئر اگر واقعی اتنی معتبر تھی جیسا بیان کیا جاتا ہے تو ضرور یہیں کہیں ہو گی۔ مکان کے ہر کمرہ کو دیکھنا چاہیئے۔"

"جی ہاں میں نے مکان کے ہر کمرہ۔ ہر کونہ اور ہر الماری کے پاس یہاں تک کہ چارپائی کے نیچے بھی اس کو تلاش کیا ہے۔ مگر نہیں ملی۔" انسپکٹر نے عرض کیا۔

"عجیب مشکل ہے" ایم فارمری گھبرا کر کہنے لگا "کپڑے کا پھٹا ہوا ٹکڑا دیا اں خون قتل کی علامات۔ کوئی نشان کسی طرح کا نہیں ملا۔"

"بالکل نہیں۔"

"حیرت ہے۔ آخر وہ سوئی کہاں تھی؟ اس کی چارپائی کو دیکھا؟ اس کا کیا حال ہے؟"

"اس کے سونے کا کمرہ مکان کی بالائی چھت پر ہے" انسپکٹر نے بیان کیا "معلوم ہوتا ہے رات وہیں سوئی تھی۔ اور جاتے وقت کوئی کپڑا بھی ساتھ نہیں لے گئی۔"

"معاملہ سخت پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔" ایم فارمری نے سنجیدگی سے کہا۔

"شاید گویر چرڈ اس پر روشنی ڈال سکے" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔

ایم فارمری کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ کہنے لگا۔ "ہاں بیشک ایسے معاملات میں گویر چرڈ اچھا نائب ثابت ہوتا ہے۔ مانا کہ "ایک حد تک۔ وہمی عجیب الخصلت اور خبط دماغ ہے پھر بھی آخر گویر چرڈ ہے۔ مشکل صرف اتنی ہے کہ اسے چونکہ ہر وقت لوپن کا خیال لگا رہتا ہے۔ اس لئے احتمال ہے وہ اس معاملہ کو بھی کسی نہ کسی طرح اس سے منسوب کرنے کی کوشش کرے گا۔ یقین جانئے اسے اس واردات کی ہر بات میں لوپن ہی کا ہاتھ نظر آئے گا۔"

ڈیوک نے دیوار در پر لوپن کے دستخط کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہنے لگا "اس کا ہاتھ تو اب بھی نظر آ رہا ہے۔"

"دیکھئے صاحب" ایم فارمری نے ڈیوک سے بڑی سنجیدگی سے کہنا شروع کیا "اس طرح کی فوجداری وارداتوں میں ظاہری آثار پر حتی الوسع کم اعتبار کرنا چاہئے۔ مجھے اس کا پورا یقین ہوتا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں چند عام چوروں نے واردات ۔۔۔

کا سراغ مٹانے کو لوپن کی طرف توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہے۔"

ڈیوک نے لاپروائی سے جھک کر ایک کتاب جو میز سے فرش پر گر گئی تھی۔ اٹھائی

"مہربانی سے...... میں بہ منت عرض کرتا ہوں کہ آپ مہربانی سے کسی چیز کو چھیڑیں نہیں۔" ایم فارمری نے جلدی سے کہا۔

"مگر یہ بات واقعی عجب ہے" ڈیوک نے فرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے چوروں میں سے کسی کی حرکت سے یہ کتاب زمین پر گر گئی مگر اس کے نیچے غور سے دیکھئے تالین پر صاف طور سے کسی کا نقش پا نظر آتا ہے۔"

ایم فارمری اور انسپکٹر پولیس دونوں اس مقام کی طرف آئے۔ بیشک جہاں کتاب گری تھی۔ اس مقام پر ایک سفید نقش پا موجود تھا۔ ایم فارمری اور انسپکٹر دونوں اسے غور سے دیکھنے لگے۔

"یہ نشان چونا کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونا کہاں سے آیا؟" ایم فارمری نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا۔

کیا عجب چور باغ کی راہ سے آئے ہوں" ڈیوک نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ باغ ہی کی راہ سے آئے تھے۔" ایم فارمری نے بے صبری سے کہا۔ "اس کے سوا ان کے آنے کا رستہ ہی کونسا ہے؟"

"اچھا تو باغ کے سرے پر ایک مکان زیر تعمیر ہے" ڈیوک نے کہا۔

"ٹھیک میں سمجھ گیا۔" ایم فارمری نے جلدی سے کہا۔ "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چوروں کے بوٹ چونے میں بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے باقی نشان تو مٹا دیئے۔ مگر جس نے ان نشانات کو مٹانے کا کام کیا اسے کتاب اٹھا کر اس کے نیچے کا نشان دور کرنے کا خیال نہیں رہا۔ لیکن یہ نشان اس کے سوائے کوئی خاص

اہمیت نہیں رکھتا کہ اس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ کہ چور باغ کی راہ سے آئے اور ادھر ہی سے واپس گئے۔ اس بارہ میں مزید ثبوت چوبی زینہ اور کھڑکی میں رکھی ہوئی میز کی صورت میں موجود ہیں۔ پھر بھی کون کہہ سکتا ہے کہ اس نشان سے کب اور کن حالات میں مدد مل جائے اس لئے انسپکٹر تم اس کا ناپ لے لو۔ فیتہ میرے پاس ہے "۔ ڈیوک سے "میں عادتاً اسے ہر وقت پاس رکھتا ہوں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ اس نے مجھے کیسے کیسے موقعوں پر مدد دی ہے۔"

اس نے واسکٹ کی جیب سے ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک خوشنما ایک فٹ کا پیمانہ نکالا اور اسے انسپکٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے دو زانو ہو کر اس نشان کو بڑی احتیاط سے ناپا۔

اتنے میں ایم فارمری نے کہا۔ "مجھے اس زیر تعمیر مکان کا بھی معائنہ کرنا ہوگا یقین ہے وہاں کئی طرح کے سراغ مل سکیں گے۔"

انسپکٹر نے نشان کا ناپ ایک نوٹ بک میں درج کیا۔ اس وقت صدر دروازہ پر دستک کی آواز آئی۔

ایم فارمری اپنے خیالات میں محو تھا۔ کھڑکی کی راہ سے اس زیر تعمیر مکان کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے جو باغ سے ملحق تھا اس نے کہا "میرا خیال ہے اس مکان کے پاس چونے کا ڈھیر ہے۔ اس ڈھیر کے پاس اسی ناپ کے کئی نشان ہوں گے۔"

ایک سپاہی نے کمرہ کا دروازہ کھول کر ادب سے سلام کیا۔

کہنے لگا۔ "جناب عالی۔ شاٹو ڈاچارم ریس سے نوکر آگئے۔"

"انہیں کہہ دو۔ باورچی خانہ اور شاگرد پیشہ میں ٹھہریں۔" ایم فارمری نے حکم دیا۔

"دو منٹ تک وہ گہری فکر کی حالت میں چپ چاپ کھڑا رہا۔ اس کے بعد ڈیوک کی طرف مڑ کر کہا۔" آپ نے ایوان چارم ریس میں موٹروں کی چوری کا کچھ حال بیان کیا تھا

ذرا اس کی تفصیل فرمائیے "

"بات یوں ہوئی!" ڈیوک نے کہنا شروع کیا۔ کہ جس وقت ایم گورنے مارٹن کے نام آرسین لوپن کا خط آیا تو انھوں نے فوراً پیرس کو روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر جب موٹریں .. منگائیں تو معلوم ہوا وہ گم ہیں۔ موٹر خانہ میں ایم گورنے مارٹن کا موٹر بان اور ایک اور نوکر بے دست و پا منہ بند پڑے تھے۔ صرف ایک موٹر سو طاقت کی پرانی مرکرک رہ گئی۔ اسی پر سوار ہو کر میں یہاں آیا۔ اور ایم گورنے مارٹن اور ان کے متعلقین کو ٹرین پر روانہ ہونا پڑا۔"

"یہ واقعہ خاص اہمیت رکھتا ہے" ایم فارمری نے کہا۔ "بھلا ایوان چارم ریس میں صرف دو موٹریں گم ہوئیں یا کوئی اور چیز بھی ؟"

"جی ہاں ایک واردات اور بھی ہوئی تھی۔ یا یوں کہئے کہ اس کی کوشش کی گئی تھی۔" ڈیوک نے قدرے تامل کے ساتھ بیان کیا۔ "جن بدمعاشوں نے موٹریں چرائی ہیں۔ دیکرو لائے نام کے چار آدمی ایک باپ اور تین بیٹے تھے۔ ایم گورنے مارٹن نے اس سو طاقت کی موٹر کا جس پر میں یہاں آیا ہوں۔ اشتہار فروخت اخبار ریس اینڈ وٹانلزر میں دے رکھا تھا۔ اور یہ لوگ اس بہانہ سے ایوان میں آئے تھے کہ ہمیں وہ موٹر خریدنا ہے۔ وہ ایوان کے ہال میں ایم گورنے مارٹن کی واپسی کے منتظر تھے کہ اتنے میں وہ آ گئے جس وقت یہ لوگ ان سے ملنے کو ہال سے رخصت ہو رہے تھے تو ان میں سے ایک نے موتیوں کا گلوبند جو میں نے نصف گھنٹہ پہلے میڈموازل گورنے مارٹن کو پیش کیا تھا چرانے کی کوشش کی۔ مگر میں نے اسے دیکھ لیا اور گلوبند مل گیا۔"

"خوب! خوب!" ایم فارمری نے خوشی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا جبکہ اس کی آنکھوں سے غیر معمولی مسرت کا اظہار ہوتا تھا۔ "اس کے یہ معنی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ٹھہرئیے میں اس سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں"

"مگر وہ کہاں ہے ؟" ڈیوک نے معذرتی انداز سے کہا۔

"کہاں! کیا حراست میں نہیں ہے ؟ کیا وہ پولیس سے بچ گیا؟ مجلا دیہات کی پولیس بھی..... " ایم فارمری نے بمشکل فقرہ کے سخت حصہ کو ضبط کیا۔

"مگر اس میں پولیس کا قصور نہیں،" ڈیوک نے کہا: "میں نے اسے گرفتار ہی نہیں کرایا"

"گرفتار نہیں کرایا! کیا معنی ؟" ایم فارمری نے انداز حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر پوچھا۔

"بات یہ ہے وہ لڑکا بہت کمسن تھا اور اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی۔ گلو بند مل گیا تھا۔ اس لئے میں نے ترس کھا کر چھوڑ دیا،" ڈیوک نے کہا۔

"معاف کیجئے۔ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ آخر سوسائٹی کے متعلق آپ کا کچھ فرض تھا"

"بے شک مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے۔" ڈیوک نے تسلیم کیا، "مگر اب تو سانپ نکل جانے والا معاملہ ہے۔"

ایم فارمری نے دونوں بازوؤں کو سینہ پر لپیٹ لیا؛ درپیشانی پر سیکڑوں بل ڈال کر کمرہ میں ٹہلنے لگا۔

یکایک رک کر اس نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ گویا توجہ چاہتا ہے۔ پھر کہنے لگا "میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ایون چارم ریس کی واردات اور یہاں کی چوری میں ضرور گہرا تعلق ہے۔"

ڈیوک اور انسپکٹر اسکی طرف انداز ادب سے دیکھا کئے۔ کم از کم انسپکٹر کی نگاہ سے ضرور ادب کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ڈیوک کی آنکھوں میں حسب معمول طنز کی ہلکی جھلک موجود تھی۔

"میں اس سلسلہ کی کڑیوں کو جمع کر رہا ہوں" ایم فارمری نے پھر کہا۔ "انسپکٹر تم جاکر دربان اور اس کی بیوی کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان کے بیانات لینا چاہتا ہوں۔"

انسپکٹر یہ حکم پاکر رخصت ہوا اور ایم فارمری پھر کچھ سوچنے لگا۔

"معاملہ بہت دلچسپ ہوتا جارہا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"جی ہاں بیشک" ایم فارمری نے اس انداز سے ہاتھ کا اشارہ کرکے کہا گویا وہ اپنے انہماک میں بات کی اصلیت کو سمجھا ہی نہیں۔

تھوڑی دیر میں انسپکٹر پولیس دربان اور اس کی بیوی کو ساتھ لیکر واپس ہوا۔ اس نے ایک کاغذ ایم فارمری کے ہاتھ میں دے دیا۔ دربان جو ۶۰ سال عمر کا ریش دار آدمی تھا اور اس کی عورت جس کی عمر ۵۵ سال کے قریب اور اس کی ٹھوڑی پر بھی چند بال نظر آتے تھے۔ خوفزدہ نظروں سے ایم فارمری کی طرف دیکھا کئے۔ آخرالذکر نے ایک کرسی پر بیٹھکر ایک ٹانگ دوسری پر رکھ لی۔ کاغذ پڑھا اور پھر میاں بیوی کو بہت غور سے دیکھا۔

"غالباً اب تم دہشت بندش کے اثرات سے بحال ہوچکے ہو؟" آخر کار اس نے پوچھا۔

"جی ہاں۔" دربان نے کہا۔ "انھوں نے ہم کو بہت گھبرادیا تھا۔ مگر تنکرست کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا۔"

"ضرر تو بے شک نہیں پہنچا" اس کی بیوی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "پھر بھی یہ کیا کم شرمناک بات ہے کہ ان بدذات چوروں کی وجہ سے کوئی شریف عورت رات کو آرام سے سو نہیں سکتی۔ اصل یہ ہے کہ اگر پولیس کے آدمی اپنے فرض سے غافل نہ ہوں تو ایسی وارداتیں ہرگز ظہور میں نہ آئیں۔ اور یہ بات میں سب کے منہ پر صاف کہے دیتی ہوں۔"

"اچھا تمھارا بیان یہ ہے کہ تم پر سوتے میں حملہ کیا گیا؟" ایم فارمری نے دربان کیطرف متوجہ ہوکر پوچھا۔ "نہ تم نے کسی کی صورت دیکھی نہ کسی کی آواز سنی"؟

"جناب دیکھنے یا سننے کی مہلت ہی نہیں دیگئی۔" دربان نے جواب دیا۔

"انھوں نے آتے ہی جھٹ مشکیں کس دیں۔"

"مگر کم بختوں نے یہ کیا ظلم کیا کہ ہمارے منہ بند کر دیئے" عورت نے کہا۔ "خدا جانتا ہے میرے منہ میں کپڑا نہ ہوتا تو بتا دیتی میں انھیں کیا سمجھتی ہوں۔"

"تم نے باغ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنی؟" ایم فارمری نے دریافت کیا۔

"نہیں۔ اس لئے کہ باغ کی آوازیں ہمارے کمرہ میں سنائی نہیں دیتیں۔" دربان نے کہا۔

باغ کی آوازیں تو ہیں کیا سنائی دیتیں جس دن میڈموازل جرین کا کتا رات کے بارہ بجے سے صبح سات بجے تک بھونکتا رہا تو سارا گھر بیدار ہو گیا۔ مگر خدا جانتا ہے ہم بالکل بے خبر سوتے رہے۔" اس کی بیوی نے فخر سے کہا۔

"اگر ان کی نیند ایسی ہی غافلانہ ہے تو چوروں نے ناحق ان کے منہ بند کئے۔" ڈیوک نے آہستہ سے انسپکٹر کو کہا۔

انسپکٹر نے دانت نکال لئے اور پھر حقارت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ "جناب یہ ادنیٰ طبقہ کے لوگ ایسے ہی بے خبر سویا کرتے ہیں۔"

"تمھیں صدر دروازہ پر کسی طرح کی آواز سنائی دی؟" ایم فارمری نے ان سے پوچھا۔

"جی بالکل نہیں،" دربان نے عرض کیا

"اس کا مطلب یہ ہے کہ رات بھر تمھیں کوئی آواز کسی طرح کی سنائی نہیں دی؟"

"ہاں مگر اسوقت کے بعد کہ انھوں نے ہماری مشکیں باندھ دیں ہیں کئی طرح کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔"

"ٹھہرو یہ بات ضروری ہے،" ایم فارمری نے کہا۔ "بھلا وہ آوازیں کس طرح کی تھیں؟"

ایک آواز تو اس قسم کی تھی جیسے کسی چیز کو ٹھونکنے سے پیدا ہوتی ہے۔" دربان نے جواب دیا" پھر کمرہ کے اندر کسی کے چلنے کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔"

"کس کمرہ میں؟ تمھیں یہ آوازیں کس طرف سے سنائی دیں؟"

"اس بڑے کمرہ نشست سے جو ہماری خواب گاہ کے اوپر ہے۔"

"مگر تمھیں کسی جدوجہد کی آواز سنائی دی؟ اس قسم کی آواز گویا کسی شخص کو گھسیٹا جا رہا ہو۔ کوئی چیخ؟ شور؟ وغیرہ"

دربان اور اس کی بیوی ایک دوسرے کی طرف استفہامی نظر سے دیکھنے لگے۔

"جی نہیں" آخر کار مرد نے کہا۔

"نہ مجھے" عورت نے جواب دیا۔

ایم فارمری تھوڑی دیر چپ رہا پھر کہنے لگا" اچھا تمھیں ایم گورنے مارٹن کی ملازمت میں آئے کتنا عرصہ ہوا۔"

"جناب ایک سال سے اوپر ہو گیا۔"

ایم فارمری نے اس کاغذ کی طرف جو اس کے ہاتھ میں تھا دیکھ کر پیشانی پر بل ڈال لئے۔ اور پھر سختی سے کہا۔" معلوم ہوتا ہے تم دو بار سزا پا چکے ہو۔"

"جی ہاں۔ لیکن......"

"جناب میرا مرد پورا ایماندار ہے۔" اس کی بیوی نے کہا۔" آپ ایم گورنے مارٹن سے اس کی نسبت پوچھ سکتے ہیں۔ وہ......"

"عورت تو چپ رہ" ایم فارمری نے حکم دیا۔ اور پھر مرد کی طرف منہ کر کے کہا" پہلے مقدمہ میں تمہیں ایک دن قید اور جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ دوسرے میں تین دن کی قید۔"

جی ہاں مجھے اس سے انکار نہیں۔ مگر میری سزا یابی باعث ذلت نہیں بوجب

عزت تھی۔"

"موجب عزت!" ایم فارمری نے انداز حیرت سے کہا۔

"ہاں اس لئے کہ پہلی مرتبہ جب میں ایک شریف آدمی کی ملازمت میں تھا۔ تو مجھے ایک دن کی قید کی سزا اس لئے دی گئی تھی کہ میں نے ہڑتالیوں کی حمایت میں "ہرے" کا نعرہ بلند کیا تھا...... یہ واقعہ یکم مئی کا ہے۔"

"اس زمانہ میں تم کس کے یہاں ملازم تھے؟"

"ایم جلس سوشلسٹ لیڈر کے۔"

"اور دوسری مرتبہ؟"

"دوسری مرتبہ مجھے اس لئے قابل تعزیر قرار دیا گیا کہ میں نے سینٹ کلوٹلڑ میں پولیس کے خلاف آواز بلند کی تھی۔"

"اس وقت بھی کیا تم ایم جلس کے پاس ملازم تھے؟"

جی نہیں اس وقت میں شاہ پسند ممبر پارلیمنٹ یوسے ربورٹن کے ہاں چلا گیا تھا۔"

"جس سے معلوم ہوتا ہے تمہارے سیاسی عقائد بہت مضبوط نہیں ہیں۔"

"جناب عالی اصل بات یہ ہے"، دربان نے کہا۔ "میں جہاں رہا ہمیشہ اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا رہا۔ کبھی کسی معاملہ میں ان کے خیالات کے خلاف نہیں چلا۔"

"بس جاؤ۔" ایم فارمری نے کہا۔

دربان اور اس کی بیوی کمرہ سے رخصت ہوئے تو ان کی حالت عجب گومگو کی تھی نہیں جانتے تھے کہ اس تفتیش پر انھیں مطمئن ہونا چاہئے یا نہیں۔

"اگر میرا قیاس بالکل ہی غلط نہیں۔" ایم فارمری نے ان کے چلے جانے پر کہا۔ "تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں بیوقوف ہیں اور ان کا بیان صحیح ہے۔"

جہاں تک مجھے معلوم ہے میاں بیوی دونوں ایماندار ہیں۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"خیر اب باقی آدمیوں کے بیانات لینے چاہئیں۔" ایم فارمری نے کہا۔

"اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ چلوں۔" ڈیوک نے کہا۔

"کیوں نہیں تشریف لائیے۔"

مجھے یہ معاملہ بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

باب ۱۰

گویر چرڈ میدان عمل میں

ایک سپاہی کو کمرہ نشست کے دروازہ پر چھوڑ کر ایم فارمری۔ ڈیوک اور انسپکٹر مکان کے مختلف حصوں کا معائنہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے یہ کام بہت طویل ثابت ہوا ایم فارمری نے ہر ایک کمرہ کو نگاہ غور سے دیکھا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس نے کمرہ نشست کے معائنہ میں ایسی تحقیق سے کام نہ لیا تھا جس کا اظہار باقی کمروں کی تلاش میں ہوا۔ وکٹائر کی خوابگاہ میں وہ خصوصیت سے بہت دیر ٹھہرا۔ اور اس بارہ میں اظہار رائے کرتا رہا کہ شاید چوروں نے اسے قتل کر دیا ہو۔ یا وہ اسے کسی مال غنیمت کے ساتھ لے گئے ہوں۔ اسے یہ جان کر بہت مایوسی ہوئی کہ مکان کے کسی حصہ میں خون کے داغ موجود نہیں۔ مگر اس کی تلافی اس نے یہ کہہ کر کر لی کہ شاید چوروں نے اس کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ ایسے معاملات پر وہ جو رائے ظاہر کرتا۔ انسپکٹر کا اس سے

کامل اتفاق ہوتا تھا جس سے ایم فارمری نے رفتہ رفتہ اسے ایک نہایت سرگرم اور معتبر افسر سمجھنا شروع کر دیا۔ ڈیوک کے سامنے اپنی قابلیت کی تشریح و ترکیب کے اظہار سے اس کو مسرت خاص حاصل ہوئی۔ مگر حقیقت حال یہ ہے کہ ڈیوک اس ساری کارروائی کو ایک عجیب دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہ نے ایسا طنز آمیز تبسم کبھی اختیار نہ کیا تھا۔ جیسا اس وقت جب ایم گورنے مارٹن کے مکان کی تلاشی لی جا رہی تھی۔۔۔۔
ایم فارمری اس کے نزدیک بالکل ایک شکاری کتے کی طرح تھا۔ بلکہ شور و غل مچانے میں اس سے بھی زیادہ۔

مکان کے ہر حصے کا معائنہ کر کے ایم فارمری باغ میں گیا اور اس کی دیکھ بھال۔۔ شروع کی چوبی زینہ کے قریب باریک کٹی ہوئی گھاس پر جو بارش سے تر تھی۔ قدموں کے نشان صاف اور واضح نظر آئے۔ مگر نہ اتنے جس قدر ہونے چاہئیں تھے۔ کیونکہ چور ان کمروں کا سامان لے کر یقیناً کئی بار زینہ کی راہ سے اترے چڑھے اور باغ سے گزرے ہوں گے اور اس سامان کی بعض چیزیں غیر معمولی طور پر وزنی تھیں۔ تاہم جو چند ایک نشانات موجود تھے۔ وہ ایک پختہ روش کی طرف جاتے نظر آئے۔ اور ان کے سراغ پر چلتے ہوئے ایم فارمری باغ کے دروازہ سے گزر کر اس کھلے میدان تک جا پہنچا جہاں نیا مکان بن رہا تھا۔

جیسا اس کا خیال تھا۔ اس جگہ باڑ کے نیچے چونے کے کئی ڈھیر موجود تھے۔ مگر بدقسمتی سے یہاں قدموں کے نشان بھی بے شمار نظر آئے۔ ایم فارمری دیر تک ان نشانات کو حریصانہ انداز سے دیکھتا رہا۔ مگر اسے تھانہ دار سے یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ ان میں سے وہ نشان تلاش کیجئے جو اس نشان کے مطابق ہوں جس کا ناپ کمرہ نشست میں لیا گیا تھا۔

ابھی یہ لوگ نو تعمیر مکان کے پاس والی زمین کا معائنہ کر رہے تھے کہ ایک

شخص ایم گورنے مارٹی کے مکان کی دوسری منزل کے زینہ سے اترا۔ اس کی عمر ۴۰۔
۵۰ سال کے درمیان شکل وصورت معمولی۔ مگر قد ذرا لمبا تھا۔ منہ ناک ٹھوڑی پیشانی
اور کان بالکل عامیانہ تھے۔ ان میں کوئی بات قابل ذکر نہ تھی۔ سوا اس کے کہ پیشانی..
قدرے نشیب تھی۔ سر پر اونچی ٹوپی اور وہ بھی قدرے میلی کپڑے اوسط حیثیت کے اور
بوٹ موزونیت سے زیادہ فراخی کی صفت رکھتے تھے۔ غرض مجموعی طور پر وہ معمولی
لباس میں ایک بالکل معمولی آدمی تھا۔ صرف اس کی آنکھیں اپنے اندر نمایاں خصوصیت
رکھتی تھیں۔ کیونکہ وہ غیر معمولی طور پر تیز اور ایسی جاذب تھیں کہ جس کی طرف لگ
جائیں اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھیں۔ یہ شخص پیرس کے محکمہ سراغرسانی
کا نامی افسر چیف انسپکٹر گویرچرڈ تھا جو اپنی جاسوسی قابلیت کے لئے اتنا ہی مشہور
تھا جس قدر آرسین لوپن کی مخالفت کے لئے۔

جو سپاہی کمرہ نشست کے دروازہ پر پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے اسے دیکھ
کر سلام کیا۔ یہ سپاہی ایک شکیل وکشیدہ قامت جوان تھا۔ اس کا چہرہ سرخ مونچھیں
سیاہ اور گچھے دار تھیں۔

حکم ہو تو ایم فارمری کو آپ کی تشریف آوری کی خبر دوں؟" اس نے کہا۔

"نہیں اس کی کیا ضرورت ہے" ایم گویرچرڈ نے ہلکی گلوگیر آواز میں کہا۔ "میری
آمد کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔"

"یہ آپ کیا فرماتے ہیں!"

"سچ کہتا ہوں" ایم گویرچرڈ نے کہا۔ "سردست ایم فارمری ہی سب کچھ ہیں
میں صرف ان کا نائب ہوں۔"

کمرہ نشست میں داخل ہو کر اس نے ہر حصہ کو نظر حیرت سے دیکھا۔ صورت
سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی پوری طاقت اسی کام میں صرف ہو رہی ہے۔ دل ودماغ

کی قوت عارضی طور پر مسلوب نظر آتی تھی۔

پہرہ دار سپاہی نے کہا "ایم فارمری اور تھانہ دار صاحب گھر کی مہتمم عورت کا کمرہ دیکھنے گئے تھے۔ یہ کمرہ دوسری منزل میں بالکل اُوپر واقع ہے۔ آپ نوکروں کے زینہ کی راہ سے اوپر تشریف لے جائیں۔ آگے جو رستہ آتا ہے۔ اس کے دائیں جانب وہ کمرہ ہے۔ حکم ہو تو میں چل کر چھوڑ آؤں۔"

"نہیں تم اس کی تکلیف نہ کرو میں وہیں سے آ رہا ہوں" ایم گویر چرڈ نے کہا۔

سپاہی کی باچھیں کھل گئیں۔ اور اس کے چوڑے سپید دانت نظر آنے لگے۔ خوش ہو کر بولا "آہ! ایم گویر چرڈ پیرس کے سارے تحقیقاتی مجسٹریٹ مل کر بھی آپ کی ذہانت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"میرے دوست ایسا نہ کہو" ایم گویر چرڈ نے بدستور گلوگیر آواز میں کہا۔ اور اس کے منہ پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ "تمہیں اختیار ہے جو چاہو خیال کرو۔ مگر یہ کہنا درست نہیں۔"

وہ آہستہ چل کر کھڑکی کی طرف گیا۔ سپاہی بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

چوبی زینہ کے بالائی سرے کو مضبوط پکڑ کر اس نے کہا "آپ نے اُسے دیکھا؟ غالباً چور اسی راہ سے آئے اور واپس گئے تھے۔"

"مہربانی" گویر چرڈ نے مختصر طور پر کہا۔

"دیکھئے وہ اس تاش کھیلنے کی میز کو بھی کھڑکی میں چھوڑ گئے" سپاہی نے میز کی سطح پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مہربانی۔ مہربانی" گویر چرڈ نے پھر کہا۔

"ان کا خیال ہے یہ کام لوپن کا نہیں" سپاہی نے کہا "کہتے ہیں چوری کے متعلق لوپن کی چٹھی اور وہ دستخط جو دیواروں پہ نظر آتے ہیں۔ محض بہانہ ہیں۔"

"اچھا؟" گویر چرڈ نے سرسری انداز سے کہا۔

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیے" سپاہی نے کہا۔

"تمہارے لائق صرف اتنا کام ہے کہ اس دروازہ پر کھڑے رہو" گوبرچرڈ نے کہا۔ "اور ایم فارمری۔ انسپکٹر پولیس۔ بوناونٹ اور ڈیوزی کے سوا کسی کو میری اجازت کے بغیر اندر نہ آنے دو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے نشست گاہ کے دروازہ کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ڈیوک آف چارم ریس کو بھی روک لوں؟" سپاہی نے دریافت کیا۔ "وہ اس معاملہ میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"ڈیوک آف چارم ریس؟ ہاں انکو روکنے کی ضرورت نہیں۔ انھیں بیشک آنے دو۔"

سپاہی اپنے فرض کی اہمیت سے مسرور دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے جانے پر گوبرچرڈ نے دروازہ بند کر لیا اور حیرت خیز پھرتی سے تحقیق و تجسس میں مصروف ہوا۔ اس نے چوبی زینہ۔ آرسین لوپن کے دستخطوں اور دیواروں کے ان مقامات کو نظر غور سے دیکھا جہاں سے چوروں نے تصویریں اتاری تھیں۔ پھر اس نے وہ کتاب اٹھائی جسے ڈیوک نے قالین پر بنے ہوئے نقش پا کے اوپر اس کی حفاظت کے خیال سے رکھ دیا تھا۔ اس نے اس نشان کو ناپا اور اس فاصلہ کو بھی جو کھڑکی اور اس نشان کے درمیان حائل تھا۔

لیکن معلوم ہوتا تھا وہ اس عمل سے مطمئن نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ اس نے اس فاصلہ کو دوبارہ پھر ناپا۔ اور حالت فکر میں پریشانی سے کھڑکی کے باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس وقت وہ کسی معاملہ پر پوری توجہ سے غور کرنے لگتا تو اس کی آنکھوں کی چمک میں فرق آجاتا تھا اور وہ معمول کی نسبت مدھم نظر آتی تھیں۔

تھوڑی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد آخرکار اس نے کوئی خاص نتیجہ اخذ کر لیا۔ یکایک کھڑکی سے ہٹ کر اس نے ایک چھوٹا آتشی شیشہ جیب سے نکالا اور

زانو اور ایک ہاتھ کے بل جھک کر قالین کی سطح کو غور سے دیکھنے لگا۔

قریباً چھ فٹ مربع زمین کو اس طرح غور و تعمق سے دیکھنے کے بعد اس نے اسی حالت میں بیٹھے ہوئے کمرہ کے چاروں طرف نظر ڈالی۔ اس کی نگاہ آتشدان کیطرف گئی۔ جس کا زیریں حصہ ایک فٹ کے قریب اس فراخ منبجر کے نیچے صاف نظر آتا تھا۔ جسے آتشدان کے دونوں جانب کھونٹیوں کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شوق کا اظہار ہونے لگا۔ اور وہ اسی حالت میں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا اس پردہ تک گیا۔ اس کا ایک کونہ اٹھا کر اندر کی طرف دیکھا پھر مسکرا کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد دوسرے کمرہ میں جا کر اس نے ویسی ہی احتیاط سے دیکھ بھال شروع کی۔ اور یہاں بھی قالین کی سطح کے ایک حصہ کو شیشہ خوردبین کی مدد سے دیکھا۔ پھر اس کھڑکی کے پاس جا کر جس میں چوبی زینہ لگا ہوا تھا شکستہ چٹخنی کا معائنہ کیا۔ ذرا دیر سیٹی بجا کر اس نے ایک سگرٹ جلایا اور کھڑکی کے ساتھ پیٹھ لگا کر کش لگانے شروع کئے۔ اس کے بعد اس کی مردہ آنکھوں نے جن کی طاقت دید مسلوب تھی باہر کی طرف دیکھا۔ اس اثنا میں وہ دل ہی دل میں ان باتوں پر غور کر رہا تھا جنھیں اس نے اپنی تحقیقات کے دوران میں معلوم کیا تھا۔

کم و بیش دس منٹ اسی حالت میں کھڑے رہنے کے بعد اسے مکان کے صدر زینہ پر آوازیں سنائی دیں۔ وہ یکایک بیدار ہوا۔ کان کھڑے کر لئے۔ اور حیرت خیز پھرتی سے ایک ٹانگ کھڑکی کے باہر لٹکا کر چوبی زینہ کی راہ سے نیچے اتر گیا۔

دروازہ کھلا اور ایم فارمری۔ ڈیوک اور انسپکٹر اندر داخل ہوئے۔ ایم فارمری کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کمرہ میں کسی ایسے شخص سے جو پہلے کا شناسا ہے۔ ملنے کی امید رکھتا ہے۔ مگر اندر جا کر چاروں طرف دیکھا۔ تو امید کا اثر زائل ہو گیا۔ پھر وہ سپاہی کی طرف مڑ کر جو دروازہ کے اندر آگیا تھا۔ اس نے تلخ لہجہ میں کہا " ایم گوبیر جیرڈ یہاں نہیں ہیں!

"جناب عالی میں نے اسے کہیں نہیں چھوڑا تھا۔" سپاہی نے جواب دیا۔ "معلوم ہوتا ہے کہیں گم ہو گئے۔ ان کی ہستی واقعی حیرت خیز ہے۔"

"میرا خیال ہے وہ اس زینہ کی راہ سے زیر تعمیر مکان کو دیکھنے گیا ہے۔" ایم فاہری نے کہا "اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہمارے نقش قدم پر چل کر وہی کام پھر کر رہا ہے جسے ہم پہلے کر چکے ہیں۔ مگر اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس بارہ میں سارے حالات وہ ہمیں سے معلوم کر سکتا تھا۔ مگر اس کی عادت ہے جب تک ہر چیز کو اپنے طور پر نہ دیکھ لے مطمئن نہیں ہوتا۔"

"کیا عجب اسے کوئی ایسی چیز نظر آجائے جو ہماری نگاہ سے رہ گئی ہو" ڈیوک نے کہا۔

ایم فارمری کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ کہنے لگا۔ "یہ غیر ممکن ہے غالباً آپ نہیں جانتے کہ جس شخص کو شب و روز ایسی تحقیقات سے واسطہ رہتا ہو اس کی قوت مشاہدہ کتنی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود مجھے اور میرے دوست انسپکٹر کو اپنی فروگذاشت ...... اگر واقعی کوئی فروگذاشت ہوئی ہو ماننے سے عار نہیں۔ کیوں انسپکٹر؟"

اور یہ کہہ کر اس نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"لیکن ایسی فروگذاشت کا امکان ہر وقت باقی ہے" ڈیوک نے طنز آمیز تبسم کے ساتھ کہا۔

ایم فارمری نے ان الفاظ کو نظر انداز کر کے سنجیدہ صورت اختیار کر لی اور پیشانی پر شکن ڈال کر کمرہ میں چند قدم ادھر ادھر چلا۔

پھر کہنے لگا "جتنا زیادہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں اسی قدر یہ بات واضح ہوتی جاتی ہے کہ لوپن کا اس واردات سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہ کام اس سے بہت کم درجہ کے چوروں کا ہے۔ کیوں انسپکٹر؟"

"جی ہاں کیوں نہیں۔ میرا اپنا بھی خیال ہے۔" افسر مذکور نے جھٹ ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود میں شرط ہارتا ہوں کہ گو بر جیپرڈ کا اطمینان نہ ہوگا" ایم فارمری نے کہا۔

"اس صورت میں غالباً اس کا اطمینان کرنا سخت ہی مشکل ہے" ڈیوک نے کہا۔

"نہیں اور باتوں میں وہ بہت سمجھدار آدمی ہے۔" ایم فارمری نے جواب دیا۔ "مگر لوپن کی نسبت بعض خیالات اس درجہ اس کے ذہن نشیں ہو گئے ہیں کہ انھیں کسی طرح دور نہیں کیا جا سکتا۔ لوپن کا ذکر اُسے مجنوں و مجذوب بنا دیتا ہے۔"

"اس کے باوجود آج تک اسے گرفتار نہیں کر سکا" ڈیوک نے کہا۔

"نہیں اور نہ کبھی کر سکے گا۔ اس کی یہ مجذوبیت ہی اس کام کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس کی وجہ سے اس کا ذہن اپنی اصلی قوت سے کام نہیں کر سکتا" ایم فارمری نے کہا۔

اور اتنا کہہ کر وہ پھر گہری فکر کی حالت میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ مگر فوراً ہی رک کر بولا۔

"سارے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصاً اس لئے کہ آثار تشدد کہیں موجود نہیں اور وکٹائر عدم پتہ ہے۔ میں نے ایک اور نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جو یہ ہے کہ اس راز کی کنجی وکٹائر ہی کے پاس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور چوروں سے ملی ہوئی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے غلط فہمی پیدا کرنے کو چارپائی بچھائی۔ مگر اس پر سوئی نہیں بس میری تحقیقات کا آخری نتیجہ یہی ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کچھ کم نہیں۔ کیونکہ اگر چوروں کا حال معلوم نہیں ہوا تو کم از کم ان کے ایک ساتھی کا تو ہو گیا۔ ایم گورنے مارٹن کی آمد پر ہم انھیں یہ خوشخبری سنا سکیں گے۔

"آپ کو یقین ہے کہ یہ عورت وکٹائر چورنوں سے ملی ہوئی تھی ؟" ڈیوک نے دریافت کیا
مجھے اس کا پختہ یقین ہے۔" ایم فارمری نے جواب دیا۔" چلئے ہم ایک بار پھر اس کے کمرہ کو نظر غور سے دیکھتے ہیں۔"

اس وقت گوبرچرڈ کا سر کھڑکی سے باہر نمودار ہوا اور وہ کہنے لگا۔

"ایم فارمری اگر آپ میرا کہا مانیں تو اس کی زحمت نہ اٹھائیے۔"

ایم فارمری کا منہ فرط حیرت سے کھل گیا۔ کہنے لگا "کون! گوبرچرڈ؟"

"جی ہاں، آپ کا خادم" گوبرچرڈ نے کہا اور زینہ کے سرے تک آ کر وہ بڑی پھرتی سے کمرہ میں کود گیا۔

پاس آ کر اس نے ایم فارمری سے مصافحہ اور انسپکٹر کو سر کے اشارہ سے سلام کیا۔ اس کے بعد وہ ڈیوک کی طرف استفہامی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آئیے میں آپ کا تعارف کرا دوں" ایم فارمری نے کہا "محکمہ سراغرسانی کے چیف انسپکٹر گوبرچرڈ...... ڈیوک آف چارم ریس۔"

ڈیوک نے گوبرچرڈ سے مصافحہ کیا اور کہنے لگا "ایم گوبرچرڈ مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ میں بڑے شوق سے آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا۔ میں نے دفتر پولیس کے عملہ کو تاکید کی تھی کہ وہ آپ ہی کو اس تحقیقات کے لئے روانہ کریں۔ معاف کیجئے میں نے با اصرار آپ کو تکلیف دی۔"

"مگر کیوں صاحب۔ آپ یہاں زینہ پر کھڑے ہوئے کیا کر رہے تھے؟"
ایم فارمری نے گوبرچرڈ کو ڈیوک کے سوال کا جواب دینے کی مہلت نہ دیکر پوچھا۔

"جی کچھ نہیں" گوبرچرڈ نے کہا "میں صرف آپ کی باتیں سن رہا تھا۔ ایسی.. تحقیقات پر میں لوگوں کی گفتگو کو دلچسپی سے سنا کرتا ہوں۔ اس سے توجہ بٹتی اور.. تحقیقات میں مدد ملتی ہے۔ ایم فارمری جس قابل تعریف پیرایہ میں آپ نے اس تحقیقات

کو سرانجام دیا ہے۔ اس کے بدلے میں بدل آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔"

ایم فارمری نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔ اور ایم گویر چیڈ کی طرف شک کی نظر سے دیکھا۔

"صرف ایک دو باتیں ایسی ہیں جن پر ہمارا اتفاق رائے نہیں۔" ایم گویر چیڈ نے کہا۔ "لیکن مجموعی طور پر جو کچھ آپ نے کیا وہ قابل تعریف ہے۔"

"اچھا تو اس عورت دکنا ٹر کی نسبت!" ایم فارمری نے کہا۔ "کیا آپ کی رائے میں اس کے کمرہ کی مکمل چھان بین غیر ضروری ہے؟"

"جی ہاں۔ میرے نزدیک غیر ضروری ہے۔ میں خود اسے دیکھ آیا ہوں۔"

اس وقت دروازہ کھلا اور دفتر پولیس کا ایک اور سراغرساں جو گویر چیڈ سے پہلے آ گیا تھا۔ حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کپڑے کا ٹکڑا تھا۔

اس نے گویر چیڈ کو سلام کر کے ایم فارمری سے کہا۔ "باغ میں جو کنواں ہے اس کے کنارہ پر مجھے یہ کپڑے کا ٹکڑا ملا۔ دربان کی بیوی بیان کرتی ہے کہ یہ دکنا ٹر کے لباس سے پھٹا ہوا ہے۔"

ایم فارمری نے کپڑے کا ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا۔ "مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ کوئی خطرناک واردات ہوئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ کسی کو اس کنوئیں میں اتارنا اور اس کے اندر کا حال معلوم کرنا چاہئیے۔"

وہ دروازہ کی طرف جا رہا تھا کہ گویر چیڈ نے اپنی معمولی گھو گیر آواز میں کہا۔ "میری رائے میں دکنا ٹر اس کنوئیں میں نہیں ہے۔ اس لئے آپ کسی کو کنوئیں میں اتارنے کی تکلیف نہ کریں۔"

"مگر کپڑے کا یہ ٹکڑا جو میرے ہاتھ میں ہے......" اس نے اسے سراغرساں کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

بیشک کپڑے کا یہ ٹکڑا اس کے لباس کا ہو سکتا ہے۔" گویر چیڈ نے تسلیم کیا۔

اور اس کے بعد ڈیوک کی طرف مڑ کر اس نے کہا۔ "آپ کو معلوم ہے۔ اس گھر میں کوئی کتا یا بلی بھی رہتی ہے؟ چونکہ آپ کی نسبت میڈموائزل گور نے مارنگ سے قرار پا چکی ہے۔ اس لئے غالباً آپ اس گھر کے سارے حالات سے خبردار ہیں۔"

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ... ایم فارمری نے اعتراض کیا۔

"ذرا ٹھہریئے میرا سوال خاص اہمیت رکھتا ہے" گویرچرڈ نے قطع کلام کرکے کہا۔

"بیشک ایک بلی اس گھر میں رہتی ہے" ڈیوک نے جواب دیا۔ "میں نے اسے دربان کی کوٹھری کے سامنے دیکھا تھا۔"

"بس تو کپڑے کا یہ ٹکڑا اسی بلی کے ذریعہ کنوئیں تک پہنچا" گویرچرڈ نے سنجیدگی سے کہا۔

"مذاق کرتے ہو" ایم فارمری نے جوش سے کہا۔ "امر غور طلب تو یہ ہے کہ کیسا دکنائر کو قتل کیا گیا۔ اور آپ بلیوں کی کہانی لے بیٹھے ہیں۔"

"مگر میں کہتا ہوں۔ دکنائر کو ہرگز قتل نہیں کیا گیا" گویرچرڈ نے اپنی گلوگیر آواز سے جو بدقت سنائی دیتی تھی کہا۔

یہ ابھی تحقیق طلب ہے" ایم فارمری نے کہا۔ "کیا آپ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ قتل کی واردات نہیں ہوئی ہے؟"

"جی ہاں میں دعوے سے کہتا ہوں۔"

"تم؟"

"ہاں میں۔"

"تو اگر اسے قتل نہیں کیا گیا۔ پھر وہ عدم پتہ کیوں ہے؟"

"کون کہتا ہے وہ عدم پتہ ہے۔"

"گویرچرڈ کیا بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو" ایم فارمری نے کہا۔ "مجھیں اب تک

معلوم نہیں کہ ڈکٹاٹر عدم پتہ ہے؟"

"جناب عالی وہ عدم پتہ نہیں۔"

"پھر تمہیں اس کی خبر ہی نہیں" ایم فارمری نے جوش سے بھر کر کہا۔

"مجھے سب خبر ہے" گویر چیڑڈ نے بدستور نرم لہجہ میں کہا۔

"سب خبر ہے! تو کیا تم بتا سکتے ہو وہ اس وقت کہاں ہے" ایم فارمری نے پوچھا

"جی ہاں بتا سکتا ہوں۔"

"تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"ہاں"

"کب؟"

گویر چیڑڈ نے تھوڑی دیر تامل کیا۔ بظاہر کسی گہری فکر میں تھا پھر آہستہ سے کہنے لگا۔

"کوئی چار پانچ منٹ گزرے۔"

"چار پانچ منٹ!" ایم فارمری نے انداز حیرت سے کہا۔ "مگر اس عرصہ میں تو تم اس کمرہ سے باہر گئے ہی نہیں۔"

"ہاں نہیں گیا"

"اور اس کے باوجود تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟"

"جی ہاں۔ اس کے باوجود میں نے اس عورت کو دیکھا ہے" گویر چیڑڈ نے جوش اور سکون کے ساتھ کہا۔ آپ تو مجھے کچھ کہنے کی مہلت ہی نہیں دیتے۔"

"اچھا کہو۔ میں سنتا ہوں" ایم فارمری نے کہا اور وہ انداز حیرت سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ عورت یہیں ہے..." گویر چیڑڈ نے کہنا شروع کیا

"یہاں اس کمرہ میں؟"

"جی ہاں اس کمرہ میں"

"کہاں ؟"

"ایک توشک پر"

"ایم فارمری کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی شعلہ بار آنکھیں گویرچرڈ کی طرف غضب ناک ہو کر دیکھ رہی تھیں۔

پھر چیخ کر کہنے لگا۔ "ایم گویرچرڈ مذاق کی حد ہو گئی۔ معاملہ انتہا سے برداشت سے نکل جاتا ہے ......"

"معاف فرمائیے میں مذاق نہیں کرتا دیکھئے ......"

اتنا کہہ کر وہ تیز چلتا ہوا آتشدان کے پاس گیا۔ ان کرسیوں کو جو سامنے بندھی رکھی تھیں پیچھے کر دیا اور سنجر جو آتشدان کے آگے لٹک رہا تھا ایک طرف ہٹایا۔ سامنے پرانی طرز کا فراخ آتشدان تھا۔ آہنی جالی جس پر کوئلے رکھے جاتے ہیں۔ ایک کونے میں پڑی ہوئی تھی اور آتشدان کے وسط میں توشک پر ادھیڑ عمر کی ایک فربہ اندام نیم ملبوس عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے منہ میں زرد کپڑا ٹھونسا ہوا اور ہاتھ پاؤں نیلی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

"وہ اس وقت بے خبر سوتی ہے"۔ گویرچرڈ نے پرسکون لہجہ میں کہا۔ پھر جھک کر ایک رومال اٹھایا اور اسے ناک سے لگا کر سونگھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے کہا "یہی وہ رومال ہے جس کی مدد سے اسے کلوروفارم سونگھایا گیا اب تک اس سے بو آرہی ہے"۔

حاضرین سراسیمہ اور محو خواب عورت کی طرف اندازِ حیرت سے دیکھا کئے اتنے میں گویرچرڈ نے کہا "آپ انسپکٹر صاحب ذرا مدد دیجئے۔ چنانچہ تم بھی۔ عورت ذرا بوجھل ہے"۔

تینوں نے مل کر وہ توشک جس پر وہ بے خبر پڑی ہوئی تھی اٹھایا اور اسی طرح لے جاکر ایک فراخ کوچ پر رکھ دیا۔ وکٹا کا بوجھ واقعی بہت تھا۔ تینوں نے بہ مشکل اس کام کو سرانجام دیا۔

اس عرصہ میں ایم فارمری کا جوش ذرا سرد ہو گیا تھا۔ مگر چہرہ کی رنگت اب تک ارغوانی تھی۔ آنکھیں فرط حیرت سے سر سے نکلی جاتی تھیں۔

انسپکٹر کی طرف مڑ کر اس نے وحشیانہ لہجہ میں کہا۔ "تم نے اس آتشدان کو نہیں دیکھا۔ کیوں؟"

"افسوس ہے۔ اس کا خیال نہیں آیا،" انسپکٹر نے سر جھکا کر جواب دیا۔

یہ غلطی ناقابل معافی ہے ...... سراسر ناقابل معافی ہے،" ایم فارمری نے کہا۔ "ایسے ماتحتوں کے ساتھ کوئی کیوں کر کام کر سکتا ہے؟"

"واقعی سہو ہو گیا،" گویر چرڈ نے کہا۔

ایم فارمری نے اس کی طرف منہ کر کے کہا۔ "اسے تو تم بھی تسلیم کرو گے کہ میرے لئے اس صورت کو دیکھنا قطعاً غیر ممکن تھا۔"

"میری رائے میں اسے چوپایہ ہو کر ہی دیکھا جا سکتا تھا،" گویر چرڈ نے جواب دیا۔

"چوپایہ ہو کر؟"

"جی ہاں چوپایہ ہو کر اس کے پاؤں توشک سے آگے بڑھے ہوئے صاف طور پر دیکھے جا سکتے تھے" گویر چرڈ نے چپکے سے کہا۔

ایم فارمری نے شانوں کو حرکت دے کر کہا۔ "پردہ کی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ عرصہ دراز سے اسی طرح لٹک رہا ہے کسی نے اس کو چھیڑا تک نہیں۔"

"مگر پولیس کے معاملات میں تحقیق کرتے وقت ہمیشہ ظاہری صورت کو غلط سمجھنا چاہئیے،" گویر چرڈ نے کہا۔

"لوپن!" ایم فارمری نے جوش سے کہا۔ پھر اپنا ہونٹ کاٹ کر چپ ہو گیا۔
پیشانی پر بل ڈالے ہوئے وہ اس کوچ کے پاس گیا جس پر ڈکٹاٹر سو رہی تھی اور اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا "اس دریافت نے سب اندازے غلط کر دیئے۔ اب نئے حالات میں اس واقعہ کی نئی توضیح کرنی ہو گی۔ لیکن سر دست..... بر دست میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ گویرچرڈ تمہارا کیا خیال ہے۔"
"میں نے اس کی نسبت دو ایک باتیں معلوم کی ہیں....." گویرچرڈ نے کہا۔
تو کیا اس واقعہ نے تمہارے سابق اندازوں میں خلل پیدا نہیں کیا؟" ایم فارمری نے بے اعتباری کے لہجہ میں پوچھا۔
"جی نہیں۔ اس لئے کہ میرے اندازے شروع سے ہی آپ کے اندازوں سے مختلف تھے۔"
"بے شک بے شک تمہارا خیال تو لوپن کی طرف لگا ہوا تھا" ایم فارمری نے کینہ آمیز طنز سے کہا۔
ٹریوک باری باری دونوں کی طرف تجسس آمیز حیرت سے دیکھ رہا تھا ایک بار اس نے صرف اتنا کہا "معاملہ بہت دلچسپ ہوتا جا رہا ہے۔"
اس عرصہ میں ایم فارمری کی عادت خود پسندی بحال ہو چکی تھی اپنے لفظوں کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہوئے اس نے کہا "ایسی رکاوٹیں اکثر پیش آیا کرتی ہیں مگر ان کی وجہ سے مایوس نہ ہونا چاہئیے۔ کیونکہ اس طرح کی ناکامی کا اثر محض عارضی ہوتا ہے اس کے بعد ہم پھر نئے قیاسات قائم کرنے لگتے ہیں۔"
"جی ہاں آپ کے ذہن رسا کے کیا کہنے"، ٹریوک نے ناقابل محسوس طنز کے ساتھ کہا اور وہ ایم فارمری کے چہرہ کو نظر توصیف سے دیکھنے لگا۔
گویرچرڈ نے کھڑکی کی راہ سے باہر دیکھا۔ سامنے زیر تعمیر مکان کے پاس ایک

مزدور بہت سی اینٹیں اٹھائے پاڑ پر چڑھ رہا تھا۔ بظاہر یہ سادہ کام اس نامی سراغرساں کے لئے بہت دلچسپ تھا۔ کیونکہ وہ اس شخص کی طرف نظر غور سے دیکھ کر مسکرایا۔
حاضرین میں صرف انسپکٹر پولیس آتشدان کے متعلق اپنے سہو کی وجہ سے افسردہ نظر آتا تھا۔

اتنے میں ایم فارمری نے کہا: جب تک یہ عورت بیدار نہ ہو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہو سکتی۔ جب یہ ہوش میں آئے تو میں اس سے کئی ایک سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس اثناء میں بہتر ہو کہ اسے خوابگاہ میں پہنچا دیا جائے۔ تاکہ تھوڑی دیر اور آرام کرنے سے کلوروفارم کا اثر زائل ہو جائے۔"
گویر چرڈ نے دفعتاً پیچھے مڑ کر دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔ غالباً آپ اسے اس کے کمرہ میں نہیں بھیجنا چاہتے؟"
"نہیں اس کے کمرہ میں نہیں۔" ایم فارمری نے تسلیم کیا۔
"میری رائے میں ایک شخص کو اس کمرہ کے دروازہ پر بھی متعین کر دیا جائے جہاں اس کو لٹانا منظور ہے۔"

"کیوں نہیں۔ یہ بے شک ضروری ہے۔" ایم فارمری نے جلدی سے کہا "انسپکٹر یہ فرض تمہارے ذمہ ہے۔ جاؤ اسے یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ۔"
انسپکٹر نے دو سپاہیوں کو آواز دی اور ان کی مدد سے بونا دنٹ کے ساتھ مل کر بے ہوش عورت کو توشک سمیت اٹھا لیا۔

"اب ہمیں اس معاملہ کو نئے رنگ میں دیکھتے ہوئے نتیجہ اخذ کرنا چاہئے۔" ایم فارمری نے کہا۔ اور وہ اپنے بازوؤں کو سینہ پر لپیٹ کر گہری سوچ میں پڑ گیا۔
ڈیوک اور گویر چرڈ چپ چاپ اس کی طرف دیکھا کئے۔

باب - ۱۱

ایم گویرنے مارٹن کی آمد

وکٹائر کو باہر سے جاتے وقت انسپکٹر پولیس نے کمرہ نشست کا دروازہ کھلا ہی رہنے دیا تھا۔ گویر جیڈ تھوڑی دیر ایم فارمری کی طرف جو گہری فکر میں تھا غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اسی دروازہ کی راہ سے رخصت ہوا۔ اس کے چلے جانے پر ڈیوک نے کوٹ کی جیب کو ہاتھ لگایا اور آہستہ سے یہ کہہ کر۔ "معلوم نہیں سگریٹ کہاں رکھ دیئے!" باہر نکل گیا۔

گویر جیڈ زینہ پر تھا کہ ڈیوک نے اس کے پاس جا کر کہا: "ایم گویر جیڈ اعتراض نہ ہو تو میں بھی آپ کے پاس چلوں۔ سارا معاملہ میرے لئے غیر معمولی دلچسپی رکھتا ہے۔ میں نے ایم فارمری کو تحقیقات کرتے دیکھ لیا ہے اب آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"شوق سے تشریف لائیے" ایم گویر جیڈ نے کہا۔ "خود مجھے آپ سے کئی ایک باتیں کرنی ہیں۔ وہ ایم فارمری کے سامنے بھی ہو سکتی تھیں۔ لیکن....." وہ فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر چپ ہو گیا۔

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایم فارمری کے خیالات میں مخل ہونا درست نہ تھا کیوں؟" اور جس وقت ڈیوک نے یہ الفاظ کہے تو اس کے نازک لبوں پر ہلکا

طنز آمیز تبسم نمودار ہوا۔

گویر چرڈ نے ڈیوک کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا: "ہاں میرا بھی خیال تھا۔"

دونوں مکان کے مختلف حصوں سے گذر کر عقبی دروازہ کی راہ سے باغ میں چلے گئے مکان سے ۳ گز کے قریب جاکر گویر چرڈ ٹھہر گیا اور اس نے ڈیوک سے کئی ایک سوالات پوچھے۔ اس نے کیرولائے اور اس کے بیٹوں کی صورت اور طرزِ عمل کی نسبت دریافت کیا۔ بالخصوص برنارڈ کے گلو بند چرانے کی کوشش اور موٹر گاڑیوں کے سرقہ کی نسبت اس نے کئی باتیں پوچھی۔

"بارہا میرے دل میں خیال آتا ہے"، آخر کار ڈیوک نے کہا، "کہ ممکن ہے آرسین لوپن ہی ایم کیرولائے کی صورت میں آیا ہو۔"

"یہ ممکن ہے"، گویر چرڈ نے تسلیم کیا۔ لوپن کو بھیس بدلنا خوب آتا ہے۔ میرے دوست گینمارڈ[1] کی تین بار اس سے مختلف موقعوں پر مختلف صورتوں میں ملاقات ہوئی۔ مگر تینوں موقعوں پر اس شخص کی ظاہری صورت میں اتنا اختلاف تھا کہ گینمارڈ جیسا مبصر بھی اسے پہچان نہ سکا۔ زیادہ سے زیادہ اتنا معلوم کر سکا کہ میں نے اس شخص کو پہلے کہیں دیکھا ہے۔ مگر کب اور کس حالت میں اس کا حال اسے قطعاً معلوم نہ ہوا۔ ان تین موقعوں کے علاوہ معلوم نہیں کتنی مرتبہ وہ بے خبری میں اس سے ملا۔ اس شخص آرسین لوپن کے فوٹو بھی تو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ گینمارڈ کا بیان ہے کہ لوپن ایک بہت بڑا ایکٹر ہے۔ اور کسی ایکٹر کی سب سے بڑی خوبی اس کے بھیس بدلنے کی طاقت میں پائی جاتی ہے۔ آرسین لوپن کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ

---

[1] اس شخص کی جاسوسی قابلیت کا حال دیکھنا ہو تو ناول "شریف بدمعاش" ہر دو حصہ قیمت ایک روپیہ چھ آنے اور "چلتا پرزہ" قیمت ۸ آنے طلب کیجئے

عارضی طور پر جس آدمی کی شخصیت اختیار کرے بالکل وہی بن جاتا ہے۔ اس کے خیالات و احساسات بھی ویسے ہوتے ہیں۔ آپ میرا مطلب سمجھے ؟'

"ہاں سمجھا" ڈیوک نے جواب دیا۔ "مگر اس لوپن کی ہستی واقعی عجیب و حیرت خیز ہو گی کہ وہ ایسے سراغرسانوں سے مل کر بھی محفوظ رہتا ہے۔ پھر اس طرح گویا اپنے دل سے کہہ رہا ہو۔ اس نے کہا۔" میرا خیال ہے اس کے لئے آپ کے اور گنیمارڈ ایسے شخصوں سے ملنا خطرناک ہے۔"

شاید آپ کو معلوم نہیں کہ لوپن انتہا درجہ بے خوف بھی ہے اگر وہ کسی کام کے لئے آمادہ ہو جائے تو پھر اس میں کتنے بھی خطرات کا سامنا ہو۔ وہ ان کی پروا نہیں کرتا۔ وہ عجیب خیالات کا آدمی ہے۔ فن مذاق میں اسے خاص ملکہ حاصل ہے۔ اور وہ اس کے ہر سہ اصناف یعنی خوفناک طنزیہ اور لطیف پر کامل عبور رکھتا ہے۔ حیرت ہے ایسے شخص کی گذر کس طرح ہو سکتی ہے۔"

"گذر!" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا۔ "میرا تو خیال ہے کہ ایسی ہستیاں زندگی کو روشن بنانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض لوگ خصوصاً طبقہ اوسط کے آدمی ایسے شخصوں کو پسند نہیں کرتے۔"

'ہاں ہاں اپنی جگہ پر یہ لوگ واقعی اچھے ہیں۔ مگر ان سے نباہ کرنا واقعی دشوار ہے۔" گوبرجرڈ نے جلدی سے کہا۔

اس کے بعد اس نے ڈیوک سے ایم گورنے مارٹن کے خانگی حالات زندگی کی نسبت کئی ایک سوالات پوچھے۔ اس نے بیان کیا کہ آرسین لوپن کے پاس نائبوں کی اتنی بڑی جماعت ہے جو کبھی کسی چور کو حاصل نہیں ہوئی اور عجب نہیں اس کے آدمیوں میں سے ایک یا زیادہ اس واردات میں شریک ہوں۔ علاوہ بریں معاملہ چونکہ نہایت اہم ہے۔ اس لئے لوپن خود بھی دو تین رنگوں میں اس میں حصہ لے رہا ہو گا۔"

میں نہیں کہتا آپ کا اندازہ صحیح نہیں۔ مگر جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی یہ ہے کہ اگر آرسین لوپن نے ہی کیرولائے کی صورت اختیار کی تھی تو وہ ایم گورنے مارٹن کے عملہ میں کیونکر شریک ہوا؟"

لیکن میں نے اب تک اسے تسلیم نہیں کیا کہ ایم کیرولائے حقیقت میں آرسین لوپن تھا" گوبرچرڈ نے جواب دیا۔" اور یہ بات خاص اہمیت رکھتی ہے مجموعی طور پر میرا خیال ہے کہ وہ خود ایم کیرولائے نہ تھا۔ موٹر گاڑیوں کی چوری ایک ایسا کام تھا جسے اس نے اپنے ماتحتوں میں سے کسی کے ذمہ رکھ دیا ہو گا۔ اسے یہ دردسری مول لینے کی ضرورت نہ تھی۔"

ڈیوک نے ایم گورنے مارٹن کے نوکروں کے متعلق سارے حالات جو اسے معلوم تھے۔ بیان کئے۔ سراغرسان گوبرچرڈ کی جرح نہایت پر لطف تھی۔ اور اس کے سوالات پر ڈیوک نے بہت سی ایسی باتیں بیان کیں جنھیں شاید عام حالات میں وہ یاد رکھنے کے قابل نہ سمجھتا۔

جس وقت یہ دونوں باغ میں کھڑے ہوئے گفتگو کر رہے تھے کسی غیر شخص کے لئے ان کی صورتوں کا مقابلہ نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہوتا۔ ایک طرف ڈیوک تھا کہ اس کی ہر ادا سے خاندانی امارت کا اظہار ہوتا تھا۔ اس کا طنز آمیز چہرہ بدلتے ہوئے خدوخال۔ صاف لہجہ۔ نرم آواز۔ تیکھی نگاہ اور خرام وقار جس سے فن شمشیر زنی میں اس کی مہارت عظیم کا اظہار ہوتا تھا۔ سب باتیں اس سہل رو سراغرساں سے مختلف تھیں جس کی آواز گلوگیر۔ لہجہ عامیانہ۔ خدوخال بھدے اور اظہار جذبات کے طریقے سراسر غیر موزوں تھے۔ دونوں کا مقابلہ شاہین دوراج یا سپاہی اور مزدور کے مقابلہ کی صورت رکھتا تھا۔ مشابہت اگر کچھ تھی تو صرف آنکھوں میں کیونکہ دونوں کی نگاہ تیز تجسس آمیز اور ہر سرسری فعل کا عمیق مشاہدہ کرنے والی تھیں۔ ایک نہایت عجیب

مگر لطیف فرق دونوں میں یہ تھا کہ گوڈیوک نے اپنی عمر کا بڑا حصہ کاہلی اور عیش و آرام میں بسر کیا تھا اور اس کی معدنیلیتوں میں سب سے قابل ذکر محض قطب جنوب کی سیاحت تھی۔ تاہم غور سے دیکھا جائے تو وہ اس سراغرساں کی نسبت جس کا وقت چوروں کے تعاقب اور جرائم کی پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کی دانش خیز کام میں صرف ہوتا تھا بہت ہوشیار۔ نکتہ رس اور مدبر نظر آتا تھا۔

جب گو یر جرڈ ہر قسم کے سوالات پوچھ چکا تو ڈیوک نے کہا "آپ کی گفتگو سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس شخص آرسین لوپن کو پکڑنا سخت ہی دشوار ہوگا اگر وہ حقیقت میں ایسی ہی صفات رکھتا ہے جو آپ نے بیان کئے ہیں تو اس کا اب تک گرفتاری سے محفوظ رہنا واقعی حیرت خیز نہیں"

"مگر نہیں وہ گرفتار بھی ہو چکا ہے" گو یر جرڈ نے جلدی سے کہا "دو بار گنیمارڈ نے اُسے پکڑا اور ایک مرتبہ تو جیل میں بھی پہنچا دیا۔ مگر لوپن ایک اور شخص بن کر۔۔ عدالت سے بری ہو گیا۔"

"سچ! تب یہ شخص واقعی صاحب کمال ہے" ڈیوک نے اندازِ توصیف سے کہا "اچھا پھر اس نیلگوں ہیرے کے معاملہ میں۔ اس وقت بھی اسے گنیمارڈ نے گرفتار کر لیا تھا۔ دراصل لوپن میں ایک کمزوری ہے۔ یہ کہ کسی پیکر آتشیں کا جلوہ بے پناہ اس کے دماغ کو بہت جلد مختل کر دیتا ہے۔ صنف لطیف کی نسبت یہ کمزوری کچھ اسی سے مخصوص نہیں۔ اکثر نامی مجرموں کا یہ حال دیکھا گیا ہے۔ بس تو اس نیلگوں ہیرے کے معاملہ میں گنیمارڈ اور شرلک ہومز نے اسے اس عشق کی مدد سے جو اس کو ایک عورت ...... سنہری بالوں والی عورت سے تھا گرفتار کر لیا۔"

---

[۱] اس واقعہ کا مفصل ناول "خونی ہیرا" میں دیکھئے۔ قیمت عہ

[۲] اس نامی انگریز سراغرساں کے کمالات کا حال دیکھنا ہو تو کتب ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ خونی ہیرا عہ۔ خونابہ عشق عہ۔ کارنامجات شرلک ہومز عہ۔

"جو ایک سراسر ناپاک ذریعہ تھا،" ڈیوک نے کہا۔

"ناپاک!" گویرجرڈ نے اندازِ حیرت سے کہا۔ "تعجب ہے کہ آپ کسی ذریعہ کو جو اس بدمعاش کی گرفتاری کے لئے اختیار کیا جائے ناپاک سمجھتے ہیں۔"

"خیر نہ سہی۔۔۔۔ پھر بھی۔۔۔۔" ڈیوک نے کہنا شروع کیا، مگر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

گویرجرڈ کا اندازِ حیرت رفع ہو گیا۔ سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا: "بس تو اس معاملہ میں شہر ایک ہومنر نیلگوں سہرا حاصل کرنے اور کنیز رڈولین کی گرفتاری میں کامیاب ہو گیا۔ دس منٹ تک وہ اس کی حراست میں رہا بھی۔ مگر۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد بچ کر نکل گیا۔"

"نکل گیا؟" ڈیوک نے کہا۔ "اور اس سنہری بالوں والی عورت کا کیا ہوا؟"

"اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے وہ مر گئی" کچھ ذرا رک کر۔ "ہاں مجھے یقین ہے وہ مر گئی تھی۔"

"کسی عورت کے لئے لوپن ایسے شخص سے عشق کرنا واقعی خطرناک ہوگا۔" ڈیوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ہر وقت کی فکر و تشویش۔۔۔۔۔"

"یہ صحیح ہے۔" گویرجرڈ نے تسلیم کیا۔ "مگر اس کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان عورتوں کی تعداد کچھ کم نہیں جنھیں لوپن سے عشق ہے۔ بیسیوں امیرزادیاں اور دولت مند امیر عورتوں نے مجھ سے ہزار ہا فرینک انعام کا وعدہ کر کے۔۔۔ درخواست کی ہے کہ میں کسی طرح انھیں اس سے ملا دوں۔"

"آپ کا بیان عجیب ہے۔ لیکن میرے لئے حیرت خیز نہیں۔" ڈیوک نے طنز آمیز تبسم پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ میں خوب جانتا ہوں۔ جب عورت کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس کی ذات و خصائص کی ذرا پرواہ نہیں کرتی۔ ہاں مگر آپ نے یہ انعام حاصل کیا؟"

مگر لطیف فرق دونوں میں یہ تھا کہ گوڈیوک نے اپنی عمر کا بڑا حصہ کاہلی اور عیش و آرام میں بسر کیا تھا اور اس کی مصروفیتوں میں سب سے قابل ذکر محض قطب جنوب کی سیاحت تھی۔ تاہم غور سے دیکھا جائے تو وہ اس سراغرسان کی نسبت جس کا وقت چوروں کے تعاقب اور جرائم کی پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کی دانش خیز کام میں صرف ہوتا تھا بہت ہوشیار۔ نکتہ رس اور مدبر نظر آتا تھا۔

جب گویرچرڈ ہر قسم کے سوالات پوچھ چکا تو ڈیوک نے کہا "آپ کی گفتگو سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس شخص آرسین لوپن کو پکڑنا سخت ہی دشوار ہوگا اگر وہ حقیقت میں ایسی ہی صفات رکھتا ہے جو آپ نے بیان کئے ہیں تو اس کا اب تک گرفتاری سے محفوظ رہنا واقعی حیرت خیز نہیں"

"مگر نہیں وہ گرفتار بھی ہو چکا ہے" گویرچرڈ نے جلدی سے کہا "دو بار گینیارڈ نے اُسے پکڑا اور ایک مرتبہ تو جیل میں بھی پہنچا دیا۔ مگر لوپن ایک اور شخص بن کر۔۔ عدالت سے بری ہو گیا۔"

"سچ! تب یہ شخص واقعی صاحب کمال ہے" ڈیوک نے انداز توصیف سے کہا "اچھا پھر اس نیلگوں ہیرے[1] کے معاملہ میں۔ اس وقت بھی اسے گینیارڈ نے گرفتار کر لیا تھا۔ دراصل لوپن میں ایک کمزوری ہے۔ یہ کہ کسی پیکر آتشیں کا جلوہ بے پناہ اس کے دماغ کو بہت جلد مختل کر دیتا ہے۔ صنف لطیف کی نسبت یہ کمزوری کچھ اسی سے مخصوص نہیں۔ اکثر نامی مجرموں کا یہ حال دیکھا گیا ہے۔ بس تو اس نیلگوں ہیرے کے معاملہ میں گینیارڈ اور شرلک ہومز[2] نے اسے اس عشق کی مدد سے جو اس کو ایک عورت ...... سنہری بالوں والی عورت سے تھا گرفتار کر لیا۔"

---

[1] اس واقعہ کا مفصل ناول "خونی ہیرا" میں دیکھئے۔ قیمت عہ

[2] اس نامی انگریز سراغرسان کے کمالات کا حال دیکھنا ہو تو کتب ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ خونی ہیرا عہ۔ خونناب عشق عہ۔ کارنامجات شرلک ہومز عہ۔

"جو ایک سراسر ناپاک ذریعہ تھا،" ڈیوک نے کہا۔
"ناپاک!" گویرچرڈ نے انداز حیرت سے کہا۔ "تعجب ہے کہ آپ کسی ذریعہ کو جو اس بدمعاش کی گرفتاری کے لئے اختیار کیا جائے ناپاک سمجھتے ہیں"
"خیر نہ سہی..... پھر بھی....." ڈیوک نے کہنا شروع کیا مگر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔
گویرچرڈ کا انداز حیرت رفع ہو گیا سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا: "بس تو اس معاملہ میں شریک ہو مسز نیلگوں ہیرا حاصل کرنے اور گنیبارڈ لوپن کی گرفتاری میں کامیاب ہو گیا۔ دس منٹ تک وہ اس کی حراست میں رہا بھی۔ مگر....... اس کے بعد بچ کر نکل گیا۔"
"نکل گیا؟" ڈیوک نے کہا۔ "اور اس سنہری بالوں والی عورت کا کیا ہوا؟"
"اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے وہ مرگئی" پھر ذرا رک کر "ہاں مجھے یقین ہے وہ مرگئی تھی۔"
"کسی عورت کے لئے لوپن ایسے شخص سے عشق کرنا واقعی خطرناک ہوگا۔" ڈیوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ہر وقت کی فکر و تشویش....."
"یہ صحیح ہے۔" گویرچرڈ نے تسلیم کیا۔ "مگر اس کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان عورتوں کی تعداد کچھ کم نہیں جنھیں لوپن سے عشق ہے۔ بیسیوں امیرزادیاں اور دولت مند امریکن عورتوں نے مجھ سے ہزار ہا فرینک انعام کا وعدہ کرکے... درخواست کی ہے کہ میں کسی طرح انھیں اس سے ملا دوں۔"
"آپ کا بیان عجیب ہے۔ لیکن میرے لئے حیرت خیز نہیں۔" ڈیوک نے طنز آمیز تبسم پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ میں خوب جانتا ہوں۔ جب عورت کو کسی سے عشق ہو جائے تو پھر وہ اس کی ذات و خصایص کی ذرا پروا نہیں کرتی۔ ہاں مگر آپ نے یہ انعام حاصل کیا؟"

"نہیں۔ اور میں کس طرح حاصل کر سکتا تھا! اگر خوبی قسمت سے مجھے گینمارڈ کی طرح لوپن کسی عشوہ گر حسینہ کے دام گیسو میں الجھا ہوا مل جائے تو......" اور یہ کہتے ہوئے گویر چرڈ نے بڑے زور سے دانتوں کو دبایا۔

"تو پھر وہ کبھی آپ کے چنگل سے نہ نکلے۔ کیوں؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"وہ میری گرفت سے نکل جائے یہ محال اور غیر ممکن ہے۔" گویر چرڈ نے زور دار اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "مگر آئیے باتوں میں وقت گزرا جاتا ہے۔"

وہ گھاس پر چلتا ہوا چوبی زینہ کے زیریں حصہ تک گیا۔ اور اس کے پاس قدموں کے نشانات دیکھنے لگا۔ ایکنس سرسری نظر سے دیکھ کر وہ ایک روش پر چلتا ہوا باغ کی دیوار سے نکل کر اس مقام پر پہنچا۔ جہاں نیا مکان زیر تعمیر تھا۔ اور اس کے بعد مکان کے اندر سے ہو کر پرلی سڑک پر جا پہنچا۔ اس سڑک کو دونوں جانب دیکھ کر وہ پیچھے مڑا۔

"بس جو کچھ مجھے دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ اب آئیے واپس چلیں۔" اس نے ڈیوک سے کہا۔

"وہ چیز جس کی آپ کو تلاش تھی مل گئی؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"جی ہاں مل گئی"

"خوب! اسی کا نام کامیابی ہے۔"

دونوں مکان پر واپس ہوئے تو ایم فارمری بدستور کمرہ نشست میں بیٹھا نئے امور تنقیح پر غور کر رہا تھا۔

ایکنس آتے دیکھ کر وہ کہنے لگا: "اب جو کام ہمیں سب سے پہلے کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ ان شخصوں کو تلاش کریں جنھوں نے چوروں کو مال غنیمت لیکر رخصت ہوتے دیکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اتنا بھاری سامان کسی بہت بڑی گاڑی پر رکھ کر ہی لے گئے ہونگے

اور اس گاڑی کو کسی نے دیکھا ہوگا۔ کیونکہ رات کے وقت کسی گاڑی کا ایک زیر تعمیر مکان کے پاس ٹھہرنا واقعی عجیب تھا۔ میرا خیال ہے ضرور کسی نے چوروں کو اس میں سامان لادتے دیکھا ہوگا۔ بہتر ہو کہ یونہ ونٹ سٹرک کے دورویہ مکانات کے رہنے والوں سے اس بارہ میں استصواب کرے۔ مگر ہاں اس سٹرک کا نام کیا ہے ؟"

"سوروسٹریٹ" گوبر چرڈ نے جواب دیا " مگر ڈیوزی ایک گھنٹہ سے ان نواحات میں اس شخص کو تلاش کرتا پھر رہا ہے جس نے چوروں کو گاڑی میں سامان لادتے یا گاڑی کو لدا ہوا دیکھا ہو۔"

"خوب خوب" ایم فارمری نے خوش ہو کر کہا " اب ہم کامیاب ہو جائیں گے۔"
گوبر چرڈ اور ڈیوک بیٹھ گئے اور دونوں نے سگرٹ جلا لئے۔

"میرا خیال ہے آپ کو بہت سے نشانات نظر آئے ہوں گے" ایم فارمری نے کھڑکی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں کئی ایک"

"لوپن کے؟" ایم فارمری نے انداز حقارت سے پوچھا۔

"نہیں لوپن کے نہیں۔"

ایم فارمری کے چہرہ پر رونق آگئی۔ کہنے لگا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا۔ اس معاملہ میں لوپن کا ہاتھ نہیں ہے۔ اچھا ہوا کہ آپ نے اپنے سابقہ خیالات کو بدل لیا"

"مگر نہیں میں نے اپنے خیالات کو اب تک نہیں بدلا" گوبر چرڈ نے معمولی گلوگیر آواز سے کہا

اس وقت صدر دروازہ پر دستک ہوئی اور باہر سطحی زینہ پر جوش آمیز گفتگو کی آوازیں سنائی دیں۔ دروازہ کھلا اور ایم گورے مارٹن تیز چلتا ہوا داخل ہوا۔ اس نے کمرۂ نشست

کی برہنہ دیواروں پر ایک نظر ڈالی پھر مٹھیاں کس کر دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور جوش کی حالت میں کہنے لگا: "پاجی! حرامزادے....." وہ کچھ اور بھی کہتا مگر فرط غضب سے آواز رک گئی اور لڑکھڑا کر ایک کوچ پر بیٹھ گیا۔ پھر کمرہ کی تباہ حالی دیکھ کر رونے لگا۔

اتنے میں جرین اور سونیا بھی اندر آگئیں۔ ڈیوک ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھا۔

"ابا جی! رونا دھونا موقوف کیجئے۔ آپ کی آواز پہلے ہی بھاری ہو رہی ہے" جرینا نے بے صبری سے کہا۔ پھر ڈیوک کی طرف تیکھی نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی "جیکس اس ٹرین کے متعلق تم نے جو مذاق کیا میں اسے شرمناک سمجھتی ہوں۔ آخر ٹھٹھولی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ دوسرے کو مغالطہ دے کر برستے پانی میں سٹیشن پر بھیجنا اور حیران کرنا....."

"بخدا میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہی ہو" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا "تو کیا آپ لوگوں کو سٹیشن پر ٹرین نہیں ملی؟"

"ملتی کیسے؟ پونے نو بجے کوئی ٹرین چلتی ہی نہ تھی" جرینا نے بدستور غصہ کے لہجہ میں کہا "ٹائم ٹیبل کئی سال پہلے کا تھا۔ میں کہہ سکتی ہوں کہ ایسا بیہودہ مذاق آج تک کسی نے نہ کیا ہوگا"

"معاف کیجئے میں نے مذاق کیا ہی نہیں" ڈیوک نے کہا "کم از کم میں ایسی حرکت کو مذاق نہیں سمجھتا۔ غلطی یہ ہوئی کہ میں نے جلدی میں ٹائم ٹیبل کی تاریخ نہیں دیکھی دراز میں میرے سگرٹوں کی ڈبیہ پڑی تھی اسے نکالتے میں ٹائم ٹیبل بھی نظر آگیا۔ جو معلوم نہیں کب کا وہاں رکھا ہوا تھا۔ اس سہو کے لئے مجھے سخت ندامت ہے کہ میں نے اس کی تاریخ نہیں دیکھی۔"

"میں پہلے ہی کہتی تھی ان سے بھول ہوئی ہے" سونیا نے کہا "ورنہ غیر ممکن

ہے کہ آپ ارادہ سے ایسی بات کہتے۔"

ڈیوک اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"خیر اب اس سے زیادہ میں کیا کہوں کہ تم نے سخت حماقت کی۔ کہ تاریخ نہ دیکھی اور ہمیں ناحق پریشان کیا۔" جرمین نے غصہ کو فرو کرتے ہوئے کہا۔

ایم گور نے مارٹن جواب تک تصویر حسرت بنا بیٹھا تھا۔ اب اپنی جگہ سے اٹھا اور جگر دوز لہجہ میں کہنے لگا "ہائے میری تصویریں! ہائے وہ نایاب تصویریں جن پر میں نے اتنی دولت صرف کی تھی۔۔۔۔۔۔ اور قیمتی المایاں جن کا ثانی مل نہیں سکتا۔ کم از کم ڈیڑھ لاکھ فرینک کی تو وہی تھیں۔"

ایم فارمری نے آگے بڑھ کر انداز وقار سے کہا "ایم گورنے مارٹن مجھے آپ کی مصیبت میں دلی ہمدردی ہے۔ میں ایم فارمری مجسٹریٹ ہوں۔"

"ایم فارمری یہ مصیبت نہیں سانحہ ہے۔ سانحہ!" لکھ پتی نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

"بے شک آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر اس قدر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔"

ایم فارمری نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا۔ "مجھے یقین ہے ہم آپ کے نادرات کی بحالی میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ صرف تھوڑی سی مہلت دیجئے۔"

ان الفاظ سے لکھ پتی کے چہرہ پر رونق آ گئی۔

"اس کے علاوہ آپ کے لئے ذریعہ اطمینان اور بھی ہے۔" ایم فارمری نے کہا "اور وہ یہ کہ چور آپ کی سب سے قیمتی چیز پرنسس ڈانیمبل کا تاج چرا لے جانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔"

ہاں معلوم ہوتا ہے انھوں نے تجوری کو نہیں چھیڑا۔" ڈیوک نے کہا "مگر اس تجوری میں کیا رکھا ہے وہ تو بالکل خالی ہے۔" لکھ پتی نے بدستور

کراہتے ہوئے کہا۔

"خالی!....پھر وہ تاج.....؟" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔

"افسوس! افسوس۔ ظالم کیا اسے بھی چرا لے گئے؟" لکھ پتی نے دردناک لہجہ میں کہا۔

"یہ غیر ممکن ہے کہ وہ اسے لے گئے ہوں۔ جب انھوں نے تجوری کو چھیڑا تک نہیں....." ڈیوک نے کہا۔

"ارے میں کہتا ہوں وہ تاج اس تجوری میں نہیں تھا۔" لکھ پتی نے کہا۔ "وہ تو.....کم بختوں نے میری خواب گاہ کو بھی چھوڑا یا نہیں؟"

"نہیں اسے بالکل نہیں چھیڑا گیا۔" ایم فارمری نے کہا۔

معلوم ہوتا ہے انھوں نے ان دو کمروں کے سوا کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔" ڈیوک نے بیان کیا۔

"بس تو پھر وہ تاج محفوظ ہے۔" لکھ پتی نے قدرے اطمینان سے کہا۔

"میری خواب گاہ کی تجوری کو صرف دو کنجیاں لگتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے" اور اس نے واسکٹ کی جیب سے ایک کنجی نکال کر پیش کی۔ "دوسری اس تجوری میں بند ہے۔"

ایم فارمری کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اسے اتنی خوشی ہوئی، جانے اس نے اپنی کوشش سے تاج بچایا تھا۔ فاتحانہ انداز سے کہنے لگا۔ "دیکھا!"

دیکھا۔ ارے کیا خاک دھول دیکھا!" لکھ پتی نے دفعتاً پھر جوش میں بھر کر کہا۔

"ظالم میری سب چیزیں لوٹ کر لے گئے۔ ہائے میری تصویریں! ارے وہ نایاب تصویریں۔ جن پر میں نے اتنی دولت صرف کی تھی.......!"

باب ۔ ۱۲

گلوبند کی چوری

سب آدمی ایم گورنے مارٹن کے گرد حلقہ زن ہوکر اس کی دردناک اذیت کو جداگانہ مدارج ہمدردی سے دیکھ رہے تھے۔ بالآخر سونیا بظاہر اس المناک نظارہ کی تاب نہ لاکر چپکے سے باہر چلی گئی۔

لکھ پتی کا قلق و اضطراب ناقابل بیان تھا۔ وہ کبھی اپنے نقصان عظیم پر سر دھنتا اور کبھی سخت جوش کی حالت میں چوروں کو گالیاں دینے لگتا تھا۔

دفعتاً اس کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا اور وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔ "ارے مصیبت پر مصیبت! وہ آٹھ سو پونڈ بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ جو کہ دِلائے سے موٹر کے ملنے تھے۔ ثابت ہوگیا وہ پکا خریدار نہ تھا۔

ڈیوک کے ہونٹ کسی قدر اور آنکھیں معمولی سے زیادہ کھل گئیں۔ پیچھے مڑ کر وہ دوسرے کمرہ میں چلا گیا اور وہاں خوب دل کھول کر ہنسا۔

اس اثنا میں ایم فارمری برابر لکھ پتی سے کہہ رہا تھا "صبر کیجئے۔ ایم گور نہایت صبر کیجئے۔ آپ کی تصویریں ضرور مل جائیں گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ضرور انھیں آپ کو واپس دلاؤں گا۔ مگر سب کام آہستہ آہستہ ہوگا۔ ذرا صبر کیجئے اور اپنے سکون میں فرق نہ آنے دیجئے۔"

بارے ایم فارمری کی تسلیوں سے لکھ پتی نے بدقت سکون حاصل کیا۔

"گوپرچرڈ؟" اس نے آس پاس دیکھتے ہوئے کہا۔ "گوپرچرڈ کہاں ہے؟"

ایم فارمری نے گوپرچرڈ کو پیش کیا۔

"کہیے آپ کو کچھ سراغ ملا؟ کوئی علامت یا کوئی نشان؟ ......" لکھ پتی نے حالت اضطراب میں سراسیمگی سے پوچھا۔

"میری رائے میں اب ہمیں تحقیقات کا معمولی سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔" ایم فارمری نے موثر لہجہ میں کہا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ایم گورنے مارٹن کے یکایک اس سے ہٹ کر گوپرچرڈ کی طرف متوجہ ہونے سے ایم فارمری کو بہت رنج ہوا۔ مگر جس طرح بھی ممکن تھا ضبط سے کام لے کر وہ نوشت کی میز کے پاس گیا اور کاغذ کے چند تختے سامنے رکھ کر سوالات کے جواب لکھنے کو آمادہ ہو گیا۔ اس اثنا میں ڈیوک کمرہ میں واپس آ گیا تھا۔ انسپکٹر کو بھی وہیں طلب کر لیا گیا۔ ایم گورنے مارٹن نے ایک کوچ پر بیٹھ کر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لئے اور افسردہ نظروں سے ایم فارمری کی طرف دیکھنا شروع کیا جہاں اب تک دروازہ کے پاس صوفہ پر بیٹھی اس وقت کا انتظار کر رہی تھی کہ باپ کا غم و غصہ کم ہو۔ اب وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر میز کے پاس ایک کرسی پر جا بیٹھی۔ گوپرچرڈ تھوڑی دیر تک بے چینی سے ۔ گربہ کی طرح کی آواز پیدا کئے بغیر کمرہ میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر کار وہ مس ایم فارمری کے پس پشت دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

ایم فارمری نے بڑی تفصیل کے ساتھ ضابطہ کی کاروائی شروع کی جو سوالات اس سے پیشتر ڈیوک سے پوچھے تھے۔ وہی اب پھر لکھ پتی اور اس کی بیٹی سے دریافت کرنے شروع کئے۔ اس نے پھر والے کا حلیہ۔ موٹروں کی چوری اور گلو بند کے اقدام سرقہ کی نسبت بھی کئی ایک باتیں پوچھیں خانگی ملازموں اور ان کے چال چلن کی نسبت

بھی کئی سوالات دریافت کیئے مگر کوئی نئی بات معلوم نہ کر سکا۔

فلارک رک کراس نے سرسری طور پر محض ضابطہ پورا کرنے کی غرض سے کہا۔

"ایم گورنے مارٹن آپ کے ہاں اس سے پہلے بھی چوری کی کوئی واردات ہوئی ہے؟"

"جی ہاں تین سال پہلے خبیث لوپن نے .....،" لکھ پتی نے جوش کی حالت میں کہنا شروع کیا۔ مگر ایم فارمری نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔" اس واردات کا حال مجھے معلوم ہے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد بھی کوئی چیز گم ہوئی یا نہیں؟"

"نہیں اس کے بعد میری کوئی چیز گم نہیں ہوئی البتہ جرمین کی گم ہوئی ہیں۔"

"جرمین یعنی آپ کی دختر کی؟" مجسٹریٹ نے پوچھا۔

"ہاں پچھلے تین سال میں دو تین بار اس کی چیزیں گم ہوئی ہیں۔"

"اوہ! اوہ!" ایم فارمری نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔" مگر ایم گورنے مارٹن آپ کو لازم تھا اس کا حال پہلے بیان کرتے۔ یہ معاملہ واقعی دلچسپ اور خاص اہمیت رکھتا ہے غالباً آپ کا شبہہ دکتا ئر پہ ہے؟"

"بالکل نہیں" جرمین نے جلدی سے کہا۔ دکتا ئر کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتی علاوہ بریں وہ اس پیرس والے مکان میں رہتی ہے اور چوری کی وارداتیں ایوان چارم ریس میں ہوئی تھیں۔"

ایم فارمری کے سر پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ فلارک کراس نے خجالت چھپانے کے لئے کاغذات کو دیکھنا شروع کیا۔ پھر کہنے لگا۔" بہت اچھا اس سے میرے قیاس کی تصدیق ہوتی ہے۔"

"کون سے قیاس کی؟" ایم گورنے مارٹن نے پوچھا۔

"میں پھر عرض کروں گا؟" ایم فارمری نے جلدی سے کہا اور اس کے بعد جرمین کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔" میڈموازل آپ کا بیان ہے یہ وارداتیں گذشتہ تین سال

سے ہو رہی ہیں ؟ "

" ہاں میرا خیال ہے کہ ان کا آغاز تین سال پیشتر ماہ اگست میں ہوا تھا۔"

" اچھا تو ذرا ٹھہریے۔ تین سال پہلے اگست ہی کے مہینہ میں ایم گورنے مارٹن کے نام ایک تہدیدی خط موصول ہوا تھا اور اس کے سلسلہ میں بعض چیزیں چرائی گئی تھیں ؟" ایم فارمری نے کہا۔

" درست ہے " ایم گورنے مارٹن نے تسلیم کیا اور اس نے لگے ہاتھوں اظہار جوش کے لئے چوروں کو بھی دو چار صلواتیں سنا دیں۔ " بد ذات! حرامزادے!"

" تو کیا آپ بتا سکتے ہیں تین سال پیشتر انہی ایام میں کون کون آپ کی ملازمت میں داخل ہوا تھا ؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

اگر آپ ڈکٹا ٹر پر شک کر کے یہ سوال پوچھتے ہیں تو میں کہہ سکتی ہوں اسے ہماری ملازمت میں آئے زیادہ سے زیادہ صرف ایک سال گزرا ہے۔" جرمین نے جلدی سے کہا۔

" ایک سال!" ایم فارمری نے اشارہ سے اظہار پریشانی کرتے ہوئے کہا۔ پھر ذرا چپ رہ کر وہ کہنے لگا۔" ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے..... مگر ان ایام میں آپ کی کون سی چیز گم ہوئی تھی ؟"

موتیوں کا بنا ہوا ایک بروچ۔ بالکل اس گلوبند کی طرز کا جو ڈیوک نے کل مجھے دیا ہے۔" جرمین نے کہا۔

تکلیف نہ ہو تو میں اس گلوبند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔" ایم فارمری نے کہا۔

" بیشک آپ دیکھ سکتے ہیں " ڈیوک سے " جیکس تمہارے پاس ہے دکھا دو "

" میرے پاس ؟ بالکل نہیں " ڈیوک نے متعجب ہو کر کہا۔" وہ تو تمہارے پاس ہونا چاہیئے تھا۔"

" میرے پاس تو خالی کیس ہے " جرمین نے چونک کر کہا۔

خالی کیس ؟" ڈیوک نے زیادہ حیرت زدہ ہو کر کہا۔

" ہاں جس وقت ہم پہلی بار سٹیشن سے ناکام واپس ہوئے تو مجھے دفعتاً گلوبند یاد آیا میں الماری کے پاس جا کر دیکھا وہاں خالی کیس پڑا ہوا تھا۔"

" ذرا ٹھہریئے " ایم فارمری نے اہمیت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ڈیوک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا " آپنے برنارڈ ڈیکرولائے کو یہی گلوبند اٹھاتے دیکھا تھا؟"

" ہاں یہی " ڈیوک نے جواب دیا " اس نے اسے جیب میں رکھ لیا تھا وہیں سے میں نے نکلوایا "

" تو بس معاملہ بالکل صاف ہے۔ اس کمبخت نے کیس اٹھاتے ہی گلوبند جیب میں رکھ لیا۔ اور آپ اس سے خالی کیس واپس لے سکے " ایم فارمری نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

" مگر نہیں۔ ایسا نہیں ہوا " ڈیوک نے باصرار کہا " ان شخصوں کے چلے جانے کے بہت دیر بعد جب میں الماری کے پاس کھڑا ہو کر سگریٹ پینے لگا تو میرے دل میں بھی آیا تھا کہ ایسا نہ ہو اس پاجی لڑکے نے اس طرح کی شرارت کی ہو۔ پس میں نے اطمینان کی غرض سے کیس کھول کر دیکھا۔ اسوقت گلوبند اس میں موجود تھا "

" جو کچھ بھی ہو " لکھ پتی نے مایوسانہ انداز سے کہا " اب اس میں شک نہیں کہ وہ بھی چوری گیا "

" نہیں نہیں گلوبند کس نے چرایا ہوگا " ڈیوک نے کہا " ارایا میڈموازل کرچیاٹ نے اسے احتیاطاً اپنے پاس رکھ لیا ہوگا۔"

" کم از کم سونیا کی نسبت میں کہہ سکتی ہوں کہ اس نے اپنے پاس نہیں رکھا " .. جرمین نے جلدی سے کہا " اسی نے تو یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید تم نے اسے جیب میں رکھ لیا ہے "

"تو پھر ارما کے پاس ہو گا۔" ڈیوک نے کہا۔

"بہتر ہو کہ ارما کو بلا کر اس معاملہ کی تصدیق کر لی جائے۔" ایم فارمری نے مشورہ دیا

"انسپکٹر تم جا کر خادمہ کو بلا لاؤ۔"

انسپکٹر کے چلے جانے پر ڈیوک نے جرمین اور اپنے خسر سے سفر کی نسبت مختلف سوالات پوچھنے شروع کئے۔ مثلاً یہ کہ رستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ اور اب تکان تو نہیں ہے؟ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ حسن اتفاق سے گاڑی میں سونے کے لئے کافی جگہ مل گئی تھی۔ جس سے رات کا سفر چنداں موجب زحمت ثابت نہیں ہوا۔

اس اثناء میں ایم فارمری اپنے کاغذات کو دیکھتا رہا۔ گویر چیڈ دیوار کے ساتھ لگا ہوا آنکھیں بند کئے کھڑا تھا۔

تھوڑی دیر میں انسپکٹر ارما کو ساتھ لے کر آ گیا۔ اس کی صورت سے خوف و ہراس اور معصومیت و مقابلہ کا وہ انداز خاص ظاہر تھا جسے اس طبقہ کے لوگ سرکاری افسروں کے سامنے اختیار کر لیا کرتے ہیں۔ اس کی موٹی آنکھیں بے چینی سے حرکت کر رہی تھیں

"اوہ! ارما....." جرمین نے کہنا شروع کیا۔

مگر ایم فارمری نے جلدی سے ٹوک دیا اور کہنے لگا "ٹھہریئے۔ ٹھہریئے۔ مجھے سوال پوچھنے دیجئے۔" پھر ارما کی طرف منہ کر کے "میڈموازل ارما ڈرنے کی بات نہیں میں صرف دو ایک سوال پوچھوں گا۔ بھلا وہ گلوبند جو کل ڈیوک آف چارم ریس نے تمہاری مالکہ کو دیا تھا۔ کیا تم اسے اپنے ساتھ یہاں لائی ہو؟"

"کون میں؟ بالکل نہیں جناب مجھے اس گلوبند کا کچھ بھی حال معلوم نہیں" ارما نے کہا۔

"قطعاً"

"جی میں نے اس گلوبند کو دیکھا تک نہیں کیا میڈموازل جرمین نے اسے الماری پر نہیں رکھا تھا

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

میں نے میڈموازل کرچیاف کی زبانی سنا تھا کہ وہ الماری پر رکھا ہوا ہے۔ میں نے جانا میڈموازل کرچیاف نے اسے اپنے دستی بیگ میں رکھ لیا ہوگا۔"

"اسے کیا ضرورت تھی؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔

"میڈموازل کے لئے یہاں لانے کو" ارما نے جواب دیا۔

"مگر تمہیں یہ خیال کس لئے پیدا ہوا؟" گوبرچرڈ نے یکایک اس گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"جناب بات یہ ہے کہ میڈموازل کرچیاف الماری کے پاس کھڑی تھی۔ میں نے قیاساً کہہ دیا۔ شاید اس نے گلوبند اپنی حفاظت میں رکھ لیا ہو۔"

"اچھا تو گلوبند الماری پر رکھا ہوا تھا؟" ایم فارمری نے دریافت کیا۔

"جی ہاں وہیں" ارما نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ کمرہ کی فضا دفعتاً کسی نامعلوم خطرہ سے پر محسوس ہونے لگی۔ گوبرچرڈ پوری طرح بیدار ہوگیا۔ ڈیوک اور جرمین بے چینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"اچھا تمہیں میڈموازل گورنے مارٹن کی ملازمت میں آئے کتنا عرصہ ہوا؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

"جناب چھ مہینے۔"

"بہت اچھا۔ اب تم جاؤ۔" ایم فارمری نے کہا۔ "تھوڑی دیر تک شاید میں پھر بلاؤں گا۔"

ارما اطمینان کی سانس لے کر کمرہ سے رخصت ہوئی

"ایم فارمری نے سامنے رکھے ہوئے کاغذات کے ایک تختہ پر چند حرف

لکھے پھر کہا: اب میں میڈموازل کرچناف سے سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔"
"مگر اس کی دیانت داری مسلمہ ہے۔ اس پر کسی طرح کا شک نہیں کیا جا سکتا۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔
"اس کی میں بھی تائید کرتی ہوں۔" جرین کہنے لگی۔
"آپ بتا سکتے ہیں۔ میڈموازل کرچناف کو آپ کے ہاں آئے کتنا عرصہ ہوا؟" گویر چرڈ نے جرین سے پوچھا۔
"ٹھہریئے میں سوچ لوں۔" اور یہ کہکر جرین نے پیشانی پر کئی بل ڈالے۔
"آپ کو یاد نہیں؟" ایم فارمری نے پوچھا۔
"میرا خیال ہے تین سال سے اوپر ہو گئے۔" آخر کار جرین نے کہا۔
اور یہ وہ زمانہ ہے جب آپ کے یہاں چوری کی وارداتیں شروع ہوئیں؟" ایم فارمری نے کہا۔
"ہا۔ ا۔ ں۔" جرین نے کسی قدر تامل کے بعد تسلیم کیا۔
"خیر تو میڈموازل کرچناف کو بلا لو۔ اسے بلانے میں کچھ ہرج نہیں۔" ایم فارمری نے انسپکٹر پولیس سے کہا۔
بہت اچھا،" انسپکٹر نے جواب دیا۔
ٹھہریئے میں اسے بلاتا ہوں مجھے معلوم ہے۔ وہ کہاں ہو گی۔" اور یہ کہہ کر ڈیوک دروازہ کی طرف چلا۔
"نہیں نہیں۔ آپ تکلیف نہ کریں۔" گویر چرڈ نے جلدی سے کہا: انسپکٹر اسے بلا لائے گا۔
ڈیوک نے پیچھے مڑ کر اس کی طرف انداز حیرت سے دیکھا۔
کہنے لگا: معاف کیجئے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔۔۔"

"آپ خفا نہ ہوں" گویر چیرڈ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "یہ طریق عمل بے قاعدہ ہے۔ ایم فارمری کو بھی مجھ سے اتفاق رائے ہوگا۔"

"بے شک بے شک۔" ایم فارمری نے تائید کی "جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ یہ کام ضابطے کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مگر میں سمجھتا ہوں یہ بہتری ہے۔ میں اپنے رہبر کے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ صحیح حالات معلوم کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔"

"خیر آپ جانیں۔" ریوٹ نے شانوں کو حرکت دے کر سرسری انداز سے کہا اور رک گیا۔

اتنے میں سپاہی نے واپس آ کر اطلاع دی۔ "میڈموازل کرچیناف ایک منٹ میں آجائے گی۔ جو باہر جا رہی تھی لیکن میں نے روک دیا۔"

"باہر!" ایم فارمری نے بہ انداز حیرت سے کہا۔ "تو کیا تمہارے آدمی کسی شخص کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دے رہے ہیں؟"

"جی نہیں۔۔۔" سپاہی نے کہا۔ "اب تک کوئی شخص باہر نہیں گیا۔ صرف میڈموازل کرچیناف اس کی اجازت طلب کر رہی تھی۔"

ایم فارمری نے انسپکٹر کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا۔ اور اس قدر آواز دبا کر کہ اس کے سوا کوئی اور نہ سننے پائے۔ کہا۔

"ذرا جاکر اس کے کپڑوں کی تلاشی لے لو۔"

"نہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔" گویر چیرڈ نے ویسی ہی دبی ہوئی آواز مگر زوردار لہجہ میں کہا۔

"ہاں ہاں بے شک اس کی کیا ضرورت ہے!" ایم فارمری نے بھی فوراً اپنے خیالات بدل کر کہہ دیا۔

اس وقت دروازہ کھلا اور سونیا اندر آئی۔ اس نے اب تک سفری لباس

پہنا۔ اور لمبا کوٹ ہاتھوں پر رکھا ہوا تھا۔ اندر آ کر اس نے چاروں طرف انداز حیرت سے جس میں خوف کا عنصر خفیف بھی شامل تھا دیکھا۔ اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ شبانہ سفر کی زحمت نے اس کے حسن لطیف پر کوئی اثر پیدا نہیں کیا۔ ڈیوک اس کی طرف تجسس آمیز حیرت اور استفہامی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس نازنین نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ اور فوراً آنکھیں جھکا لیں۔

"میڈموازل میرے پاس آؤ" ایم فارمری نے کہا "میں دو ایک سوالات پوچھنا چاہتا ہوں"

"اعتراض نہ ہو تو پہلے مجھ کو سوال کی اجازت دیجئے۔" گویرچیرڈ نے ایسے انکسار سے کہا کہ ایم فارمری انکار نہ کر سکا۔

پھر بھی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس نے دانت کٹکٹا کر کہا "خیر تم پوچھ لو"

"میڈموازل کرچیاف" گویرچیرڈ نے بڑے اخلاق سے کہنا شروع کیا "میرے دوست ایم فارمری ایک خاص معاملہ میں آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ گلوبند جو ڈیوک آف چارم ریس نے مکل میڈموازل گور نے مارٹی کو دیا تھا گم ہو گیا ہے۔"

گم؟ واقعی۔ سونیا نے حسرت بھرے لہجہ میں پوچھا

"ہاں واقعی۔" گویرچیرڈ نے جواب دیا "اور ہمیں وہ سارے حالات بھی معلوم ہو گئے ہیں۔ جن میں یہ چوری عمل میں لائی گئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہمیں اس کا یقین ہے کہ چور نے خود محفوظ رہنے کی غرض سے مسروقہ زیور کو کسی اور شخص کے بیگ یا ٹرنک میں چھپا دیا ہے....."

"خیر تو میرا بیگ خوابگاہ میں رکھا ہوا ہے" سونیا نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "کنجی لیجئے اور اپنا اطمینان کر لیجئے۔"

کلائی میں بندھے ہوئے بٹوہ سے کنجی نکالنے کے لئے اس نے کوٹ کو جو

بازو پر رکھا ہوا تھا۔ ایک صوفہ کی پشت پر رکھ دیا۔ مگر وہ سرک کر فرش زمین پر ڈیوک کے پاؤں میں گر پڑا۔ جس وقت سونیا بٹوہ میں ہاتھ ڈال کر کنجی نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور ہر شخص کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں۔ ڈیوک نے جواب تک اس کی طرف انجذاب مضطرب سے دیکھتا رہا تھا۔ جھک کر کوٹ اٹھا لیا۔ اس نے ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ وہاں ایک باریک کاغذ میں لپٹی ہوئی کوئی سخت چیز محسوس ہوئی۔ اسے اس نے مضبوط پکڑ کر آہستہ سے باہر نکالا اور کوٹ کی آڑ میں اپنی جیب کے اندر رکھ لیا۔ پھر کوٹ کو صوفہ پر رکھ کر خود جرمین کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ حاضرین میں سے کسی نے اس عمل کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ گویر چرڈ نے بھی نہیں دیکھا۔ کیونکہ ہر شخص کی آنکھیں سونیا کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

"کنجی مل گئی۔" سونیا نے اسے گویر چرڈ کو پیش کیا۔

مگر اس نے سر کو حرکت دے کر کنجی لینے سے انکار کیا اور کہنے لگا۔ "نہیں بیگ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے پاس اسباب کی قسم سے کوئی اور چیز بھی ہے؟"

سونیا اس کی تیز نگاہ کی تاب نہ لا کر مرعوب اور غمگین نظر آنے لگی۔

"ہاں میرا ٹرنک ہے ...... وہ بھی خواب گاہ میں ...... کھلا پڑا ہے۔" اس نے رک رک کر کہا۔

اس وقت اس کی مضطرب نظریں سراغرساں کی نگاہ تیز کا مقابلہ نہ کر سکتی تھیں۔

"میں نے سنا ہے آپ دوپہر جانے کی خواہش رکھتی تھیں؟" گویر چرڈ نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں! میں نے اس کی اجازت طلب کی تھی۔ اس لئے کہ بازار سے کچھ سامان لانا تھا۔" سونیا نے جواب دیا۔

"ایجم ڈارمری آپ میڈموازل کو روکنا تو نہیں چاہتے؟" گویر چرڈ نے مجسٹریٹ سے دریافت کیا۔

"بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔" ایم عارمرعی نے کہا

سونیا جانے کے لئے مڑی۔

"ذرا ٹھہریئے" گوبوچیرڈ نے دفعتاً آگے بڑھ کر کہا: "آپ اس بٹوہ کو ساتھ لے جا رہی ہیں۔؟"

"ہاں مگر دیکھ لیجئے۔ اس میں نقدی اور رومال کے سوا کوئی چیز نہیں۔" اور یہ کہتے ہوئے سونیا نے بٹوہ کھول کر پیش کر دیا۔

گوبرچیرڈ نے اس کے اندر ایک تیز نگاہ ڈالی۔ پھر کہنے لگا: "اسے دیکھنا بیکار ہے۔ ایسا دلاور بھی کون ہو سکتا ہے کہ......" مگر وہ فقرہ کو نا مکمل ہی چھوڑ کر رک گیا۔

سونیا پہلے دروازہ کی طرف بڑھی۔ پھر مڑی۔ اور ذرا رک کر کوچ سے اپنا کوٹ اٹھا لیا۔

گوبرچیرڈ کی آنکھوں میں امید و کامیابی کی تیز جھلک نمودار ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا وہ دفعتاً کسی خاص نتیجہ پر پہنچ گیا ہے۔

آگے آکر اس نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور کہنے لگا: "ٹھہریئے میں پہناتا ہوں۔"

"مہربانی" سونیا نے کہا: "میں اسے پہننا نہیں چاہتی۔"

"نہیں!..... لیکن ممکن ہے..... کسی نے شرارت سے..... کیا آپ نے اس کی جیبیں دیکھ لی ہیں؟...... اس طرف والی معلوم ہوتا ہے اس میں...."

اس نے اسی جیب کی طرف اشارہ کیا جس میں وہ چیز تھی جسے ڈیوک نے نکال لیا تھا۔

سونیا کے چہرہ سے ہیبت و خوف کا اظہار ہونے لگا۔ اس کی آنکھیں اس ہرنی کی آنکھوں کی طرح کمرہ کے چاروں طرف دیکھ رہی تھیں۔ جو شکاریوں کے نرغہ میں آکر راہ فرار تلاش کرتی ہو۔ جیب کو اس نے بڑے زور سے ہاتھ میں دبا لیا۔

"یہ کیا توہین ہے!" اس نے رنج و غصہ کے ساتھ سر کو حرکت دے کر کہا۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کو....."

"میڈموازل معاف کیجئے" گویرچرڈ نے جیب چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بعض اوقات مجبوراً ہیں....."

"میڈموازل سونیا" ڈیوک نے صاف اور تیز لہجہ میں کہا: "آپ ناحق اعتراض کرتی ہیں۔ محض ضابطہ کی کارروائی ہے۔ پوری ہونے دیجئے۔"

"اوہ..... لیکن..... لیکن....." سونیا نے اس کی طرف سہمگیں نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈیوک نے تیز آنکھوں سے اس کی نگاہ کو مسحور کر لیا۔ اور اسی صاف اور واضح آواز میں کہا۔ "ڈرو نہیں بالکل معمولی بات ہے۔"

ڈیوک کے اصرار پر سونیا نے کوٹ کی جیب چھوڑ دی۔ گویرچرڈ کا چہرہ امید کامیابی سے تمتما رہا تھا۔ اس نے جھٹ اپنا ہاتھ جیب میں داخل کیا۔ مگر فوراً ہی خالی نکال لیا اس کے چہرہ کی رنگت ایک ثانیہ کے عرصہ میں پھیکی اور زرد پڑ گئی۔

"کچھ نہیں! کچھ نہیں!" اس نے آہستہ آہستہ دو بار کہا اور بہت دیر تک اس طرح اپنے خالی ہاتھ کی طرف دیکھتا رہا۔ گویا اپنے حواس باصرہ پر یقین نہ تھا۔

بڑی کوشش سے اس نے چہرہ پر معذرتی تبسم پیدا کیا اور سونیا سے کہنے لگا۔ "میڈموازل میں سو بار معافی چاہتا ہوں....."

اس نے کوٹ واپس دے دیا۔ سونیا اسے ہاتھ میں لے کر واپس جانے کو مڑی مگر دروازہ کی طرف ایک ہی قدم رکھنے پائی تھی کہ لڑکھڑا گئی۔ ڈیوک تیز چل کر اس کے پاس گیا اور عین اس وقت کہ گرا چاہتی تھی اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں تھام لیا۔

"غش تو نہیں آتا؟" اس نے انداز فکر سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اب میں اچھی ہوں۔ آپ نے بہت مہربانی کی عین وقت پہ گرنے سے بچا لیا" سونیا نے کہا۔

"مجھے ندامت ہے کہ آپ کو اس قدر تکلیف ہوئی۔" گوبر چرڈ نے معذرتی لہجہ میں کہا۔

"خیر مضائقہ نہیں۔ اب میری حالت بہتر ہے"۔ اور یہ کہتے ہوئے سونیا نے اپنے آپ کو ڈیوک سے جو سہارا دیئے ہوئے تھا۔ پرے ہٹا لیا۔

پھر اپنی قامت کو پوری طرح دراز کر کے وہ چپ چاپ کمرہ سے چلی گئی۔

گوبر چرڈ اس میز کے پاس گیا۔ جہاں ایم فارمری بیٹھا تھا۔

آخر الذکر نے اس کی طرف کینہ آمیز نظر سے دیکھ کر کہا۔" گوبر چرڈ اس معاملہ میں تم نے سخت غلطی کی۔"

مگر گوبر چرڈ نے مجسٹریٹ کے الفاظ کو نظر انداز کر دیا اور کہنے لگا "میری درخواست پر حکم جاری کر دیجئے کہ کوئی شخص بلا اجازت باہر نہ جائے۔"

"میڈموازل کرچیاف کے سوا۔ کیوں؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں وہ تو بالکل نہیں۔" گوبر چرڈ نے جلدی سے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا تم کیا کر رہے ہو۔" ایم فارمری نے کہا۔" کہیں یہ تو نہیں سمجھے کہ لوپن نے ہی میڈموازل کرچیاف کا بھیس بدل رکھا ہے؟"

گوبر چرڈ کے لبوں پر پھیکی ہنسی نمودار ہوئی کہنے لگا۔ ایم فارمری آپ کو موقعہ مل گیا جی کھول کر مذاق کیجئے۔"

"خیر میں تمہارے کہنے سے امتناعی حکم جاری کر دیتا ہوں۔" ایم فارمری نے چڑ کر کہا۔

انسپکٹر کو پاس بلا کر اس نے آہستہ سے کچھ اس کے کان میں کہا۔ پھر اٹھ کر

کہنے لگا۔ صاحبان میری رائے میں پہلے سونے کے کمروں کا معائنہ کر لینا چاہئیے خصوصاً یہ تحقیق کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ ایم گورنے مارٹن کی خواب گاہ کو تو نہیں چھیڑا گیا۔"

"میں حیرت میں تھا کہ آپ اس ناچیز گلوبند کے لئے کب تک وقت ضائع کرتے رہیں گے۔" لکھپتی نے بڑبڑا کر کہا اور وہ اٹھ کر سب کے آگے ہو لیا۔

"ممکن ہے ان کمروں میں کچھ زیورات بھی رکھے ہوئے ہوں۔" ایم فارمری نے کہا "شادی کے سب تحفے دیہاں۔ میں نے انھیں دکٹار کی حفاظت میں رکھا ہوا تھا۔"

جرمین نے جلدی سے کہا۔ "اگر چور انھیں بھی لے گئے تو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ ان میں سے بعض فرانس کے نامی قبائل نے پیش کئے تھے۔"

"اگر ان چاقوؤں کا ذکر ہے تو... امید ہے دوبارہ مل جائیں گے۔" ڈیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جرمین باپ کے ساتھ سب سے آگے ہو لی۔ اور ایم فارمری گویرچرڈ اور تھانہ دار ان کے پیچھے۔ ڈیوک بھی ان کے تعاقب میں ہو لیا۔ مگر دروازہ پر پہنچ کر رک گیا۔ پھر اسے آہستہ سے بند کر کے کھڑکی کی طرف واپس ہوا۔ وہاں کھڑے ہو کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور باریک کاغذ میں لپٹی ہوئی کوئی چیز نکالی۔

اس نے آہستہ آہستہ کاغذ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے اندر وہی گلوبند رکھا ہوا ہے۔

باب ۔ ۱۳

آرسین لوپن کا تار

ڈیوک بہت دیر تک گووبند کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت اور خوف کا اظہار ہوتا تھا۔

"عجب بات ہے" بالآخر اس نے آہستہ سے کہا۔

گووبند کو احتیاط سے واسکٹ کی جیب میں رکھ کر وہ اس شخص کے انداز سے جس کی آنکھوں سے پردہ سا ہٹ گیا ہو۔ باہر کی طرف دیکھنے لگا۔

اتنے میں کمرہ کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ سونیا تیز چلتی ہوئی اندر آئی۔ اور دروازہ بند کر کے اس سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ لاش کی طرح بے رنگ تھا۔ اب اس میں وہ چینی کی سی آب باقی نہ تھی۔ آنکھوں سے درد۔ اذیت کا اظہار ہوتا تھا۔

شکستہ گلوگیر آواز میں اس نے کہا: "معاف کیجئے۔ خدا کے لئے میری خطا معاف کیجئے"

"تم نے ..... چوری کی!" ڈیوک نے تلخی آمیز حیرت سے کہا۔

سونیا کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ اور وہ کچھ جواب نہ دے سکی۔

"بہتر ہو کہ تم اس جگہ نہ ٹھہرو" ڈیوک نے بے قراری سے کہا اور مضطربانہ انداز سے دروازہ کی طرف دیکھا۔

"اس لئے کہ آپ کو مجھ سے گفتگو کرنے میں عار ہے؟" سونیا نے دونوں ہاتھ

ملتے ہوئے جگر پاش لہجہ میں پوچھا۔

"دیکھو گویرچرڈ کا مزاج بہت شکی ہے۔ اس لئے ہمارا اس طرح چھپ کر باتیں کرنا خطرناک ہوگا۔ سچ جانو اس میں تمھارے لئے خطرہ ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"مگر اب آپ کے خیالات میری نسبت کیا ہوں گے؟ ہائے افسوس! یہ حالت دردناک۔ اور ناقابل برداشت ہے۔" سونیا نے بدستور کراہتے ہوئے کہا۔

"میں التجا کرتا ہوں۔ اس قدر بلند آواز سے باتیں نہ کرو۔" ڈیوک نے اور زیادہ بے چینی سے کہا۔ "تمھیں گویرچرڈ کی طرف سے محتاط رہنا چاہیئے۔"

"لیکن مجھے گویرچرڈ یا کسی اور شخص کی کیا پرواہ ہے؟" سونیا نے کہا۔ "جب اسی کے دل میں میری ساکھ باقی نہ رہتی جس کی قدر مجھے درکار تھی تو پھر اوروں سے محتاط رہنا بے کار ہے۔ اب جو ہونا ہے ہو۔ مضائقہ نہیں۔"

"ٹھہرو۔ یہ باتیں یہاں کرنے کی نہیں ہیں۔" ڈیوک نے کہا۔ "ہم دوسری جگہ چل کر گفتگو کریں گے۔ یہ زیادہ محفوظ ہوگا۔"

"نہیں یہ باتیں اسی وقت یہیں ہونی چاہئیں۔" سونیا نے باصرار کہا۔ "لازم ہے آپ کو معلوم ہو...... میں آپ کو بتا دوں..... مگر افسوس!.... میں کس طرح بیان کردوں...... بہرحال یہ کتنی بے انصافی ہے کہ...... اس کے پاس ..... جرین کے پاس سب کچھ ہے۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "کل آپ نے میرے سامنے اس کو..... گلوبند پیش کیا...... وہ اسے لے کر مسکرائی...... وہ خوش ہوگئی.... مگر اس کی خوشی میرے لئے تیر و نشتر کا اثر رکھتی تھی....... اس لئے میں نے اس کو لے لیا...... ہاں میں نے لے لیا۔........ لے لیا!....... اور اگر کسی طرح ممکن ہوتا تو میں اس کی ساری دولت بھی حاصل کر لیتی...... اس لئے کہ مجھے..... اس سے نفرت ہے...... سخت نفرت ہے۔"

"کیا! ......" ڈیوک نے کہنا شروع کیا۔
مگر وہ اُسی پر جوش لہجہ میں کہتی گئی۔ "میں سچ کہتی ہوں ...... واقعی مجھے اس سے نفرت ہے۔" اس وقت اس کی آنکھوں میں حلم و بردباری کی جگہ تیز کینہ کی جھلک تھی۔ ان سے اس بے کسانہ قہر کا اظہار ہوتا تھا جو کمزور ہستیوں کے دلوں میں قسمت کے خلاف پیدا ہوا کرتا ہے۔ اس کی ترنم خیز نقرئی آواز جوش غضب سے کرخت ہو چکی تھی۔
"نفرت ؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا۔
"ہاں نفرت .... میں کبھی آپ کو ان جذبات سے آگاہ کرنے کی جرأت نہ کر سکتی مگر اب کرتی ہوں ..... اس لئے ..... اس لئے کہ آپ ہی کے لئے ..... آپ ہی کی خاطر ....." فقرہ اس کے لبوں پر نامکمل رہا۔ ایک ثانیہ کے لئے رخساروں پر شعلہ آتش کا قرمزی رنگ نمودار ہوا۔ مگر بجلی کی چمک کی طرح فوراً غائب ہو گیا۔ اور اس نے ایک بار پھر کہا "مجھے اس سے ناقابل بیان نفرت ہے!"
"سونیا ....." ڈیوک نے آہستہ لہجہ میں کہنا شروع کیا۔
"میں تسلیم کرتی ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا وہ عذر معقول نہیں ہے ..... میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ آپ کے دل میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں آپ کہتے ہوں گے قصہ خوب ہے۔ مگر یہ اس کی پہلی چوری نہیں ...... شاید یہ دسویں واردات ہے ..... شاید بیسویں .... بہرحال میں چور ہوں اور مجھے اقبال جرم سے عار نہیں۔" اس کی آنکھیں دلی جوش سے چمک رہی تھیں۔ "مگر ایک بات میں باصرار آپ سے کہنا چاہتی ہوں اور آپ کو اسے صحیح ماننا ہوگا ...... یہ کہ جب سے آپ آئے .... جب سے میں نے آپ کو دیکھا .... میں نے کبھی چوری نہیں کی ..... صرف کل ...... اس وقت جب آپ نے یہ گلوبند میرے سامنے اس کو دیا ..... تو اسے میں برداشت نہ کر سکی ...... ایسا کرنا غیر ممکن تھا۔"

"میں اسے مانتا ہوں" ڈیلوک نے سنجیدگی سے کہا۔

سونیا نے اطمینان کی گہری سانس لی۔ اس کی نقرئی آواز میں پھر وہی اگلا رقیق لہجہ پیدا ہو گیا تھا۔ نسبتاً پُرسکون حالت میں کہنے لگی۔ "پھر اگر آپ کو معلوم ہو کہ اس کا آغاز کیونکر ہوا...... اُف کتنا خوفناک!...."

"خوفناک!" ڈیلوک نے کہا۔

"ہاں آپ مجھ پر رحم بھی کرتے ہیں اور نفرت بھی۔ آپ مجھے قابل حقارت سمجھتے ہیں۔ مگر میں ایسا نہ کرنے دوں گی۔ نہیں کرنے دوں گی۔" اس نے پُرجوش لہجہ میں کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔ مجھے تم سے نفرت نہیں ہے۔" ڈیلوک نے تسکین دہ لہجہ میں کہا۔

"تو سنیئے" سونیا نے کہا۔ "کیا آپ جانتے ہیں دنیا میں تنہا رہ جانا کیسا ہوتا ہے؟ کیا آپ کبھی اس حالت سے گذرے ہیں؟..... غور فرمائیے..... اس شہر غدار میں میں نانِ شبینہ تک کو محتاج تھی۔ پیٹ خالی تھا اور دوکانوں پر تازہ روٹیاں نظر آتی تھیں...... صرف ہاتھ بڑھا کر انھیں اٹھانے کی ضرورت تھی..... ایک پینی قیمت کی روٹی! اوہ۔ بالکل معمولی بات تھی۔" اس نے یکایک اپنے فقرات میں الجھن پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "بالکل معمولی بات تھی۔"

"کہتی جاؤ۔ میں سن رہا ہوں۔" ڈیلوک نے مختصر طور پر کہا۔

"میرے لئے روپیہ حاصل کرنے کا صرف ایک ذریعہ تھا۔ اور اسے میں کسی حال میں اختیار نہ کر سکتی تھی۔ نہیں کسی حال میں نہیں...... مگر ایک دن میں فاقہ کشی سے جان بلب تھی...... واقعی صحیح معنوں میں مر رہی تھی۔" اس نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "اس وقت میں ایک شخص کے پاس گئی۔ جس سے میری قدرے شناسائی تھی۔ وہ میرا آخری سہارا تھا۔ دو پہلے میں خوش ہوئی۔ کیونکہ اس نے مجھے پیٹ بھر کر روٹی اور شراب دی..... مگر اس کے بعد..... اس کے بعد اس نے فضول باتیں

شروع کر دیں...... اس نے روپیہ کا لالچ دیا..."
"کیا؟ ڈیوک نے شعلہ بار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "روپیہ کا لالچ اس لئے کہ.....؟"
"مگر نہیں میں کسی حال میں گناہ کی زندگی پر آمادہ نہ تھی..... پس میں نے روپیہ حاصل کرنے کے لئے چوری کی...... یہ طریقہ مجھے بہتر معلوم ہوا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں میں اس کے لئے مجبور تھی...... میں نے حفاظت ناموس کے لئے چوری شروع کی...... اور اس کے بعد ظاہری حالت قائم رکھنے کو اسے جاری رکھا۔ حتیٰ کہ اب میں اس کو معمولی بات سمجھتی ہوں" اتنا کہہ کر اس نے کسی دوزخی روح کی طرح ایک ہلکا خوفناک استہزائی قہقہہ لگایا۔" افسوس! افسوس!" اور پھر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر زار زار رونے لگی
"بدنصیب سونیا۔" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کے بعد افسردگی سے فرش زمین کی طرف دیکھنے لگا۔ بظاہر وہ پیرس کے اس ادنے طبقہ کی نسبت جو اس کے اپنے دائرہ سے باہر تھا۔ اس قسم کے ہولناک انکشافات سے بیحد متاثر ہو چکا تھا۔
"آہ میں دیکھتی ہوں آپ مجھے قابل رحم سمجھتے ہیں.... آپ جانتے اور محسوس کرتے ہیں......" سونیا نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔
ڈیوک نے سر اٹھا کر اس کی طرف جگری ترحم اور ہمدردی سے دیکھا۔
"غریب لڑکی۔" اس نے کہا۔ "میں سب جانتا ہوں۔"
وہ اس کی طرف بے اعتباری کے انداز سے دیکھ رہی تھی۔ نگاہ میں بیم و رجا کی جدوجہد نظر آتی تھی۔
وہ آہستہ سے اس کی طرف بڑھا۔ مگر پرے ہی رک گیا۔ اس کی تیز قوت سامعہ نے معلوم کر لیا۔ کہ کوئی دروازہ کی طرف آ رہا ہے۔
خدا کے لئے آنکھیں پونچھ دو" اس نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ "جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو

کوئی تمھیں اس پریشان حالی میں دیکھ لے۔ میں تم سے دوسرے کمرہ میں ملوں گا۔"
اس کا نازک ہاتھ پکڑ کر اس نے آہستہ سے اسے دوسرے کمرہ نشست کی طرف دھکیل دیا۔

سونیا عرصہ دراز کی مشق سے اپنے احساس کو چھپانے کی خوگر ہوچکی تھی اس لئے اس نے جلدی سے چہرہ خشک کرکے صورت کو پرسکون بنالیا۔ رخساروں کی زردی رخصت ہوگئی اور اب اس پر سرخی کا ہلکا داغ بھی نظر آنے لگا۔ آنکھوں کا درد اذیت نابود ہوگیا۔ اور ان میں اثر خندہ ظاہر ہوا۔ ڈیوک کی طرف ناقابل بیان شکریہ کے انداز سے دیکھتی ہوئی وہ ایک کوچ پر بیٹھ گئی۔ ڈیوک نے کھڑکی کے پاس جاکر سگرٹ جلایا۔ اس وقت باہر والے کمرہ کا دروازہ کھلا۔ پھر خاموشی ہوگئی۔ کسی کے تیز چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور گوپرچرڈ دروازہ میں آکر رک گیا۔ اس نے تیز پرشوق نظروں سے دونوں کی طرف دیکھا۔ سونیا غیر معین نظروں سے قالین کی طرف دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔ ڈیوک نے گوپرچرڈ کی طرف دیکھ کر لبوں پر آثار تبسم پیدا کرلئے۔

"کہئے ایم گوپرچرڈ۔" اس نے کہا۔ "چوروں نے تاج بھی چھوڑا یا نہیں؟"

"جی ہاں تاج محفوظ ہے۔" گوپرچرڈ نے جواب دیا۔

"اور چاقو؟"

"چاقو۔۔۔۔ کون سے چاقو؟" گوپرچرڈ نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"وہ جو شادی کے تحفوں میں شامل تھے۔" ڈیوک نے کہا۔

"آہ شادی کے تحفے! اطمینان فرمائیے وہ سب محفوظ ہیں۔"

"شکریہ۔" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔

گوپرچرڈ نے سونیا کی طرف منہ پھیر کر کہا۔ "میڈموازل میں آپ ہی کی تلاش میں آیا تھا۔ اطلاع یہ ہے کہ ایم فارمری نے اپنا سابق ارادہ بدل لیا اور حکم دیا ہے

کہ کوئی شخص باہر نہ جائے اس لئے اب آپ کا باہر جانا دشوار ہے۔"

"بہت اچھا۔" سونیا نے بے پروائی سے کہا۔

"میری رائے میں بہتر ہو کہ آپ اپنے کمرہ میں چلی جائیں۔" گوبر جیرڈ نے کہا۔ "آپ کا کھانا وہیں بھیج دیا جائے گا۔"

"کیا؟" سونیا نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وہ گوبر جیرڈ سے ہٹ کر ڈیوک کی طرف دیکھنے لگی۔ آخر الذکر نے اپنے سر کو خفیف سی حرکت دی۔

"اچھا میں اپنے کمرہ میں چلی جاتی ہوں۔" نازنین نے سرد مہری سے کہا۔

دو نو پاس والے کمرہ کے دروازہ تک اس کے ساتھ گئے۔ گوبر جیرڈ نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ جب وہ چلی گئی تو بند کر دیا۔

"ایم گوبر جیرڈ۔" ڈیوک نے سونیا کے چلے جانے پر شانوں کو حرکت دے کر کہا۔ "واقعی آپ کا یہ آخری حکم۔۔۔۔۔ ایک معصوم ہستی کے متعلق۔۔۔۔۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ اس کارروائی سے آپ کو رنج ہوا۔" گوبر جیرڈ نے کہا۔ "مگر جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ میرے پیشہ یا یوں کہئے کہ میرے فرائض سے تعلق رکھتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جس وقت تک اس جگہ اس قسم کے واقعات ظہور میں آتے رہیں گے جنہیں میرے سوا کوئی نہیں دیکھتا اور جن کی حقیقت خود مجھے اب تک معلوم نہیں ہوئی۔ اس وقت تک مجھے ہر قسم کی احتیاط جو ضروری ہو گی عمل میں لانی پڑے گی۔"

"بیشک آپ کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "پھر بھی ایک بچہ کی نسبت ایسے احکام۔۔۔۔۔ بخدا آپ اسے سہما کر مارے ڈالتے ہیں۔"

گوبر جیرڈ نے بے پروائی سے شانوں کو ہلایا اور چپ چاپ کمرہ سے باہر چلا گیا۔ ڈیوک ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی جبیں شکن آلود اور متفکر تھی۔۔۔۔۔

یکایک زینہ سے گرج اور صدمہ کی آوازیں سنائی دیں۔ دروازہ کھلا اور ایم گورتے مارٹن.. دروازہ میں نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں ایک تار تھا۔

"دیکھئے۔ اس تار کو دیکھئے"۔ لکھ پتی نے شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا: "یہ اسی حرامزادہ کا بھیجا ہوا ہے۔ ذرا سنئے"

میں آپ سے بمنت معافی چاہتا ہوں کہ تاج کی نسبت اپنا وعدہ ایفا نہ کر سکا۔ بات یہ تھی کہ مجھے دوسری جگہ ضروری کام ہو گیا۔ خیر آج رات مہربانی سے اس کو حاضر رکھئے گا۔ میں پونے بارہ بجے سے لے کر بارہ بجے تک کسی وقت لینے آؤں گا۔ والسلام

آپ کا صادق

آرسین لوپن

"اب کہئے۔ اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟"

"میرا خیال تو یہ ہے کہ کمبخت محض بڑ ہانکتا ہے"۔ ڈیوک نے سنجیدگی سے کہا۔

"بڑ! اگر تم تو اس کی ہر بات کو بڑ کہہ دیا کرتے ہو۔ اس سے پہلے ایک چٹھی کی نسبت کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ مذاق کرتا ہے۔ حالانکہ دیکھ لو ظالم نے کیا کچھ نہیں کیا۔" لکھ پتی نے کہا:

"ذرا مجھ کو تار دکھائیے"۔ ایم فارمری نے جلدی سے کہا۔

ایم گورتے مارٹن نے فارم اس کو پیش کیا اور اس نے اسے اوّل سے آخر تک پڑھا۔

پھر کہنے لگا: "انسپکٹر تم معلوم کرو۔ اسے کون لایا تھا۔"

انسپکٹر نے زینہ کے پاس جا کر اس سپاہی کو جو صدر دروازہ پر متعین تھا آواز دی۔ اس سے جواب لے کر واپس ہوا تو کہنے لگا۔ "معلوم ہوا ہے تار گھر کا چپراسی

دے گیا۔"

"مگر وہ کہاں ہے؟ اسے جانے کیوں دیا؟" ایم فارمری نے جوش سے پوچھا۔

"تو کیا اب اُسے واپس بلا لیا جائے؟" انسپکٹر نے دریافت کیا۔

"نہیں اب جانے دو۔" ایم فارمری نے کہا۔ "اب دیکھئے اس تار کے سلسلہ میں گویرچیڑ سے کیا جھگڑا ہوتا ہے۔ وہ ضرور سارا کام بگاڑ دے گا۔ اس تار سے اس کو رہا سہا یقین ہو جائے گا کہ یہ واردات لوپن ہی کی ہے۔ حالانکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر لوپن واقعی رات یہاں آیا تھا اور تاج چرالے جانے کا ارادہ رکھتا تھا تو یقیناً اسے چرالے جاتا۔ یا کم ازکم اس تجوری کو جو ایم گورنے مارٹن کی خواب گاہ میں ہے اور جہاں تاج رکھا ہوا ہے یا اسی کو" اس نے دوسری تجوری کے پاس جاکر اس کے دروازہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "جس میں اس کمرہ کی دوسری کنجی ہے ضرور کھولتا۔"

"بیشک۔ بیشک" انسپکٹر نے تسلیم کیا۔

"پس اگر اس نے کل رات جب میدان خالی اور گھر میں کوئی متنفس نہیں تھا اس کی کوشش نہ کی تو اب جس وقت مکان ہر طرف سے محفوظ اور پولیس موقعہ پر ہے۔ وہ کیونکر اس کی جرأت کر سکتا ہے؟ یہ خیال باطل۔ سراسر باطل ہے۔" اور اس نے تجوری کے بند دروازہ سے پیٹھ لگالی۔ "مگر اس کے باوجود گویرچیڑ کے دماغ میں کچھ ایسا خبط سما گیا ہے کہ وہ کسی کی نہیں سنتا وہ اپنے اس خبط کی وجہ سے ہماری راہ میں کئی طرح کی مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔۔۔۔"

فقرہ شاید ناتمام ہی تھا کہ وہ جھٹکا کھا کر کمرہ کے وسط میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی تجوری کا دروازہ کھلا اور گویرچیڑ باہر نکلا۔

"ارر ر! یہ کیا؟" ایم فارمری نے منہ بنا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا۔ یہ تجوری کچھ بہت محفوظ نہیں ہے۔" گوبرچیرڈ نے ہلکی گلوگیر آواز سے کہا۔ "ظاہر میں اس کی چادر بہت موٹی ہے۔ مگر اندر بیٹھ کر باہر کا ہر ایک لفظ سنائی دیتا ہے۔"

"مگر تم اس کے اندر کس طرح گئے؟" ایم فارمری نے پوچھا۔

"اندر جانا آسان تھا۔ مشکل باہر آتے وقت ہوئی۔ کمبختوں نے اندر کچھ اس قسم کی کمانی لگا رکھی ہے کہ میں دروازہ کے ساتھ ہی باہر آ رہا۔" اور یہ کہتے ہوئے گوبرچیرڈ نے بازو سہارنا شروع کیا۔

پھر بھی تم اس کے اندر کس طرح گئے؟ اندر جانے کا رستہ کہاں ہے؟" ایم فارمری نے باصرار پوچھا۔

اس دروازہ کی راہ سے جو تجوری کے پیچھے ہے۔ آپ دیکھ لیں چوروں نے تجوری کا پچھلا حصہ بالکل ہی کاٹ دیا ہے۔ اور اس صفائی سے کہ حیرت ہوتی ہے۔ دراصل ایسی تجوریاں دیواروں میں لگتی چاہئیں۔ اس کے آگے نہیں۔ ان کی پیٹھ ہمیشہ کمزور ہوتی ہے۔"

مگر وہ کنجی کہاں ہے؟...... اس تجوری کی کنجی جو میری خواب گاہ میں ہے اور جس میں تاج رکھا ہوا ہے۔ وہ کنجی اسی میں ہونی چاہیئے۔" ایم گورنے مارٹن نے چلا کر کہا۔

گوبرچیرڈ دوسری بار تجوری میں داخل ہوا۔ اس نے ادھر ادھر ٹٹولا پھر مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔

"مل گیا؟" لکھ تی نے پوچھا۔

جی نہیں۔ کنجی تو نہیں ملی۔ مگر ایک اور چیز مل گئی ہے۔"

"کیا؟" ایم فارمری نے جلدی سے پوچھا۔

"آپ ہی سوچ کر بتائیے؟" گوبرچیرڈ نے طنز آمیز تبسم پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"آخر کیا ہے؟" ایم فارمری نے باصرار پوچھا۔

" آپ کے لئے ایک تحفہ ناچیز "

" صاف کیوں نہیں کہتے۔" ایم فارمری نے غصہ سے کہا۔

گویر چرڈ نے چپکے سے ایک چھوٹا سا ملاقاتی کارڈ تھیلی میں سے کر پیش کیا اور کہنے لگا۔

" ملاحظہ فرمایئے۔ یہ کارڈ آرسین لوپن کا ہے!"

باب ۔ ۱۴

گویر چرڈ اصلی راہ پر

حاضرین میں ہر شخص اس کارڈ کو انداز جداگانہ سے دیکھ رہا تھا۔ یکھ تی گورنے مارٹن انداز ہیبت سے انسپکٹر جیرٹ اور ڈیوک۔ دلچسپی کی نظر سے۔ رہا ایم فارمری۔ اس کی صورت سے انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار ہوتا تھا۔

" یہ بھی اسی چال کا ایک حصہ ہے جو چوروں نے ہمیں راہ راست سے منحرف کرنے کے لئے اختیار کی" اس نے آخر کار کہا " اس کارڈ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا"

" جی ہاں بیشک۔ اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا" گویر چرڈ نے آہستہ سے کہا۔

" سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والی چیز یہ تار ہے" ایم گورنے مارٹن نے پرزہ کاغذ کو اہمیت سے ہلاتے ہوئے کہا۔ " اس میں تاج کی چوری کی دھمکی دی گئی ہے۔ کیا اس کو بھی نظر انداز کیا جائے گا؟"

"نہیں نہیں۔" ایم فارمری نے مسکین لہجہ میں کہا" اسے ضرور پیش نظر رکھا جائے گا۔ اسے بالضرور پیش نظر رکھا جائے گا۔"

اس وقت ایم گورسے مارٹن کے خانساماں نے دروازہ میں آکر کہا۔" جناب والا لنچ کا سامان حاضر ہے۔"

اس اطلاع سے لکھ پتی کا بار الم کسی حد تک ہلکا ہو گیا۔ کہنے لگا۔" بہت خوب صاحبان آپ لوگ یقیناً میرے ساتھ لنچ تناول کریں گے۔"

" میرے خیال میں سردست اس کے سوا کام ہی کیا ہے؟" ایم فارمری نے کہا۔
" میڈموازل کرچیاف کی نسبت میرا پوری طرح اطمینان نہیں ہوا۔ کم از کم گویر جرڈ کا تو بالکل نہیں ہوا۔ میں اس سے سابقہ وارداتوں کی نسبت چند ایک سوالات اور پوچھنا چاہتا ہوں۔"

" جو یقیناً سعی لاحاصل ہو گی۔" ڈیلوک نے جلدی سے کہا۔

" میرا اپنا بھی خیال ہے۔" ایم فارمری نے کہا۔" لیکن ایسے معاملات میں کوئی نہیں جانتا۔ کس غیبی ذریعہ سے صحیح سراغ مل جائے۔ بسا اوقات پتہ کی بات محض اتفاقاً معلوم ہو جایا کرتی ہے۔"

" کم از کم میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ ایک ایسی کمسن معصوم لڑکی کو سوالات کی جرح سے خوف زدہ کیا جائے۔" ڈیلوک نے باصرار کہا۔

" اطمینان فرمائیے۔ میں بہت نرمی سے کام لوں گا۔ لیکن میرا خیال ہے اس لڑکی سے زیادہ صحیح حالات ڈکٹاٹر سے معلوم ہوں گے۔ وہ موقعہ واردات پر موجود تھی اس نے چوروں کو مصروف کار دیکھا۔ لیکن چونکہ وہ اب تک بے خبر پڑی ہے اس لئے اس کے بیدار ہونے تک اس کے سوا کوئی کام نظر نہیں آتا۔ کہ ان سراغرسانوں کی تحقیقات کے نتیجہ کا انتظار کیا جائے۔ جو مصروف ہیں۔ اس اثنا میں ہمیں آپ کی میزبانی

سے فیض یاب ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔"

سب لوگ زینہ سے اتر کر کھانا کھانے کے کمرہ میں گئے۔ جہاں دسترخوان پر نہایت پر تکلف کھانا حاضر تھا۔ جس اہتمام سے ان چیزوں کو تیار کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ آقا کے نقصان عظیم کا باورچی کی قابلیت پر کوئی مضر اثر نہیں ہوا۔ ایم فارمری نے جو ہمیشہ سے عمدہ کھانے کے مشتاق تھے ان چیزوں کو نظر تحسین سے دیکھا۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی اشتہا خوب چمکی ہوئی ہے۔ جرین شب گذشتہ کے اثرات سفر سے کبیدہ خاطر اور بات بات پر جھگڑنے کو آمادہ تھی۔ اس کے والد ایم گورنے مارٹن انتہائی افسردگی کی حالت میں تھے۔ جس میں صرف ان موقعوں پر قدرے تخفیف ہوتی۔ جب کوئی تازہ نعمت حاضر کی جاتی تھی۔ گویر چرڈ کی ساری توجہ کھانے پر لگی ہوئی تھی اور جس وقت ڈیوک اس سے کوئی سوال پوچھتا تو وہ اس انداز سے جواب دیتا گویا معاملہ کو سمجھا ہی نہیں۔ خود ڈیوک کا مزاج معمول کی نسبت بہت پژمردہ تھا اور گاہ بگاہ اس کی پیشانی شکن آلود ہو جاتی تھی۔ ان سوالات سے جو وہ گویر چرڈ سے پوچھتا جاتا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ اس معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتا۔

لنچ کھانے کا عمل طویل اور پیچیدہ ثابت ہوا۔ مگر بارے اختتام کی نوبت آئی ایم گورنے مارٹن شراب پی کر بہت خوش نظر آنے لگا۔ ایم فارمری نے شامپین کی صحبت سے دل کھول کر فیض حاصل کیا جس کا اثر یہ ہوا کہ اب اسے اپنی تحقیقات میں کامیابی حاصل کرنے کا پختہ یقین ہو گیا اتنے میں قہوہ اور باقی اشیائے شرب تمباکو نوشی کے کمرہ میں آ گئی تھیں۔ گویر چرڈ نے ایک سگار جلا لیا اور باقی چیزوں کو چھوڑ کر قہوہ کو جلد جلد پیا۔ پھر چپ چاپ کمرہ سے چلا گیا۔

ڈیوک بھی اس کے پیچھے رخصت ہوا۔ ہال میں اس نے اس سے کہا "ایم گویر چرڈ مجھے آپ کی تحقیقات سے خاص دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر میری حاضری کسی

طرح مانع فرض نہ ہو تو میں ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

گوبرچرڈ ہر چند جمہوری خیالات کا آدمی تھا پھر بھی ڈیوک ایسے امیر ابن امیر کی توجہات سے ناخوش نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ لنچ کے سامان نفیس نے اسے اور بھی آزاد خیال بنا دیا تھا۔

کہنے لگا:" ضرور تشریف لائیے۔ آپ کی موجودگی میرے لئے غایت درجہ محرک ثابت ہو رہی ہے۔"

" شاید اس لئے کہ میں اس معاملہ میں بہت دلچسپی لیتا ہوں۔" ڈیوک نے کہا۔

دونوں کمرہ نشست میں گئے تو دیکھا کہ اس کے دروازہ پر وہی سرخ رو جوان سپاہی جسے نگرانی کا فرض سپرد تھا ان اشیائے خوردنی کو جو ایم گورنے مارٹن کے باورچی خانہ سے اس کے لئے وہیں بھیج دی گئی تھیں بڑی رغبت سے کھا رہا ہے۔

دونوں اندر گئے۔ گوبرچرڈ نے دروازہ بند کر لیا اور کہنے لگا:" ایم فارمری مجھے آدھ گھنٹہ کی مہلت دیں تو اچھا ہو۔ میرا خیال ہے ان کا سگار اتنا عرصہ انھیں مصروف رکھے گا۔ اور اس اثنا میں میں معلوم کر لوں گا کہ چوروں نے لوٹ کے سامان کا کیا کیا یا کم از کم یہ بات کہ وہ مکان سے کیونکر رخصت ہوئے۔"

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" ڈیوک نے کہا۔" میرا خیال تھا کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔ چور کس راہ سے رخصت ہوئے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

" کیا کھڑکی کی راہ سے! اونہہ یہ محض ایک طفلانہ خیال ہے۔" گوبرچرڈ نے انداز حقارت سے کہا۔" ایسے نشانات کسی تحقیقاتی مجسٹریٹ کا اطمینان کر سکتے ہیں مجھے اس زینہ یا اس مینر سے کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوتی۔ صرف دو آدمی اس زینہ کی راہ سے اوپر آئے تھے وہی دو جو اسے زیر تعمیر مکان کے پاس سے اٹھا کر لائے تھے۔ آپ ان کے نقش پا

دیکھ سکتے ہیں۔ بہرحال کوئی اس راہ سے اترا نہیں۔ پس فرشی نشانات پر جس قدر وقت صرف کیا گیا وہ سب برباد سمجھنا چاہیئے۔"

"مگر جو نشان کتاب کے نیچے ہے؟" ڈیوک نے استفہامی انداز سے کہا۔

"اسے میں ایک نہایت معمولی بناوٹ سمجھتا ہوں۔" گوبر چرڈ نے سرسری طور پر جواب دیا۔ "چوروں میں سے ایک نے کوچ پر بیٹھ کر بوٹ کے تلوے میں چونا ملا اور قالین پر اس کا نشان بنا کر بوٹ کو پھر صاف کر لیا۔ اس طرح بنے ہوئے نشانات کے اوپر کتاب رکھنے سے سارا عمل مکمل ہو گیا۔"

"حیرت ہے!" ڈیوک نے انداز تعجب سے کہا۔ "آخر آپ کو یہ سارے حالات کیونکر معلوم ہوئے۔؟"

معاملہ بہت پیچیدہ نہ تھا۔ گوبر چرڈ نے کہا۔ "اتنا تو ہر شخص جان سکتا ہے کہ اس قدر بھاری سامان لے جانے کو بہت سے چور آئے ہوں گے۔ اگر ان سب کے بوٹوں کے تلوے چونے سے بھرے ہوئے ہوتے تو وہ صفائی کا کتنا بھی اہتمام کرتے۔ ضرور کوئی نہ کوئی نشان باقی رہ جاتا۔ مگر میں نے خوردبین شیشہ کی مدد سے اس نشان اور کھڑکی کے درمیانی فاصلہ کو بہت غور سے دیکھا ہے۔ اور مجھے چونے کا ایک ذرہ بھی نظر نہیں آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پاؤں کے نشان کو کوئی اہمیت نہ دینی چاہیئے۔ یہ ایک ایسا چکر تھا۔ جو ہمارے دوست تحقیقاتی مجسٹریٹ پر ہی کارگر ہو سکتا ہے۔"

"میں سمجھا" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔

"اس کے بعد سوال محض اتنا رہ جاتا ہے کہ چور مسروقہ اسباب۔ کو کس طرح باہر لے گئے۔ ظاہر ہے کہ کھڑکی کی راہ سے چوبی زینہ پر ہو کر نہیں۔ صدر زینہ۔ سامنے یا عقبی دروازہ کی راہ سے بھی نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں دربان یا اس کی بیوی ضرور......

آہٹ پاتے۔ علاوہ بریں سامان کو بازار میں لے جانے سے بہت لوگ اسے دیکھ

لیتے۔ کیونکہ آنے جانے والوں کی ہر وقت کثرت رہتی ہے۔ کسی اور کو نہیں تو پولیس کے پہرہ دار کو ضرور خبر ہوتی کہ مکان خالی ہو رہا ہے۔ پولیس کے آدمی ہر وقت سڑکوں پر رہتے ہیں۔ اور لوپن کتنا بھی چالاک دست ہو۔ آخر معجزہ گر نہیں ہے۔ پس یہ امر مسلمہ ہے کہ اسباب زینہ یا صدر دروازہ کی راہ سے باہر نہیں گیا۔ تو پھر سوال باقی رہ جاتا ہے آخر کس طرح گیا ؟ میں سمجھتا ہوں اُس کا جواب حاصل کرنا دشوار نہیں۔ کیونکہ سوال کا دائرہ نہایت محدود ہے فی الحقیقت اسباب کے باہر جانے کا صرف ایک رستہ باقی رہ جاتا ہے......"

"دود کش کی راہ سے ؟" ڈیوک نے کہا۔

"بہت ٹھیک۔ بالکل اسی راہ سے ؟" گویر چرڈ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "قانون کے اس مشہور عمل کے ذریعہ جسے تحقیق کہتے ہیں۔ ہم آخر کار اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دود کش کے سوا اسباب باہر لے جانے کا اور کوئی رستہ نہیں۔"

وہ رک گیا۔ حالت انتظار میں پیشانی پر کئی بل پڑ گئے۔ پھر بے چینی سے کہنے لگا۔ "مگر سوال جو مجھے حیران کر رہا ہے یہ ہے کہ دستار کو کس لئے آتشدان میں دود کش کے نیچے رکھا گیا۔ بہت دیر سے میں اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں کہ وہ اس جگہ کیا کرنے گئی ؟ چوروں کے لئے سراسر غیر ضروری تھا۔ کہ اس کو بے ہوش کر کے آتش دان میں رکھتے ؟"

"کیا عجب یہ بھی مجسٹریٹ کو حکم دینے کے لئے کیا گیا ہو۔" ڈیوک نے کہا۔ "آپ نے دیکھ لیا کہ جب سے ایم فادمری کو دستار آتشدان میں پڑی ملی ہے انھوں نے اور کوئی سراغ تلاش نہیں کیا۔"

"ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔" گویر چرڈ نے آہستہ سے کہا۔ "اگرچہ اس کے ساتھ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو محض اس لئے وہاں رکھا گیا کہ میں جان لوں چور کس راہ سے واپس ہوئے۔ لوپن کے معاملات میں کوئی بات تعجب خیز نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں

وہ میرے خیالات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اس کے پاس کوئی حربہ محفوظ ہے۔ وہ اچانک کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ اس قدر سعی و جہد کے بعد میں اب تک معاملہ کی تہ کو نہیں پہنچا۔ مگر خیر آئیے ہم بھی اس راہ کو دیکھیں جو چوروں نے اختیار کی تھی۔ انسپکٹر نے میری لالٹین تیار رکھی ہوئی ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ آتشدان کے پاس گیا اور لالٹین جو آہنی جالی پر رکھی ہوئی تھی اٹھا کر روشن کی۔ اس کے پیچھے ڈیوک بھی آتشدان میں گھس گیا۔ اس کا عمق چار فٹ اور چوڑائی آٹھ یا نو فٹ کے قریب تھی۔ گویرچرڈ نے لالٹین کی مدد سے دودکش کا اندرونی حصہ دیکھا۔ فرش زمین سے ۲ گز اوپر دھوئیں کی سیاہی ختم ہوجاتی تھی۔ وہاں اس قسم کی اینٹیں لگی ہوئی تھیں۔ جن میں سے نصف صاف اور سرخ اور باقی نصف دھوئیں سے کالی ہورہی تھیں۔ یہ جگہ پانچ فٹ چوڑی اور چار فٹ اونچی تھی۔

"شگاف امید سے زیادہ اونچا ہے۔" گویرچرڈ نے کہا "کھڑا ہونے کو سٹول درکار ہوگا۔"

کمرہ کے دروازہ پر جاکر اس نے پہرہ دار سپاہی کو سٹول لانے کے لئے کہا۔ اور جب وہ لے آیا تو دروازہ اندر سے بند کرکے مقفل کر دیا پھر تپائی کو آتش دان پر رکھ کر وہ اس پر چڑھ گیا۔

"ذرا احتیاط رکھئے۔" اس نے ڈیوک سے جو آتشدان کے اندر تپائی کے پاس کھڑا تھا کہا۔ "ان اینٹوں میں سے چند ایک نیچے گریں گی۔ ایسا نہ ہو۔ آپ کو چوٹ آئے۔"

ڈیوک اس قدر پیچھے ہٹ گیا کہ اینٹوں کی زد سے محفوظ رہ سکتا تھا۔

گویرچرڈ نے تپائی پر کھڑے کھڑے بایاں ہاتھ دودکش کی اس دیوار پر جو کمرہ کی جانب واقع تھی رکھا اور دائیں سے ان اینٹوں کو جن کا ذکر کیا گیا ہے حرکت دی چھ سات دھڑام سے پاس والے مکان کے فرش پر گر گئیں۔ اس طرح جو شگاف

پیدا ہوا اس کی روشنی گویر چرڈ کے چہرہ پر پڑی تو اس پر آثار مسرت پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے پے در پے کئی اینٹوں کو پاس والے مکان میں گرایا۔ حتیٰ کہ قریباً تین فٹ مربع شگاف نمودار ہو گیا۔

"اب آجائیے۔" اس نے ڈیوک سے کہا۔ اور اس کے بعد شگاف میں پاؤں داخل کر کے دوسری طرف کود گیا۔

ڈیوک نے تپائی پر چڑھ کر دیکھا تو دوسری جانب ایک خالی کمرہ قریباً اتنا ہی بڑا جس قدر ایم گورنے مارٹن کے مکان کا تھا۔ نظر آیا۔ اس میں بھی اسی جگہ آتشدان بنا ہوا تھا۔ فرق اگر کچھ تھا تو دونوں آتش دانوں کی ساخت میں۔ ایم گورنے مارٹن کے کمرہ کا بہت خوشنما اور وضع دار تھا۔ مگر دوسرے کمرہ کا صاف اور سادہ۔ شگاف کے ٹھوڑا نیچے فرش تھا۔ ڈیوک بھی ایم گویر چرڈ کی طرح اس کی راہ سے دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔

پھر اس شگاف کی طرف دیکھ کر جس کی راہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا: "اس سے چوروں کی ذہانت ثابت ہوتی ہے۔"

"مگر نہیں۔ یہ طریقہ بالکل عام ہے۔" گویر چرڈ نے کہا۔ "جوہریوں کی دکانوں میں اکثر اس طرح چوریاں ہوتی ہیں۔ میں نے صرف اس وجہ سے پہلے اس کا خیال نہیں کیا کہ امید نہ تھی۔ چور اتنا بھاری سامان اس راہ سے لے جانے کی جرأت کریں گے۔"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "دیکھئے تو شگاف ایک اچھی خاصی کھڑکی کے برابر ہے۔ معلوم ہوتا ہے چور دنیا بھر کے کاموں سے واقف ہیں۔ یہاں تک کہ فن تعمیر سے بھی بے خبر نہیں۔"

یہ سب تیاریاں بہت عرصہ پہلے کر لی گئی تھیں۔ بہر حال اب میں چوروں کا اصلی سراغ حاصل کر رہا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ ایسا کرنے سے پہلے میں نے بہت وقت ضائع نہیں کیا۔ ڈیوزی نے سورو سٹریٹ میں تحقیقات شروع کر دی ہے اور وہ مکان

کے اس جانب کوشش کر رہا ہے۔"

گویرچرڈ نے جھلملیاں اٹھا کر کھڑکیاں کھول دیں جس سے کمرہ میں دن کی روشنی آنے لگی۔ پھر اس نے آتشدان کے پاس واپس آکر اینٹوں کے ڈھیر کی طرف دیکھا۔ اب اس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے۔

کہنے لگا: "بیشک ایک معاملہ میں غلطی ہوئی۔ لازم تھا کہ ان اینٹوں کو احتیاط سے ایک ایک کر کے اتارا جاتا۔"

اس نے ڈھیر سے اینٹیں اٹھا کر ان کو بائیں جانب دیوار کے ساتھ لگانا شروع کیا۔ دو تین منٹ تک ڈیوک بھی اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اس کو مدد دینی شروع کی۔ نہایت کم عرصہ میں انھوں نے سب اینٹوں کو دیوار کے ساتھ چن دیا۔ آخری چند اینٹوں میں سے ایک کے نیچے گویرچرڈ کو تہ دیر کے گلدستے دار قسیم کا ایک ٹکڑا ملا۔

اسے ڈیوک کو پیش کر کے وہ کہنے لگا: "صفائی کی ضرورت دراصل اس کام میں تھی۔"

"ٹھہریے۔" ڈیوک نے دفعتاً کہا: "کیا عجب مسروقہ سامان اب تک اسی مکان میں ہو۔"

"نہیں نہیں۔" گویرچرڈ نے جلدی سے جواب دیا: "لوپن اچھی طرح جانتا تھا کہ مجھے یا گنیمارڈ کو اس واردات کی تحقیقات سپرد کی جائے گی جس صورت میں ہمارا اس آتشدان کی طرف رخ کرنا یقینی تھا۔ پس اس نے دور اندیشی کی راہ سے اسباب کو اس مکان کے دوسری جانب جو گلی ہے۔ اس میں سے اٹھوا لیا۔" اتنا کہہ کر وہ کمرہ کے سرے پر بنے ہوئے زینہ کی طرف گیا اور اس سے اُتر کر ہال میں پہنچا۔ اس کی کھڑکیاں کھول کر اس نے روشنی داخل کی۔ اور ہال کو غور سے دیکھا۔ ٹائلوں کے

فرش پر گرد کی موٹی تہ جمی ہوئی تھی ۔ اس کے وسط میں بہت سے آدمیوں کے چلنے سے ایک چھوٹا سا رستہ بن گیا تھا ۔ پاؤں کے نشان گو مدغم تھے ۔ لیکن گرد میں صاف نظر آتے تھے۔ گوبرچرڈ وہاں سے ہٹ کر زینہ کی طرف آیا اور اس کو نظر غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے وسط میں جھک کر اس نے پھولوں کا ایک چھوٹا سا دستہ اُٹھایا اور اُسے دیکھ کر کہنے لگا "بالکل تازہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ انھیں توڑنے سے بہت دیر نہیں ہوئی۔"

"غالباً سالویا کے پھول ہیں ؟" ڈیوک نے کہا۔

"جی ہاں وہی" گوبرچرڈ نے جواب دیا۔ "سرخ سالویا کے اور سارے فرانس میں صرف ایک مالی یہ رنگ پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے ۔ وہ جو ایم گوسنے مارٹن کے ہاں ایوان چارم ریس میں ملازم ہے ۔ میں فن کاشت کے سب پہلوؤں سے خوب واقف ہوں ۔"

"تو اس سے ظاہر ہوتا ہے جن لوگوں نے کل رات چوری کی۔ وہ چارم ریس سے آئے تھے ۔ یقیناً ایسا ہو گا" ڈیوک نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے" گوبرچرڈ نے تسلیم کیا۔

"کون کیرو لائے ؟"

"شاید"

"میرا خیال ہے وہی ہوں گے" ڈیوک نے کہا۔ "معاملہ بہت دلچسپ ہوتا جا رہا ہے ۔ ضرورت صرف کامل ثبوت حاصل کرنے کی ہے"

"جو اُمید ہے ۔ جلدی مل جائے گا" گوبرچرڈ نے پر اعتماد لہجہ میں کہا

"جو کچھ بھی ہو۔ معاملہ واقعی دلچسپ ہے۔" ڈیوک نے پر جوش لفظوں میں کہا "یہ معاملہ جو بتدریج حل ہو رہے ہیں اور جن میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر صحیح ثابت ہو رہا ہے ۔ واقعی پر لطف ہیں ۔" اس نے رک کر سگرٹ کیس نکالا اور کہنے لگا "سگرٹ

کے اس جانب کوشش کر رہا ہے۔"

گویر چرڈ نے چٹخنیاں اٹھا کر کھڑکیاں کھول دیں جس سے کمرہ میں دن کی روشنی آنے لگی۔ پھر اس نے آتشدان کے پاس واپس آکر اینٹوں کے ڈھیر کی طرف دیکھا۔ اب اس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے۔

کہنے لگا: "بیشک ایک معاملہ میں غلطی ہوئی۔ لازم تھا کہ ان اینٹوں کو احتیاط سے ایک ایک کر کے اتارا جاتا۔"

اس نے ڈھیر سے اینٹیں اٹھا کر ان کو بائیں جانب دیوار کے ساتھ لگانا شروع کیا۔ دو تین منٹ تک ڈیوک بھی اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اس کی مدد دینی شروع کی۔ نہایت کم عرصہ میں انھوں نے سب اینٹوں کو دیوار کے ساتھ چن دیا۔ آخری چند اینٹوں میں سے ایک کے نیچے گویر چرڈ کو تہ دیر کے گلٹ دار قیم کا ایک ٹکڑا ملا۔

اسے ڈیوک کو پیش کر کے وہ کہنے لگا "صفائی کی ضرورت دراصل اس کام میں تھی۔"

"ٹھہریے۔" ڈیوک نے دفعتاً کہا "کیا عجب مسروقہ سامان اب تک اسی مکان میں ہو۔"

"نہیں نہیں۔" گویر چرڈ نے جلدی سے جواب دیا۔ "لوپن اچھی طرح جانتا تھا کہ مجھے یا گینمارڈ کو اس واردات کی تحقیقات سپرد کی جائے گی۔ جس صورت میں ہمارا اس آتشدان کی طرف رخ کرنا یقینی تھا۔ پس اس نے دور اندیشی کی راہ سے اسباب کو اس مکان کے دوسری جانب جو گلی ہے۔ اس میں سے اٹھوا لیا۔" اتنا کہہ کر وہ کمرہ کے سرے پر بنے ہوئے زینہ کی طرف گیا اور اس سے اُتر کر ہال میں پہنچا۔ اس کی کھڑکیاں کھول کر اس نے روشنی داخل کی۔ اور ہال کو غور سے دیکھا۔ ٹائلوں کے

فرش پر گرد کی موٹی تہ جمی ہوئی تھی۔ اس کے وسط میں بہت سے آدمیوں کے چلنے سے ایک چھوٹا سا رستہ بن گیا تھا۔ پاؤں کے نشان گو مدھم تھے۔ لیکن گرد میں صاف نظر آتے تھے۔ گویر چرڈ وہاں سے ہٹ کر زینہ کی طرف آیا اور اس کو نظر غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے وسط میں جھک کر اس نے پھولوں کا ایک چھوٹا سا دستہ اٹھایا اور اسے دیکھ کر کہنے لگا "بالکل تازہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ انھیں توڑنے سے بہت دیر نہیں ہوئی۔"

"غالباً سالویا کے پھول ہیں؟" ڈیوک نے کہا۔

"جی ہاں وہی۔" گویر چرڈ نے جواب دیا۔ "سرخ سالویا کے اور سارے فرانس میں صرف ایک مالی یہ رنگ پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ وہ جوایم گورنے مارگن کے ہاں ایوان چارم ریس میں ملازم ہے۔ میں فن کاشت کے سب پہلوؤں سے خوب واقف ہوں۔"

"تو اس سے ظاہر ہوتا ہے جن لوگوں نے کل رات چوری کی۔ وہ چارم ریس سے آئے تھے۔ یقیناً ایسا ہوگا۔" ڈیوک نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" گویر چرڈ نے تسلیم کیا۔

"کون کیرو لائے؟"

"شاید!"

"میرا خیال ہے وہی ہوں گے۔" ڈیوک نے کہا۔ "معاملہ بہت دلچسپ ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت صرف کامل ثبوت حاصل کرنے کی ہے!"

"جو امید ہے۔ جلدی مل جائے گا!" گویر چرڈ نے پر اعتماد لہجہ میں کہا

"جو کچھ بھی ہو۔ معاملہ واقعی دلچسپ ہے۔" ڈیوک نے پرجوش لفظوں میں کہا "یہ معرع جو بتدریج حل ہو رہے ہیں اور جن میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ واقعی پر لطف ہیں۔" اس نے رک کر سگرٹ کیس نکالا اور کہنے لگا "سگرٹ

لیجئے گا؟"

"کچھ دل میں کیا؟" گوبر چرڈ نے پوچھا۔

"نہیں مسٹر...... مرسیڈیز۔"

"مہربانی" اور اتنا کہہ کر گوبر چرڈ نے ایک سگرٹ ڈیوک کے ہاتھ سے لے لیا۔ آخرالذکر نے دیا سلائی جلا کر پہلے گوبر چرڈ کا پھر اپنا سگرٹ سلگایا۔

پہلا کش لے کر وہ کہنے لگا۔ "معاملہ بہت ہی دلچسپ ہوتا جا رہا ہے۔ گذشتہ پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں آپ نے کئی اہم باتیں دریافت کر لی ہیں۔ مثلاً یہ کہ چور ایوان چادم ریس سے آئے۔ وہ غالباً کیر ولائے اور اس کے بیٹے تھے۔ وہ مکان کے صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہوئے اور اسی رستہ سے اسباب لے گئے..... "

"میں نے کب کہا کہ وہ اس مکان کے دروازہ کی راہ سے آئے تھے۔" گوبر چرڈ جلدی سے بولا۔ "اگر میرا دماغ غلطی نہیں کرتا تو وہ غالباً ایم گورنے بارٹن کے صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہوئے تھے۔"

"آہ! میں بھول گیا۔" ڈیوک نے کہا۔ "وہ اس مکان کی کنجیاں ایوان چادم ریس سے اپنے ساتھ جو لیتے آئے تھے۔"

"ہاں مگر دروازہ اندر سے کس نے کھولا؟" گوبر چرڈ نے اعتراض کیا۔ "دربان کہتا ہے کہ سونے سے پہلے میں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا اور میں اس شخص کے انداز بیان سے معلوم کر چکا ہوں کہ اس نے غلط نہیں کہا۔"

"تو کیا آپ کی رائے میں اس گھر کا کوئی آدمی چوروں سے ملا ہوا تھا؟" ڈیوک نے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا تھا۔ مگر آپ کو نتیجہ اخذ کرنا خوب آتا ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ تھوڑی سی مشق سے آپ ایک نہایت کامیاب سراغرساں بن سکتے ہیں۔"

"آپ کی رائے میں میں نے یہ صیغہ اختیار نہ کرنے میں غلطی کی؟" ڈیوک نے مسکرا کر پوچھا۔ "اس میں شک نہیں آپ کا پیشہ دلچسپ بہت ہے۔"

"میں اس سارے مکان کی تلاشی خود تو نہیں لے سکتا۔" گویر جیرڈ نے کہا۔ اس لئے دو آدمیوں کو بھیج دیتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے دروازہ کے باہر والے زینہ کو ایک نظر دیکھنا ضروری ہے۔"

اتنا کہہ کر اس نے صدر دروازہ کھول دیا۔ اور باہر جاکر سطحی زینہ کو غور سے دیکھنے لگا۔

اس کام سے فارغ ہوکر اس نے کہا۔ "ہمیں اسی راہ سے واپس جانا پڑے گا کیونکہ آتے ہوئے میں نے کمرہ نشست کا دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا اور میرا خیال ہے ایم فارمری اس پر زور سے دستک دے رہے ہوں گے۔" اتنا کہہ کر وہ مسکرایا۔

دونو زینہ کی راہ سے پھر اوپر گئے۔ اور اسی شگاف کے رستہ ایم گو نے مارٹن کے مکان کے کمرہ نشست میں داخل ہوئے۔

وہاں گئے تو معلوم ہوا کہ واقعی ایم فارمری دروازہ پر پے در پے ضربیں پہنچاتے اور زور سے چلا رہے ہیں۔

"گویر جیرڈ! گویر جیرڈ! دروازے بند کرکے کیا کر رہے ہو؟ مجھے بھی اندر آنے دو۔ کھلے آدمی دروازہ کیوں نہیں کھولتے؟"

گویر جیرڈ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اور ایم فارمری جوش کی حالت میں تیز چلتا اندر داخل ہوا۔ اس وقت اس کا چہرہ سرخ تھا۔

کہنے لگا۔ "گویر جیرڈ آخر کہاں تھے؟ میں گھنٹوں سے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں۔ تم نے کھولا کیوں نہیں؟"

"معاف فرمائیے میں نے آپ کی آواز نہ سنی تھی"۔

"آخر تم کہاں تھے؟"

گویر چرڈ نے اس کی طرف ہلکے طنز آمیز تبسم سے دیکھا۔ پھر اپنے معمولی گلوگیر لہجہ میں کہنے لگا "میں چوروں کا اصلی سراغ معلوم کر رہا تھا۔"

باب ۱۵۔

سوینا کا اضطراب

ایم فارمری کا منہ فرطِ حیرت سے کھل گیا اور وہ کہنے لگا "اصلی سراغ"؟

"جی ہاں تشریف لائیے۔ آپ کو بھی دکھاتا ہوں۔" گویر چرڈ نے کہا۔ اور اس کے بعد ایم فارمری کو آتشدان میں لے جا کر اس نے وہ شگاف دکھایا جو دونو مکانوں کی ملحقہ دیوار میں پیدا ہو گیا تھا۔

"ٹھہرو میں خود جا کے دیکھنا چاہتا ہوں۔" ایم فارمری نے جوش کی حالت میں کہا۔ وہ فوراً تپائی پر چڑھ گیا۔ گویر چرڈ بھی اس کے پیچھے تھا۔ ڈیوک نے دونو کے پاؤں کو دودکش میں غائب ہوتے دیکھا۔ اس کے بعد وہ کمرہ نشست سے باہر نکل آیا۔ ایم گورنے مارٹن کی نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کمرہ خواب میں استراحت کر رہے ہیں۔ زینہ کی راہ سے اوپر جا کر اس نے کمرہ مذکور کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

ایم گورنے مارٹن نے مری ہوئی آواز سے اندر آنے کے لئے کہا۔ ڈیوک نے دیکھا کہ وہ پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ صورت سے افسردگی اور تکان ظاہر تھی۔ بلکہ اصل

یہ ہے کہ الم گور نے مارٹن اس وقت ایک روز پہلے کے وجود کا محض سایہ نظر آتا تھا۔ اس کے رخساروں کی سرخی پھیکی گلابی رنگت میں بدل چکی تھی۔

ڈیوک کو دیکھ کر اس نے کراہتے ہوئے کہا۔ "ظالم کے تار نے مجھے سخت ہی مغلوب کر دیا ہے۔ اب تاج بھی ہاتھ سے گیا۔"

"کیا ابھی سے ؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک تو تجوری میں بند ہے۔" لکھ پتی نے کہا۔ "مگر آدھی رات تک مجھے اس کے بھی جاتے رہنے کا یقین ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کمبخت اسے نہ چھوڑے گا۔"

"اگر وہ تاج اس وقت تک تجوری میں محفوظ ہے تو اس کا آدھی رات سے پہلے گم ہونا ممکن نہیں۔" ڈیوک نے کہا۔ "مگر کیا اس کا آپ کو یقین ہے کہ وہ اب بھی تجوری میں ہے ؟"

"تم خود دیکھ سکتے ہو۔" لکھ پتی نے تجوری کی کنجی واسکٹ کی جیب سے نکال کر ڈیوک کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

ڈیوک نے کنجی لے کر تجوری کھولی۔ سامنے وسطی خانہ میں مراکو کیس جس میں تاج رکھا رہتا تھا موجود تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر لکھ پتی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا اس نے تھک کر آنکھیں بند کر لی ہیں۔ آہستہ سے سیٹی بجاتے ہوئے ڈیوک نے کیس کھول کر تاج نکالا اور دیر تک اس کو نظر تو صیف سے دیکھتا رہا۔ پھر دوبارہ اسی کیس میں رکھ کر اس نے لکھ پتی کی طرف منہ کر کے سنجیدگی سے کہا۔

"اس طرح کے پرانے جواہرات کو دیکھ کر بار ہا جی میں آتی ہے۔ کیوں نہ ان کو نکال کر ترشوا دیا جائے۔ اس زمرد کو دیکھئے۔ کیسا بیش قیمت ہے۔ مگر اس کی دقیانوسی تراش نے ساری خوبیوں کو زائل کر رکھا ہے۔"

"نہیں نہیں۔" لکھ پتی نے اس شخص کے انداز سے جس کے خیالات کو سخت صدمہ

پہنچا ہو جلدی سے کہا "پرانے تاریخی جواہرات کو کسی حال میں چھیڑنا واجب نہیں۔ ایسی تبدیلیاں ان کی قدر و قیمت ...... ان کی تاریخی قدر و قیمت کو کم کرتی ہیں۔"

"یہ میں بھی جانتا ہوں" ڈیوک نے تسلیم کیا۔ "مگر جس صورت میں سوال قیمت اور خوبصورتی کے مقابلہ کا ہو۔ کیوں نہ اول کو آخر پر قربان کیا جائے؟"

تمہارے خیالات ہمیشہ مجنونانہ رہے۔" لکھ پتی نے تنگ ہو کر تلخ لہجہ میں کہا۔

"بہر حال میرا اعتراض بے جا نہیں۔" ڈیوک نے کہا۔

پھر جلدی سے کیس بند کر کے اس نے وہیں اس کی جگہ پہ رکھ دیا۔ تجوری مقفل کردی۔ اور کنجی لکھ پتی کے حوالے کر کے کمرہ کے دوسری جانب اس کھڑکی کے پاس گیا جو بازار کی طرف کھلتی تھی۔ وہاں کھڑا ہو کر وہ آہستہ آہستہ سیٹی بجانے لگا۔

تھوڑی دیر بازار کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد اس نے کہا: "جی چاہتا ہے گھر جا کر ایک تو موٹر سواری کا لباس اتار دوں۔ دوسرے بوٹ تبدیل کردوں کہ یہ بیحد تنگ ہیں میں لنت پیت ہیں۔"

ایم گور نے مارٹن اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا اور کہنے لگا: "ارے خدا کے لئے مجھے اکیلا چھوڑ کر نہ جانا۔ تم نہیں جانتے میرا دل کس طرح گھبرا رہا ہے۔"

"اطمینان فرمایئے۔ آپ کے پاس گویرچیڑ ایسا زبردست آدمی موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایم قارمری مجسٹریٹ چار سراغرسان اور نصف درجن پولیس کے سپاہی حفاظت کو حاضر ہیں۔ ایسے حالات میں میری موجودگی کیا اہمیت رکھتی ہے؟ دوسرے میں بہت جلد۔ نصف گھنٹہ زیادہ سے زیادہ پون میں واپس آجاؤں گا میں شام کا لباس ساتھ لا کر یہیں پہنوں گا۔ میرا خیال ہے۔ آدھی رات سے پہلے کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور میں نہ آئے گا۔ پھر بھی میں موقعہ پر حاضر رہ کر سب حال جاننے کا شائق ہوں۔ میرے لئے ایک خاص وجہ کشش گویرچیڑ کی ذات ہے۔ جی چاہتا ہے ہر وقت اسی کے ساتھ لگا رہوں۔ اس کے

ساتھ رہ کر انسان بہت سی باتیں ..... گو وہ عملی طور پر مفید نہ ہوں سیکھ سکتا ہے۔" اس کے آخری لفظوں میں اثر طنز مخفی تھا۔

"خیر اگر تم جانے کا مصمم ارادہ کر چکے ہو تو میرا اعتراض کرنا بیکار ہے۔" ایم گور نے مارٹن نے افسوس ناک لہجہ میں کہا۔

ڈیوک سلام کر کے رخصت ہوا۔ زینہ سے اتر کر ہال میں اس نے موٹر سواری کی ٹوپی میز سے اٹھائی اور دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھا چکا تھا کہ پہرہ دار سپاہی نے کہا۔ "میں اعتراض کے لئے معافی کا خواستگار ہوں مگر آپ نے باہر تشریف لیجانے کے متعلق ایم گویرچرڈ سے اجازت لی ہے؟"

"ایم گویرچرڈ سے ؟" ڈیوک نے نخوت آمیز لہجہ میں کہا۔ "گویرچرڈ کا مجھ سے واسطہ؟ جانتے نہیں ہو میں ڈیوک آف چارم ریس ہوں ؟" اور اتنا کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

لیکن جناب اس بارہ میں ایم فارمری مجسٹریٹ نے تاکیدی حکم جاری کیا تھا۔" پہرہ دار نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ایم فارمری نے؟" ڈیوک نے دروازہ کے باہر زینہ کے بالائی حصہ پر کھڑے ہو کر کہا۔ "ذرا کرایہ کی موٹر بلانا۔"

دربان جو پہرہ دار کے پاس کھڑا تھا۔ دوڑتا ہوا گیا اور موٹر بلانے کے لئے سیٹی بجائی۔ اس عرصہ میں سپاہی حالت اضطراب میں ڈیوک کی طرف دیکھا کیا۔ کبھی وہ ایک پاؤں اور کبھی دوسرے پر بوجھ ڈال کر کھڑا ہوتا تھا۔

تھوڑی دیر میں ایک موٹر دروازہ پر آ گئی۔ ڈیوک انداز وقار سے زینہ سے اتر کر اس میں سوار ہوا۔ چشم زدن میں موٹر نظروں سے غائب ہو گئی۔

اس کے پون گھنٹہ بعد واپس ہوا تو اس نے اہل پیرس کی طرز کا فیشن ایبل لباس

پہنا ہوا تھا کمرہ نشست میں گیا تو گوبر چرڈ ایم فارمری اور تھانہ دار سب جمع تھے۔ معلوم ہوا وہ پاس والے مکان میں اچھی طرح پھر کر یہ جاننے کے بعد واپس آگئے ہیں کہ مسروقہ سامان وہاں نہیں ہے۔ تھانہ دار اور اس کے آدمیوں نے احتیاطاً اس مکان کا کونا کونا دیکھ ڈالا۔ مگر جیسا ایم گوبر چرڈ نے بیان کیا۔ چوروں نے اس بارہ میں ہر قسم کی پیش بندی کر لی تھی۔ ایم فارمری نے معائنہ کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے۔ اور گوبر چرڈ نے ٹیلی فون کے پاس جا کر ابوان چارم ریس سے سلسلہ ملانے کے لئے کہا۔ لیکن معلوم ہوا کہ لائن رکی ہوئی ہے۔ اور اسے قریباً آدھ گھنٹہ انتظار کرنا ہوگا۔

ڈیوک نے اس بارہ میں سوالات پوچھے کہ چوروں کا اس وقت کے بعد کہ وہ مسروقہ سامان لے کر رخصت ہوئے کوئی سراغ ملا؟ مگر ایم فارمری نے بیان کیا کہ سراغرساں باوجود ہر ممکن کوشش کے اب تک اس بارہ میں کسی طرح کی کامیابی حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ گوبر چرڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کے تین آدمی بڑی سرگرمی سے کام کر رہے ہیں اور امید ہے ان کی معرفت بہت جلد کوئی معتبر خبر موصول ہوگی۔

"میرا تجربہ ہے کہ عام لوگ ایسے معاملات میں بہت جلد گھبرا جاتے ہیں"، ایم فارمری نے انداز وقار سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن ہم جو ان کاموں سے روزانہ واسطہ رکھتے ہیں۔ صبر و سکون کی قیمت خوب سمجھتے ہیں۔"

اس کے بعد اس نے گوبر چرڈ کے روبرو ان خیالات جدید کی تفصیل شروع کی جو سہ پہر کی دریافت کے بعد اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے مگر ڈیوک کو ان خیالات میں سے کوئی ایک بھی قابل قدر معلوم نہ ہوا۔ اس لئے وہ ایم فارمری کی بحث کو علم توجہی سے سنتا رہا۔ سب سے زیادہ اس کو سونیا کی جرح کا خیال تھا۔ خود گوبر چرڈ ایم فارمری کے کے سوالات کا جواب یک لفظی جملوں میں دیتا تھا۔ ڈیوک نے معلوم کیا کہ وہ باطن میں اس راز کو حل کرنے میں مصروف ہے جس کی مختلف کڑیوں کی اسے اب تک تلاش

تھی۔ ایم فارمری کا وعظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

گوبرچرڈ نے اٹھ کر جواب دیا۔ "آپ ایوان چارم ریس سے بولتے ہیں؟.... مجھے آپ کے مالی سے کچھ کہنا ہے... کیا؟ باہر گیا ہے؟.... کب تک؟ واپس ہوگا...... خیر آئے تو کہہ دیجیے کہ فوراً مجھ کو اطلاع دے...... پیرس میں۔ ایم گورنے مارٹن کے مکان پر..... میرا نام؟ میں محکمہ سراغرسانی کا انسپکٹر گوبرچرڈ ہوں.... جی ہاں گوبرچرڈ...... محکمہ سراغرسانی کا انسپکٹر۔"

ٹیلی فون سے واپس ہوا تو اس کی پیشانی شکن آلود تھی۔ کہنے لگا۔ "مالی کی ضرورت تھی۔ وہی کمبخت دن بھر کی چھٹی لے کر چلا گیا..... لیکن مضائقہ نہیں مجھے اس سے محض تصدیق کرنی تھی۔" اتنا کہہ کر وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور ایک اور سگریٹ جلایا۔

ایم فارمری کی تقریر کا سلسلہ اب تک جاری تھا۔ یکایک گوبرچرڈ نے کہا: "انسپکٹر صاحب ذرا جا کر دکٹائر کا حال معلوم کیجیے۔ اسے اب تک ہوش آیا یا نہیں؟ ڈاکٹر کیا کہتا ہے؟"

"ڈاکٹر کہتا ہے وہ رات کے دس بجے سے پہلے ہوش میں نہ آئے گی۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔ مگر اس کے باوجود وہ اس کی حالت دیکھنے چلا گیا۔

ایم فارمری نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے بے ہوش کن ادویہ کے خواص کا ذکر شروع کر دیا۔ مگر حاضرین میں بہت کم اس کی طرف متوجہ تھے۔

اتنے میں انسپکٹر واپس ہوا۔ اس نے اطلاع دی کہ دکٹائر اب تک بیدار نہیں ہوئی۔

"اس صورت میں ایم فارمری بہتر ہو کہ ہم میڈ موازل کرچنان کا بیان لینا شروع کر دیں۔" گوبرچرڈ نے کہا۔ پھر تھانہ دار کی طرف مڑ کر "آپ ذرا تکلیف کر کے اسے بلا لیجیے۔"

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا آپ اس غریب کو کیوں حیران کرتے ہیں ؟" ڈیوک نے کسی قدر جوش کے ساتھ کہا۔

"میری اپنی رائے میں اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں " ایم فارمری نے تائیدی لہجہ میں کہہ دیا۔

"معاف کیجئے میرا خیال یہ نہیں ۔" گویرچیڈ نے پرسکون انداز سے کہا۔"میں اس کے بیانات کو خاص اہمیت دیتا ہوں ۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس پر خوب سی جرح کریں ۔ کون کہہ سکتا ہے ۔ اصلی سراغ کس ذریعہ سے حاصل ہو ۔"

"خیر آپ کو اصرار ہے تو بلا لیجئے ۔" ایم فارمری نے کہا۔"انسپکٹر تم جا کر اسے لے آؤ" کھقانہ دار گیا۔

گویرچیڈ نے ڈیوک کی طرف قدرے بے چینی سے دیکھا۔ پھر ایم فارمری کی طرف رخ کر کے کہنے لگا : میں چاہتا ہوں میڈموازل کرچیاف کا بیان خلوت میں ہو یعنی میرے اور آپ کے سامنے ۔ کوئی تیسرا نہ ہو ۔"

ایم فارمری نے اس کی طرف دیکھا اور تھوڑا تامل کیا ۔ پھر کہنے لگا ۔ "بے شک ہونا اسی طرح چاہیئے ۔"

"کیوں نہیں ۔" ڈیوک نے قدرے نخوت سے کہا ۔ اور اٹھ کر دروازہ کی طرف چلا ۔ وہ اندر ہی تھا کہ گویرچیڈ نے جلدی سے کہا ۔

"مہربانی سے آپ ...."

مگر ڈیوک نے اس کی بات پر توجہ نہ دی ۔ باہر نکل کر دروازہ بند کر کے وہ جلد جلد زینہ پر چڑھنے لگا ۔ رستہ میں اس کو تھانہ دار ملا ۔ جو سونیا کو لے کر اتر رہا تھا ۔ ایک لمحہ کے لئے ان کو روک کر ڈیوک نے حلیمانہ انداز سے کہا " میڈموازل سونیا ۔ ڈرنے کی بات نہیں ۔ ایوان چیادم پیلس میں اس سے پہلے چوری کی جس قدر وارداتیں ہوئی تھیں ان کا حال

جہاں تک ممکن ہو صفائی سے بیان کیجئے۔ ایسا نہ ہو ان کے سوالات آپ کو گھبرا دیں۔"

"میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں"۔ سونیا نے کہا۔ "کوشش کروں گی کہ ہر بات پوری وضاحت سے بیان کی جائے۔" اس کے ساتھ اس نے ڈیوک کی طرف اس بروقت تنبیہ کے لئے انداز شکر گزاری سے دیکھا پھر بڑے استقلال کے ساتھ زینہ سے اتری۔

ڈیوک نے اوپر جا کر ایم گور نے مارٹن کے دروازہ پر دستک دی اور جواب نہ ملنے پر آہستہ سے دروازہ کھولا پھر چپ چاپ اندر داخل ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تپتی بار الم سے نڈھال سو گیا ہے۔ اس کی ہموار سانس کے ساتھ خرخر کی ہلکی آواز سنائی دیتی تھی۔ ڈیوک نے اندر جا کر دروازہ کو دو انچ کھلا رہنے دیا۔ پھر ایک کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اور درز کی راہ سے زینہ کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کی جبیں شکن آلود مگر نگاہ سے ترحم برستا تھا۔ ایک بار اس کے لئے انتظار کی حالت ایسی ناقابل برداشت ہوئی کہ اٹھ کر کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا اس کا وہ سکون کامل جو اعلیٰ تربیت کا لازمہ ہے۔ جواب دے گیا۔ وہ رہ رہ کر دبے لفظوں میں گوبرچرڈ، ایم ڈارمری اور فرانس کے نالائق فوجداری بنانے والوں کو گالیاں دیتا تھا چہرہ جوش غضب کی شدت سے تمتما رہا تھا۔ اور ایک دو بار اس نے رومال سے پیشانی کا پسینہ بھی خشک کیا۔ اس کے بعد پھر وہیں بیٹھ کر زینہ کی طرف دیکھنے لگا۔

نصف گھنٹہ جو اس کے لئے باعتبار طوالت نصف سال سے کم نہ تھا۔ اسے گفتگو کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر کمرہ نشست کا دروازہ بند ہوا اور زینہ پر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ تھوڑی دیر بعد انسپکٹر سونیا کو ساتھ لے کر واپس ہوا۔

ڈیوک اس نو جوان کے پاس آنے تک چپ رہا۔ پھر کمرہ سے نکل کر اس سے سرسری طور پر کہا۔ "میڈموازل سونیا جرح کے سوالات تلخ تو نہ تھے؟"

سونیا کی رنگت زرد اور رخساروں پر آنسوؤں کے قطرے چمک رہے تھے۔ مری ہوئی آواز سے کہنے لگی "اُف! کتنا خوفناک امتحان تھا! ایم فارمری کے سوالات نے مجھ کو پریشان نہیں کیا۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو قابلِ تسلیم سمجھتے تھے۔ مگر یہ ظالم سراغرساں میری ایک بات کو باور نہیں کرتا۔ اس نے اتنا گھبرا دیا کہ معلوم نہیں میں کیا کیا کچھ کہہ گئی۔"

ڈیوک نے دبے ہوئے جوش سے دانتوں کو کٹکٹایا اور کہنے لگا "مضائقہ نہیں۔ اب تم جا کر آرام کرو۔ میں نوکر کو حکم دیتا ہوں۔ ہلکی شراب کا ایک گلاس تمھیں دے جائے۔"

وہ اس کے ساتھ کمرہ تک چھوڑنے گیا اور بولا "اب تم آرام کرو۔ اُمید ہے سونے سے ان واقعات کی تلخ یاد بھول جاؤ گی۔"

سونیا کمرہ میں چلی گئی تو ڈیوک نے زینہ کی راہ سے اتر کر خانساماں کو اس کے لئے شامپین کا گلاس لے جانے کا حکم دیا۔ پھر کمرہ نشست میں گیا۔ ایم فارمری میز کے پاس بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ اور گویر چیڈ اس کے پاس کھڑا تھا۔ مجسٹریٹ نے لکھا ہوا کاغذ اس کے حوالہ کیا۔ سراغرساں نے اطمینان کے تبسم سے اسے لے کر تہ کیا اور جیب میں رکھ لیا۔

"کہئے ایم فارمری۔ میڈموازل کرچیاف کے بیان سے اس راز پر کچھ روشنی پڑی؟" ڈیوک نے اپنے لہجہ میں خفیف حقارت داخل کر کے پوچھا۔

"جی نہیں۔ بلکہ اس کی باتوں سے مجھے اطمینان ہو گیا کہ اسے ان واقعات کا کچھ بھی حال معلوم نہیں۔ مگر ایم گویر چیڈ کے خیالات جدا ہیں۔ کم از کم اس کا یقین بھی یقین ہو گا کہ میڈموازل کرچیاف آرسین لوپن سے ملی ہوئی نہیں ہے۔"

"ممکن ہے نہ ہو۔ بہر حال اس کا یقین کیونکر ہو سکتا ہے۔" گویر چیڈ نے آہستہ سے کہا۔

"آرسین لوپن!" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا: "یقیناً آپ کا یہ خیال نہیں کہ میڈموازل کرچیاف کا آرسین لوپن سے کچھ تعلق ہے؟"

"مجھے تو بالکل نہیں۔" ایم فارمری نے جلدی سے کہا۔ "مگر جس شخص کے دل میں کسی بات کا خبط سما جائے ..... پھر وہ ......" اس نے فقرہ کو نا تمام ہی رہنے دیا۔ اور شانوں کو حرکت دے کر حقارت آمیز نظروں سے گویر چرڈ کی طرف دیکھنے لگا۔

ڈیوک نے زور کا قہقہہ لگایا۔ جو گو قدرتی تھا۔ مگر اس کی آواز خوشگوار نہ تھی۔ پھر کہنے لگا۔ "یہ خیال سراسر فضول ہے۔"

"پھر ان چھوٹی چھوٹی چوریوں کی نسبت جو ہوتی رہی ہیں کیا جواب ہے؟" گویر چرڈ نے کھسیانا ہو کر پوچھا۔

"کچھ بھی ہو۔ اس بارہ میں ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔" ایم فارمری نے کہا۔ "اگر سونیا کے میڈموازل گورنے مارٹن کی ملازمت میں آنے کے بعد چوری کی وارداتیں ہوئیں بھی تو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ کچھ نہیں۔ علاوہ بریں اگر یہ وارداتیں اس نے کیں تو اس عرصہ کے بعد اس کا ثبوت حاصل کرنا دشوار ہے۔ کم از کم یہ کام ایک معمولی سراغرساں کے کرنے کا ہے۔ گویر چرڈ تمہاری شان کے لائق نہیں۔"

"مگر اس گلوبند کا معاملہ بھی تو ہے۔" گویر چرڈ نے کہا۔ "مجھے کامل یقین ہے کہ گلوبند گھر کے کسی آدمی کے پاس ہے۔"

"توبہ! اس گلوبند نے بھی کیسی زحمت پیدا کی۔" ڈیوک نے کہا۔ "کاش کہ میں اسے میڈموازل گورنے مارٹن کو پیش ہی نہ کرتا۔"

"میرا پختہ خیال یہ ہے کہ اگر وہ گلوبند کسی طرح مل جائے ..... اگر معلوم ہو جائے وہ کس کے پاس ہے تو پھر اس راز کو حل کرنا ذرا بھی مشکل نہیں۔"

"عجیب خیال ہے۔" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ "کم از کم میں اس کی جدت کا قائل ہوں۔"

"خواہ کچھ ہو۔ میں اس خیال کو دل سے دور نہیں کر سکتا۔" گویر چرڈ نے آہستہ سے کہا۔

ڈیوک مسکرایا۔ مگر چپ رہا۔

سونیا کی رنگت زرد اور رخساروں پر آنسوؤں کے قطرے چمک رہے تھے۔ مری ہوئی آواز سے کہنے لگی "اُف! کتنا خوفناک امتحان تھا! ایم فارمری کے سوالات نے مجھ کو پریشان نہیں کیا۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو قابلِ تسلیم سمجھتے تھے۔ مگر یہ ظالم سراغرسان میری ایک بات کو باور نہیں کرتا۔ اس نے اتنا گھبرا دیا کہ معلوم نہیں میں کیا کیا کچھ کہہ گئی"

ڈیوک نے دبے ہوئے جوش سے دانتوں کو کٹکٹایا اور کہنے لگا: "مضائقہ نہیں۔ اب تم جا کر آرام کرو۔ میں نوکر کو حکم دیتا ہوں۔ ہلکی شراب کا ایک گلاس تمھیں دے جائے!" وہ اس کے ساتھ کمرہ تک چھوڑنے گیا اور بولا "اب تم آرام کرو۔ اُمید ہے سونے سے ان واقعات کی تلخ یاد بھول جاؤ گی۔"

سونیا کمرہ میں چلی گئی تو ڈیوک نے زینہ کی راہ سے اتر کر خانساماں کو اس کے لئے شامپین کا گلاس لے جانے کا حکم دیا۔ پھر کمرہ نشست میں گیا۔ ایم فارمری میز کے پاس بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ اور گوبرچرڈ اس کے پاس کھڑا تھا۔ مجسٹریٹ نے لکھا ہوا کاغذ اس کے حوالہ کیا۔ سراغرساں نے اطمینان کے تبسّم سے اسے لے کر تہ کیا اور جیب میں رکھ لیا۔

"کہئے ایم فارمری۔ میڈموازل کرچیاف کے بیان سے اس راز پر کچھ روشنی پڑی ؟" ڈیوک نے اپنے لہجہ میں خفیف حقارت داخل کرکے پوچھا۔

"جی نہیں۔ بلکہ اس کی باتوں سے مجھے اطمینان ہو گیا کہ اسے ان واقعات کا کچھ بھی حال معلوم نہیں۔ مگر ایم گوبرچرڈ کے خیالات جدا ہیں۔ کم از کم اس کا کیفیں بھی یقین ہوگا کہ میڈموازل کرچیاف آرسین لوپن سے ملی ہوئی نہیں ہے"

"ممکن ہے نہ ہو۔ بہرحال اس کا یقین کیونکر ہو سکتا ہے" گوبرچرڈ نے آہستہ سے کہا۔

"آرسین لوپن!" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا "یقیناً آپ کا یہ خیال نہیں کہ میڈموازل کرچیاف کا آرسین لوپن سے کچھ تعلق ہے ؟"

"مجھے تو بالکل نہیں" ایم فارمری نے جلدی سے کہا "مگر جس شخص کے دل میں کسی بات کا خبط سما جائے..... پھر وہ ....." اس نے فقرہ کو نا تمام ہی رہنے دیا۔ اور شانوں کو حرکت دے کر حقارت آمیز نظروں سے گویر جرڈ کی طرف دیکھنے لگا۔

ڈیوک نے زور کا قہقہہ لگایا جو گو قدرتی تھا۔ مگر اس کی آواز خوشگوار نہ تھی۔ پھر کہنے لگا "یہ خیال سراسر فضول ہے۔"

"پھر ان چھوٹی چھوٹی چوریوں کی نسبت جو ہوتی رہی ہیں کیا جواب ہے؟" گویر جرڈ نے کھسیانا ہو کر پوچھا۔

"کچھ بھی ہو۔ اس بارہ میں ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔" ایم فارمری نے کہا۔ "اگر سونیا کے میڈموازل گورنے مارٹن کی ملازمت میں آنے کے بعد چوری کی وارداتیں ہوئیں بھی تو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ کچھ نہیں۔ علاوہ ازیں اگر یہ وارداتیں اس نے کیں تو اس عرصہ کے بعد اس کا ثبوت حاصل کرنا دشوار ہے۔ کم از کم یہ کام ایک معمولی سراغرسان کے کرنے کا ہے۔ گویر جرڈ تمہاری شان کے لائق نہیں۔"

"مگر اس گلوبند کا معاملہ بھی تو ہے" گویر جرڈ نے کہا۔ "مجھے کامل یقین ہے کہ گلوبند گھر کے کسی آدمی کے پاس ہے۔"

"توبہ! اس گلوبند نے کتنی کیسی زحمت پیدا کی!" ڈیوک نے کہا۔ "کاش کہ میں اسے میڈموازل گورنے مارٹن کو پیش ہی نہ کرتا۔"

"میرا پختہ خیال یہ ہے کہ اگر وہ گلوبند کسی طرح مل جائے..... اگر معلوم ہو جائے وہ کس کے پاس ہے تو پھر اس راز کو حل کرنا ذرا بھی مشکل نہیں۔"

"عجیب خیال ہے" ڈیوک نے آہستہ سے کہا "کم از کم میں اس کی صحت کا قائل نہیں۔"

"خواہ کچھ ہو میں اس خیال کو دل سے دور نہیں کر سکتا۔" گویر جرڈ نے آہستہ سے کہا۔

ڈیوک مسکرایا۔ مگر چپ رہا۔

باب ۔۱۶

ڈکٹاٹر کی مشکلات

تھوڑا عرصہ سکوت رہا۔ ڈیوک نے آتشدان میں جاکر سگار کا معائنہ کیا پھر باہر آکر کہنے لگا: "ایم فارمری مجھے یاد آ گیا۔ ذرا پہلے جب میں تبدیل لباس کے لئے باہر جارہا تھا تو آپ کے پہرہ دار نے روکنے کی کوشش کی تھی۔ یقیناً ایم گویر چیرڈ کے احکام امتناعی مجھ پر عائد نہیں ہوتے؟"

"بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔" ایم فارمری نے جیسا اس کی عادت تھی جلدی سے کہا۔

اس پر گویر چیرڈ کہنے لگا: "یہ تو میں نے بھی معلوم کیا تھا کہ آپ نے لباس بدلا ہے۔ لیکن میرا خیال تھا یہ تبدیلی یہیں اسی مکان میں عمل میں لائی گئی ہے۔"

"نہیں۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ "میں نے اپنے مکان پر جاکر لباس بدلا ہے آپ کے سپاہی نے اعتراض تو کیا تھا۔ مگر اس سے زیادہ نہیں کہا۔ ورنہ شاید میں اس کو سڑک پر گرا دینے کے لئے مجبور ہوتا۔"

"نہ۔ نہ۔" ایم فارمری نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہم میں سے ہر شخص کا۔ خواہ اس کا درجہ کچھ بھی ہو یہ فرض ہے کہ قانون کا احترام کرے۔"

"لیکن ایم فارمری آپ بھول گئے۔ قانون جمہوری ہے اور میں شاہ پسند۔" ڈیوک نے مسکرا کر کہا۔

ایم فارمری نے افسوس ناک انداز سے سر ہلایا۔

"میں یہ سوچ رہا تھا" ڈیوک نے بات ٹالنے کی غرض سے کہا: "کہ جس صورت میں چوروں کے داخل ہونے کو اس قدر کھلا شگاف موجود تھا۔ پھر ایم گو بیر چیرڈ کے نظریہ کے مطابق انھیں کسی ساتھی کی مدد سے صدر دروازہ کھلوانے کی کیا ضرورت تھی"

"مجھے معلوم نہ تھا کہ ایم گو بیر چیرڈ کی یہ رائے ہے" ایم فارمری نے قدرے حقارت سے کہا "ظاہر ہے کہ انھیں صدر دروازہ پر جانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔"

"یہاں پر سوال ضرورت یا عدم ضرورت کا نہیں" ایم گو بیر چیرڈ نے کہا: "امر واقعہ یہ ہے کہ صدر دروازہ کو اندر سے کھولا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہم کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے ایسا نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہمارے مغالطہ کا سامان تو پہلے ہی تیار تھا۔"

اور یہ کہتے ہوئے اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا: "علاوہ بریں یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ عجب نہیں یہ شگاف اس وقت تک نہ بنا ہو جب چور مکان میں داخل ہوئے۔ اگر وہ دوسرے مکان میں رہ کر اس قسم کا شگاف تیار کرنے کی کوشش کرتے تو ضرور ایک آدھ اینٹ اس طرف بھی گرتی جس سے دربان خبردار ہو جاتا یہ کام ہوشیار چوروں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ میں ڈالنا منظور کر سکتے تھے۔ سارے حالات پر غور کرتے ہوئے میں یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ چور صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہوئے۔"

ایم فارمری کے تنفس سے حقارت ظاہر ہوتی تھی۔

"ممکن ہے آپ ہی کا خیال صحیح ہو۔" آخر کار ڈیوک نے کہا: "لیکن سوال پھر بھی یہ رہ جاتا ہے کہ وہ کون تھا جس نے گھر میں رہتے ہوئے چوروں کو مدد دی؟"

"میں سر دست اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سامعال دکٹاٹر کے ہوش میں آنے پر ہی معلوم ہو سکے گا" گو بیر چیرڈ نے کہا۔

"حالانکہ وکٹائز پر ہر شخص کو بجا اعتبار ہے۔" ڈیوک نے کہا۔
"کیا عجب اس ہر شخص کی فہرست میں لوپن بھی شامل ہو،" گویرچیڈ نے جواب دیا۔
"بس لوپن! ہر وقت لوپن!" ایم فارمری نے انداز حقارت سے کہا۔
اس وقت دروازہ پر ہلکی دستک ہوئی اور ایک خادم اندر داخل ہوا۔ اس نے ڈیوک سے عرض کیا۔ کہ میڈموازل جرمین بازار سے ضروری سامان خرید کر واپس آ گئی ہیں۔ اور سرکار کو اپنے کمرہ میں یاد کرتی ہیں۔ ڈیوک اس کے پاس گیا۔ اور دوران گفتگو میں اس نے سونیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں اس کی سفارش کر کے گویرچیڈ کی سختی کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔
مگر جرمین لضد تھی۔ کہنے لگی۔" اس قدر بیش قیمت سامان گم ہونے پر اس کی بازیابی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ پولیس کے آدمی اپنے فرض کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہمارا یہ حق نہیں کہ ان کی راہ میں روک پیدا کریں۔"
ڈیوک نے جب دیکھا کہ ایسی خود پسند چھچھلی اور بے رحم عورت سے کسی ہمدردی کی امید رکھنا عبث ہے تو چپ ہو گیا۔ اور اس نے اس معاملہ پر زیادہ زور نہ دیا پھر بھی انتقام کی غرض سے وہ اسے تحائف شادی کی نسبت چھیڑتا رہا۔ کہنے لگا۔
"دیکھ لو تمہارے والد کے کاروباری دوست کتنا قیمتی سامان بھیج رہے ہیں۔ مگر فابرگ سینٹ جرمین کے اکابر و امرا ہیں کہ نہایت ادنے چیزوں پر اکتفا کرتے ہیں!"
اتفاق سے عین اس وقت ڈیوک کی ماں کی سہیلی ڈچیس آف والی گلیس کی طرف سے ایک تحفہ موصول ہوا۔ جو حسب معمول چاقو تھا۔ تحائف شادی میں گیارھواں چاقو! اسے دیکھ کر ڈیوک نے غیر معمولی مسرت کا اظہار کیا جس سے جرمین اور زیادہ چڑ گئی اور بالآخر اس نے اسے تلخ لہجہ میں کمرہ سے چلے جانے کو کہا۔
وہ اس سے رخصت ہو کر پھر ایم فارمری اور گویرچیڈ کے پاس آیا۔ دونوں

ان سراغ رسانوں کی اطلاع کے منتظر تھے جو اطراف و جوانب میں یہ معلوم کرتے پھر رہے تھے کہ کس کس شخص نے چوروں کو سامان لیکر رخصت ہوتے دیکھا - ان کے علاوہ پولیس کے آدمی مسروقہ موٹر کاروں کی تلاش میں پیرس اور اس کے مضافات نیز پیرس اور ایوان چارم ریس کی درمیانی سڑک کا چپہ چپہ دیکھتے پھر رہے تھے۔

پانچ بجے کے قریب گوبر جیرٹ کی طبیعت جو اکتائی تو وہ ایم فارمری کو مکان پر چھوڑ کر خود ناہنوں کی امداد کو چلا گیا - چلتے وقت اس نے ساڑھے سات بجے تک واپس آنے کا وعدہ کیا - کیونکہ صاحب مجسٹریٹ کو اس وقت ایک ضروری کام پر رخصت ہونا تھا - ڈیوک کے وقت کا کچھ حصہ کمرہ نشست میں ایم فارمری کے سابقہ کارنامے سننے اور باقی جرمین کے کمرہ میں جہاں وہ حاسد سہیلیوں کو تحائف شادی دکھا کر اور زیادہ جلا رہی تھی - گذرا - ڈیوک کی حاضری میں جرمین کی سہیلیاں بے تکلف نہ ہو سکیں کیونکہ وہ ایک خاندانی امیر تھا اور یہ ان مالدار شخصوں کی صاحبزادیاں جنھوں نے طبقہ وسطیٰ سے تعلق رکھتے ہوئے دولت کے ذریعہ امارت حاصل کی تھی - وہ چونکہ ان سے لاپروائی اور سرد مہری کا برتاؤ کرتا اور تکبر سے پیش آتا تھا - اس لئے انھیں رنج ہوا - وہ اس کی موجودگی کو نغمہ موسیقی میں صدائے بے ہنگام کی طرح سمجھتی تھیں۔

جوں توں کر کے سہ پہر کٹی - ساڑھے سات بج گئے - مگر گوبر جیرٹ واپس نہ ہوا - ایم فارمری کے جوش کا کیا ٹھکانا تھا - دس منٹ تک اس نے اور انتظار کیا لیکن آخر مکان کی حفاظت تھانہ دار کے حوالہ کر کے کام پر چلا گیا - ایم گورنے مارٹن سنے اسی رات دو شاہوکاروں - ان کی بیگمات اور دو لڑکیوں نیز ڈیوک کے دو دوستوں بیرن ڈاورن اور کونٹ ڈا دا دیوتر کو دعوت دے رکھی تھی - ڈیوک کی خوش مزاجی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کمرہ دعوت میں ایسی رونق ہوئی جیسی اس وقت سے کہ یہ مکان ..

سرِ دست میرے ہی سپرد سمجھئے۔ میں نے اس کام پر چند نہایت ذہین اور تجربہ کار آدمی لگا رکھے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ کون سا کام کس طرح کرنا چاہیئے۔"

"شکر ہے آپ نے ایم فارمری کے اعتراضات سے امان حاصل کی۔" ڈیوک نے کہا۔

"ان کا مضائقہ نہیں۔ ایم فارمری کیا میں پیرس اور بعض دوسرے شہروں کے دوسرے سب مجسٹریٹوں کی عادات سے واقف ہوں۔ ان کے اعتراضات درحقیقت میرے کام میں مخل نہیں ہوتے بلکہ میں ان سے بہت سی نیک باتیں معلوم کر لیتا ہوں اس لئے کہ ان میں سے بعض واقعی سمجھدار ہیں۔"

"بعض!" ڈیوک نے اس لفظ پر زور دے کر کہا۔ "سب نہیں؟"

اس وقت دروازہ کھلا اور سراغرساں بوناونٹ داخل ہوا۔

اس نے اطلاع دی کہ گھر کی مہتمم عورت دکٹائر جواب تک بے ہوش پڑی تھی جاگ گئی ہے۔

"بہت اچھا اس کو لے آؤ۔" گوبرچرڈ نے حکم دیا۔

"میں چلا جاؤں؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"نہ۔ اپنے تکلیف نہ کریں۔" گوبرچرڈ نے کہا۔ "ہاں آپ چاہیں تو سوالات پوچھنے کے موقع پر یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔"

بوناونٹ رخصت ہوا۔ ڈیوک ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور گوبرچرڈ آتش دان کے سامنے کھڑا رہا۔

"سہ پہر کو جب آپ باہر گئے ہوئے تھے۔" ڈیوک نے سرسری طور پر کہنا شروع کیا۔ "تو ایم فارمری نے مجھ سے کہا تھا کہ میری رائے میں یہ عورت واقعات سے سراسر بے خبر ہے۔"

وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کی خواب گاہ بالا خانہ میں ہے؟" گوبر چرڈ نے بدستور خلیقانہ لہجہ میں پوچھا۔

"وہی کمرہ جس کی چھت میں کھڑکی بنی ہوئی ہے؟"

"جی ہاں وہی۔ مگر اس کا ان واقعات سے تعلق ہے؟"

"مہربانی سے میرے سوالوں کا جواب دیجئے۔ خود سوال پوچھنے کی ضرورت نہیں" سراغرساں نے قدرے تلخ لہجہ میں کہا "ہاں تو آپ اپنے کمرہ میں سوئیں۔ کیا وہاں چھت پر آپ کو کسی طرح کی آہٹ سنائی دی تھی؟"

"چھت پر؟" میں چھت کی آواز کیا سنتی۔ وہاں کوئی آواز تھی ہی نہیں" وکٹاٹر نے کہا۔

"گویا آپ نے چھت پر کوئی آواز نہیں سُنی؟"

"بالکل نہیں۔ آواز یہاں نچلے حصہ سے آرہی تھی۔"

"عجب۔ تو آپ جس وقت یہ دیکھنے کے لئے اٹھیں کہ یہ آواز کیسی ہے اُسوقت کسی نے آپ کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ اور اس جگہ لے آیا؟"

"ہاں آپ نے صحیح بیان کیا ہے۔"

"مگر آپ کے ہاتھ پاؤں اور منہ باندھنے کا عمل اسی کمرہ میں ہوا یا باہر؟" گوبرچرڈ نے دریافت کیا۔

"میں کہہ چکی ہوں کہ انھوں نے مجھے زینہ پر پکڑا تھا۔ اس کے بعد مجھے ڈھکیل کر یہاں لے آئے۔ اور باندھ دیا۔"

"میرا خیال ہے یہ کام ایک آدمی کے کرنے کا نہ تھا" گوبرچرڈ نے وکٹاٹر کی مضبوط بدنی ساخت کو نظر توصیف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بے شک جانئے میں چار سے کم آدمیوں کے قابو نہ آسکتی تھی۔" وکٹاٹر نے اندازِ فخر

سے کہا: "ان میں سے بھی دو کو اچھی رگڑ آئی ہوگی۔"

"بے شک بے شک" گوبر چوڈ نے تحسین آمیز لفظوں میں تسلیم کیا۔ "مگر جس وقت چار آدمی آپ کی شکیں باندھ رہے تھے تو باقی کیا پاس کھڑے ہوئے دیکھا کئے؟"

"نہیں وہ اور کاموں میں مصروف تھے۔"

"کن کاموں میں؟" گوبر چوڈ نے پوچھا۔

"بعض دیواروں سے تصویریں اتار رہے تھے۔ اور بعض انہیں کھڑکی کی راہ سے زینہ پر ہو کر نیچے لے جاتے تھے۔"

گوبر چوڈ نے نیم باز آنکھوں سے ڈیوک کی طرف دیکھا۔ مگر صورت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہونے دی۔

"اچھا اب یہ بتائیے کہ جو شخص دیوار سے کوئی تصویر اتارتا تھا وہ خود ہی اس کو لے کر زینہ سے اتر جاتا تھا یا کھڑکی کی راہ سے کسی اور ساتھی کو جو زینہ کی چوٹی پر کھڑا ہو۔ پکڑا دیتا تھا؟"

وکٹائر تھوڑی دیر چپ رہی۔ بظاہر تفصیل یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر کہنے لگی: "یاد آگیا۔ وہ خود ہی کھڑکی سے گزر کر چھوٹی زینہ کی راہ سے تصویر کو نیچے لے جاتا تھا۔"

"خوب یاد ہے؟" گوبر چوڈ نے باصرار پوچھا۔

"جی ہاں۔ اچھی طرح۔ آپ کو غلط فہمی میں ڈالنے سے مجھے کیا حاصل؟" اس نے جلدی سے کہا۔ گوبر ڈیوک نے دیکھا کہ اس وقت اس کے چہرہ سے قدرے بے چینی ظاہر ہونے لگی تھی۔

"ہاں یہ سچ ہے۔" گوبر چوڈ نے کہا۔ "مگر جس وقت چور اس کام میں مصروف تھے آپ کہاں تھیں؟"

"انھوں نے مجھے پردہ کے پیچھے ڈال دیا تھا۔"

"تمہیں نہیں۔ کمرہ میں آنے کے بعد؟"

"تب میں دروازہ کے پاس تھی۔"

"اور پردہ کہاں تھا؟ کیا آتشدان کے سامنے؟" گوبرچرڈ نے پوچھا۔

"نہیں ایک طرف۔ بائیں ہاتھ کو۔"

"اچھی طرح بتایئے کہ وہ ٹھیک کہاں تھا؟"

وکٹاریکٹی اور گوبرچرڈ کی مدد سے پردہ کو آتشدان کے بائیں جانب سرکا دیا۔

گوبرچرڈ نے پیچھے ہٹ کر اس کی طرف نظر غور سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا "معاملہ نہایت ضروری ہے۔ میں اس پردہ کی صحیح مقامیت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس کھریا مٹی ہے؟...... آپ کو سلائی کے کام میں اس کی ضرورت رہتی ہوگی"

"ہاں ہے۔ میں فرصت میں کبھی کبھی کسی خاکہ کا کپڑا سی دیا کرتی ہوں۔" وکٹاریہ نے کہا۔

"بس تو ذرا سی کھریا مٹی دیجئے۔"

"ٹھہریئے۔" اور وکٹاریہ نے چاک کا ٹکڑا نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر فوراً ہی رک کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی اور اندازِ وحشت سے کمرہ کے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اس کے رخساروں کی سرخی تبدیلِ زائل ہوگئی۔

"آہ! میں کیا کہہ رہی ہوں۔" اس نے مرتعش آواز سے کہا "میرے پاس کھریا مٹی کہاں ہے...... وہ تو پرسوں ختم ہوگئی تھی۔"

"نہیں میرا خیال ہے ہوگی۔ اچھی طرح جیبوں میں دیکھئے۔" گوبرچرڈ نے سختی سے کہا۔ اب اس کا خلیقانہ انداز رخصت ہوگیا تھا۔ چہرہ کا تبسم بھی مٹ گیا اور آنکھوں سے رعب ظاہر ہوتا تھا۔

"نہیں میرے پاس نہیں ہے۔" وکٹا ئر نے باصرار کہا۔

گویر جیرڈ نے آگے بڑھ کر دائیں ہاتھ سے اس کو مضبوط پکڑا اور دیا سلائیاں اس کی جیب میں ڈال دیا۔

"چھوڑ دو چھوڑ دو۔ میرا بازو کیوں مروڑتے ہو؟" وکٹائر نے گھبرا کر کہا۔ گویر جیرڈ نے گرفت ہٹالی اور پیچھے ہٹ گیا۔

اپنی چٹکی میں نیلگوں پیاک کا ٹکڑا پیش کرتے ہوئے اس نے کہا "یہ کیا ہے؟"

وکٹائر سیدھی کھڑی ہو گئی اور دلیری سے کہنے لگی "یہ کیا؟ چاک کا معمولی ٹکڑا ہے۔ کیا ایسی بے ضرر چیز کو پاس رکھنا اتنا سنگین جرم سمجھا جاتا ہے کہ سپاہی اس کی وجہ سے شریف عورتوں کی توہین کرے؟"

"اس کا فیصلہ صاحب مجسٹریٹ کریں گے۔" گویر جیرڈ نے کہا اور اس نے دروازہ کے پاس جا کر ملہ نادنٹ کو آواز دی جب ملہ نادنٹ آیا تو اس نے کہا "جس وقت جیل خانہ کی گاڑی آئے تو اس عورت کو سوار کر کے تھانہ بھیج دو۔"

"کیا مجھے؟ آخر میں نے کون سا جرم کیا ہے جس کے بدلے مجھے قید کیا جاتا ہے؟" وکٹائر نے چلا کر کہا: "میں بے قصور ہوں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ کھریا مٹی کا بے ضرر ٹکڑا جیب میں رکھنا یقیناً ایسا جرم نہیں کہ اس کی وجہ سے کسی کو قید کیا جائے۔"

"اس کا فیصلہ بھی مجسٹریٹ کے روبرو ہو گا — تمہیں جو کچھ کہنا ہے انہیں سے کہنا" گویر جیرڈ نے جواب دیا۔ "میں اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ شور و غل مچانا بے کار ہے۔ جاؤ۔ میرے آدمی کے ساتھ سیدھی طرح چلی جاؤ۔ اسی میں بہتری ہے۔"

یہ حکم اس نے آہستہ اور فیصلہ کن لہجہ میں صادر کیا تھا۔ وکٹائر نے ایک بار اس کے چہرہ کی طرف دیکھا پھر تخت سے سیدھی ہو کر چپ چاپ کمرہ سے چلی گئی۔

باب ۱۷

سونیا کا فرار

"دیکھا حضرت۔ یہی وہ عورت تھی جسے ایم فارمری واقعات سے بے خبر قرار دیتے تھے۔" گویر جیڈ نے ڈیوک کی طرف مڑ کر کہا۔

"مگر یہ چاک ... کیا وہی ہے"؟ ... ڈیوک نے پوچھا۔

دیکھ لیجئے۔ اس کا رنگ نیلا ہے اور دیواروں پر جس چاک سے دستخط کئے گئے وہ بھی نیلا تھا۔" گویر جیڈ نے کھریا مٹی کا ٹکڑا دکھاتے ہوئے کہا: "اس عورت کی طرف سے چاک کا ذکر آنے پر دفعتاً جس اضطراب کا اظہار ہوا اس سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ دستخط ضرور اسی ٹکڑے سے کئے گئے تھے۔"

"حیرت ہے۔" ڈیوک نے کہا: "دیکھنے میں کیسی معصوم! ... کتنی بے ضرر!"

"آہ! آپ لوپن کے عادات کو نہیں جانتے۔" گویر جیڈ نے جواب دیا۔ "عورتوں پر اس کا اتنا اثر ہے کہ وہ اس کی خاطر ہر کام کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ اس میں نیک دیانت دار اور بے ایمان کی قید نہیں جس سنہری بالوں والی عورت کا ذکر میں نے پیشتر کیا وہ نہایت پاکباز تھی۔ گینمارڈ کو اس کا پورا یقین تھا۔ بڑی ہوتی تو پولیس کو ضرور اس کا علم ہوتا۔ پھر گینمارڈ حلفاً ذکر کرتا ہے کہ جب اس نے لوپن کو

---

[1] دیکھو ناول "خونی ہیرا" مترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری۔ قیمت عہ
ملنے کا پتہ:۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز چوک گنج پوری۔ دہلی۔

جہاز پر ادلس پر گرفتار کیا ہے[1] تو ایک نہایت ایماندار مسافر عورت نے جو اسی جہاز پر سوار تھی اس کی خاطر لیڈی گارلینڈ کے جواہرات کو اپنے پاس رکھا جنھیں لوپن چرا کر امریکہ لے جا رہا تھا۔ ان جواہرات کے ساتھ آٹھ سو پونڈ کی ایک رقم اور بھی تھی۔ جسے اس نے ایک مسافر سے چرایا تھا"

"اس میں شک نہیں کہ بعض مردوں کو عورتوں پر ایک خاص سحری اثر حاصل ہوتا ہے" ڈیوک نے آہستہ سے کہا "میرے خیال میں علمائے سائنس کا فرض ہے کہ وہ اور تحقیقات چھوڑ کر سب سے پہلے اس راز کو حل کریں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ بارہا مجھ کو خیال آتا ہے کہ قطب جنوب کا سفر اختیار کرنے سے بہتر ہوتا اگر میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتا۔ خیر اس عورت ڈکنائر کی نسبت مجھے سخت ہی افسوس ہے۔ کیونکہ وہ شکل و صورت سے نہایت شریف اور حلیم نظر آتی ہے"

گوبر چیڈ نے شانوں کو حرکت دی۔ اور فلسفیانہ انداز سے کہنے لگا "ایسے لاتعداد شریف جیل خانوں میں بھرے ہوئے ہیں اور سچ پوچھئے تو ان کی تعداد حقیقی بدمعاشوں سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ ان کی نسبت جلد پکڑے جاتے ہیں"

"بخدا مجھے لوپن پر بہت غصہ ہے کہ وہ ایسی نیک عورتوں کو بھی مصیبت میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتا"۔ ڈیوک نے کہا۔

"مگر نہیں۔ وہ اپنے آدمیوں پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتا" گوبر چیڈ نے جلدی سے کہا "یہ عورت ڈکنائر اس کے آدمیوں میں سے پہلی ہے جسے ہم نے گرفتار کیا ہے۔ اس لحاظ سے میں اسے نیک فال سمجھتا ہوں"

---

[1] دیکھو کارنامہ جات آرسین لوپن۔ مترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ملنے کا پتہ :- نرائن دت سہگل اینڈ سنز۔ چوک فتح پوری۔ دہلی۔

کمرہ کے دوسری طرف جا کر اس نے اپنا لمبا کوٹ اٹھایا اور اس کی اندرونی جیب سے نام کے کارڈوں کا کیس نکالا۔ پھر ڈیوک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں آپ سے ایک عنایت چاہتا ہوں۔ جس وقت آپ باہر تشریف لے جائیں یہ کارڈ میرے آدمیوں کو جو دروازہ پر ہیں دکھا دیا کریں۔ کارروائی محض رسمی ہے۔ لیکن میں اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر مجھے کسی شخص سے کسی طرح کی رعایت کرنے کا حق حاصل نہیں۔ دروازہ پر جو آدمی متعین ہیں ان میں نے انکو حکم دے دیا ہے کہ وہ کسی شخص کو میری تحریری اجازت کے بغیر باہر نہ جانے دیں۔ البتہ لیم گور نے مارٹن کے عارضی مہمان اس سے مستثنےٰ ہیں۔ میں نے پوناوتٹ کو حکم دے دیا ہے کہ ان سے وہ کسی طرح کے پاس کا مطالبہ نہ کریں۔ دیکھئے میں پھر عرض کرتا ہوں یہ ایک ادنیٰ سی رعایت ہے جو میں آپ سے چاہتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو میری امداد سے دریغ نہ ہوگا۔ اگر آپ اس ضابطہ کی پابندی کریں گے تو کسی کے لئے وجہ شکایت باقی نہ رہے گی۔"

"کیا مضائقہ ہے۔" ڈیوک نے مسکرا کر کہا۔ "اگر اس سے آپ کو مدد ملتی ہے تو مجھے اعتراض نہیں۔"

"میں اس نوازش کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔" گوبر چرڈ نے کہا۔ اور اپنے نام کے کارڈ پر چند حروف لکھ کر ڈیوک کو دے دیا۔

اس نے اسے ہاتھ میں لیکر دیکھا۔ لکھا تھا۔

ڈیوک آف چارم ریس کو باہر جانے دو۔

جے گوبر چرڈ

"پورا فوجی انداز ہے۔" ڈیوک نے کارڈ کو واسکٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس وقت دروازہ پر دستک ہوئی۔ اور ایک لمبا لاغر اندام ریش دار

شخص اندر آیا۔

"آہ! ڈیوزی شکر ہے۔ تم آگئے۔ کہو کیا خبر لائے ہو؟" گویر چیرڈ نے پوچھا۔

ڈیوزی نے سلام کے بعد جواب دیا: "جناب عالی مجھے اپنی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک موٹر گاڑی پاس والے مکان کے اس دروازہ پر جو اس کی بغل میں گلی کے اندر واقع ہے۔ کھڑی تھی۔"

"کس وقت؟"

"رات کے چار اور پانچ بجے کے درمیان۔"

"کس نے اسے دیکھا؟"

"ایک بھنگی نے۔ کہتا ہے اس وقت قریباً پانچ بجے تھے کہ گاڑی روانہ ہوئی۔"

"چار اور پانچ بجے کے درمیان!..... قریباً پانچ بجے۔" گویر چیرڈ نے اس انداز سے کہا۔ گویا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہو۔ "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سامان لدنے سے پہلے انھوں نے تمکنات پاٹنے کا کام کیا۔ میرا اپنا یہی خیال تھا۔" غائب سے کوئی اور خبر؟"

"جی ہاں یہ معلوم ہوا ہے کہ اسباب کی موٹر چلے جانے پر ایک شخص جس نے موٹر سواری کا لباس پہنا ہوا تھا۔ مکان سے باہر نکلا۔" ڈیوزی نے کہا۔

"موٹر سواری کا لباس۔" گویر چیرڈ نے جلدی سے پوچھا۔

"جی ہاں مکان سے تھوڑی دور جا کر اس نے ایک نیم سوختہ سگریٹ کا ٹکڑا پھینک دیا۔ بھنگی کو چونکہ یہ سارا معاملہ عجیب معلوم ہوا اس لئے اس نے ادھ جلا سگریٹ اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا..... دیکھئے یہ ہے۔"

اس نے سگریٹ گویر چیرڈ کو پیش کیا۔ وہ پہلے اس کی طرف سرسری نظر سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس کی نگاہ اس پر جم گئی۔

چونک کر کہنے لگا۔ "سنہری سرے کا سگریٹ۔ اس پر مرسیڈیز کا نشان۔۔"

ڈیوک سے "یہ تو آپ ہی کے سگرٹوں میں سے ایک ہے۔"

"نہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" ڈیوک نے کہا۔

"میرا خیال ہے اس واقعہ کو رشتہ ثبوت کی ایک اور کڑی سمجھنا چاہیے۔ یقیناً اس طرح کے سگرٹ ایوان چارم ریس میں بھی ہوں گے۔" گو یرچرڈ نے کہا۔

"اوہ! یاد آگیا بے شک وہاں میں نے ایک ایک ڈبیہ اکثر میزوں پر رکھ چھوڑی ہے۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"بس تو معاملہ صاف ہے۔" گو یرچرڈ نے کہا۔

"اب معلوم ہوا کہ آپ کا خیال کیا ہے۔" ڈیوک کہنے لگا: "آپ کی رائے میں کیرولائے اور اسکے بیٹوں نے ایوان سے ایک ڈبیہ ان سگرٹوں کی اٹھالی ہوگی۔"

"سگرٹوں کی ایک ڈبیہ ہی نہیں۔ خدا جانے کیا کیا چیز ...."

"بے شک۔ بے شک .... لیکن میرا خیال تھا ...." ڈیوک کہنے لگا۔ مگر فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر رک گیا۔

"کیا؟" گو یرچرڈ نے پوچھا

"یہ کہ لوپن .... رات کے واقعہ کا مہتمم وہی تھا .... اور آپ کو دوسرے مکان پر سالویا کے جو پھول ملے ان سے بھی .... ثابت ہوتا ہے .... کہ لوپن ایوان چارم ریس سے آیا تھا۔"

"ظاہر ہے۔" گو یرچرڈ نے کہا۔

"اور وہ کیرولائے اور اس کے بیٹوں میں سے کوئی ایک تھا۔"

"یہ بالکل دوسرا سوال ہے۔" گو یرچرڈ نے کہا۔

"لیکن نہیں مجھے اس بارہ میں کامل یقین ہو چکا ہے۔" ڈیوک نے کہا: "دیکھئے تو اس سلسلہ کی سب کڑیاں کس طرح ملتی جا رہی ہیں۔ پہلے سالویا کے پھول ...."

اب یہ سگرٹ......"

"آپ کا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور مجھے آپ کے ذہن رسا کی داد دینی پڑتی ہے۔" گویر چرڈ نے کہا۔ "بخدا اگر آپ محکمہ سراغرسانی میں ہوتے.... کسر اتنی ہے کہ ابھی اس معاملہ میں کسی بات کو یقینی نہیں سمجھا جا سکتا۔"

"کیوں نہیں؟ اور کس طرح کا ثبوت درکار ہے؟ سوال یہ ہے کیا وہ کل ایوان چارم ریس میں موجود تھا؟ اور کیا اس نے موٹر کاروں کی چوری میں حصہ لیا؟"

"آپ کے آخری سوال کا جواب اثبات میں دیا جا سکتا ہے۔ لیکن عجب نہیں کہ لوپن سارا عرصہ پس پشت رہا ہو۔" گویر چرڈ نے کہا۔

"مگر کس صورت میں؟...... کون سا بھیس اختیار کر کے؟ بخدا مجھے اس شخص سے ملنے کی بڑی آرزو ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"تو آج رات مل لیجئے گا۔" گویر چرڈ نے جواب دیا۔

"آج رات! کیسے؟"

"اس کا وعدہ جو ہے کہ پونے بارہ اور بارہ کے درمیان تاج لینے آؤں گا۔" گویر چرڈ نے کہا۔

"اوہ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟" ڈیوک نے کہا۔ "یقیناً آپ اسے اتنا دلدلہ یا بیوقوف نہیں سمجھتے کہ وہ ایسا مجنونانہ فعل کرے؟"

"آپ کو اس شخص کا صحیح حال معلوم نہیں۔ آپ نہیں جانتے وہ کتنا دیدہ دلیر اور کیسا مستقل مزاج ہے۔ خطرہ میں پڑنا اسے خاص طور پر مرغوب ہے۔ جان بوجھ کر آگ میں گرتا ہے مگر... نہیں جلتا! پچھلے دس سال میں کئی بار میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اب کی بار اس کی گرفتاری یقینی ہے.... اب کے میں اسے نہیں چھوڑوں گا لیکن ان ساری امیدوں کے باوجود...."

گوبر چرڈ فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر رک گیا۔

"ہاں ان امیدوں کے باوجود؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"ان امیدوں کے باوجود دن گذرے جاتے ہیں۔ مگر وہ ہاتھ نہیں آتا۔ سچ جانئے وہ بڑا ہی چالاک ہے۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ ظریف بھی ہے۔۔۔۔۔ اس نے ظرافت کو فن لطیف کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔۔۔ چور! حرام زادہ!" اور سراغرساں نے غصہ سے دانتوں کو کٹکٹایا۔

"ڈیوک نے اس کی طرف دیکھا۔ اور آہستہ سے کہنے لگا" تو آپ کی رائے میں لوپن آج رات کو۔۔۔۔؟"

"اس معاملہ میں میری رائے کچھ نہیں" گوبر چرڈ نے جلدی سے قطع کلام کر کے زور دار لہجہ میں کہا" آپ بھی اس تحقیقات میں میرے ساتھ رہے ہیں۔ ہر ایک سراغ ہم نے مل کر ہی دریافت کیا ہے۔ آپ بھی اس شخص کے طریق کار سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ پھر کیا آپ کی رائے میں وہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا؟"

"میرا خیال ہے کہ کر سکتا ہے" ڈیوک نے تسلیم کیا۔

"بس تو پھر۔۔۔۔؟"

"بے شک۔۔"

گوبر چرڈ نے ڈیوزی کی طرف مڑکر قدرے ہلکی آواز سے کہا" جس وقت بھنگی نے یہ سگرٹ اٹھایا تو اس نے اس شخص کا تعاقب بھی کیا تھا؟"

"جی ہاں۔ تقریباً ایک سو گز تک وہ اس کے پیچھے گیا۔ کہتا ہے وہ شخص سوور سٹریٹ کی طرف گیا۔ اور وہاں جانب مغرب مڑکر ٹھہر گیا۔ اتنے میں سواری کی موٹر آئی۔ اور وہ اس پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔"

"موٹر!۔۔۔۔ کس طرح کی موٹر؟" گوبر چرڈ نے پوچھا۔

"بہت بڑی جس کا رنگ سیاہی مائل سرخ تھا۔" ڈیوزی نے جواب دیا۔

"لموسین طرز کی؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"جناب عالی میں نے تفصیل دریافت نہیں کی۔" ڈیوزی نے کہا۔

"بس جاؤ۔" گویر چرڈ نے اسے حکم دیا: "اب تم اصلی سراغ پر چلنے لگے ہو یقین ہے بہت جلد باقی معلومات بھی حاصل کرلوگے۔"

ڈیوزی سلام کرکے چلا گیا۔

"اب واقعات نے جلد جلد حرکت شروع کی ہے۔" گویر چرڈ نے خوش ہو کر کہا: "پہلے وکٹار...... اس کے بعد موٹر گاڑی......"

"ہاں بے شک" ڈیوک نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ اس موٹر کا جس میں اسباب لادا گیا تھا۔ پتہ لگانا دشوار نہ ہوگا۔" گویر چرڈ نے دل سے باتیں کرتے ہوئے قدرے بلند آواز سے کہا: "کم از کم چھ بجے تک اس کی نقل و حرکت کا سب حال جانا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد چونکہ اسباب کی اکثر موٹریں چلنے لگتی ہیں اس لئے شاید دقت ہو۔"

"مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ ہر طرح کی معلومات آپ کو... نوک زبان ہیں۔" ڈیوک نے تعریفی لہجہ میں کہا۔

"میں پیرس کی اندرونی زندگی کے ذرہ ذرہ سے واقف ہوں۔" گویر چرڈ نے کہا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد جرین کی خادمہ ارما نے کمرہ میں آکر ڈیوک سے عرض کیا۔

"اعتراض نہ ہو تو میڈم موازل کرشاف ایک لمحہ کے لئے آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"اوہ! کہاں؟" ڈیوک نے پوچھا۔
"اپنے کمرے میں۔"
"بہت اچھا۔ میں آتا ہوں۔" ڈیوک نے کہا۔ کہنا لائبریری میں ان سے ملوں گا۔
وہ اٹھ کر دروازہ کی طرف جانے لگا تھا۔ لیکن گویرچرڈ نے آگے بڑھ کر رستہ
روک دیا۔ اور مختصر طور پر کہنے لگا۔ "نہیں۔"
"نہیں کیا؟" ڈیوک نے انداز تکبر سے پوچھا۔
"آپ خفا نہ ہوں۔ میں سب حال عرض کرتا ہوں۔" گویرچرڈ نے کہا۔ اور
جیب سے ایک تہ کیا ہوا کاغذ نکال کر ڈیوک کو پیش کیا۔
ڈیوک نے پہلے گویرچرڈ کے منہ کو پھر اس کاغذ کی طرف جو اس کے ہاتھ
میں تھا دیکھا۔ کہنے لگا۔ "بہتر ہے۔" اس کے بعد ارما سے اس نے کہا۔ "میڈموازل
کرچیاف سے کہنا میں کمرہ نشست میں بیٹھا ہوں۔"
"بہت اچھا۔" ارما نے کہا اور وہ واپس جانے کے لئے مڑی۔
"کہنا میں پانچ منٹ کے لئے مصروف ہوں..... صرف پانچ منٹ
کے لئے سمجھیں؟"
"جی ہاں۔" ارما نے کہا۔ اور وہ دروازہ کی طرف گئی۔
"میڈموازل کرچیاف سے کہہ دینا۔ ٹوپی اور کوٹ پہن لے۔" گویرچرڈ نے کہا۔
"بہت اچھا۔" ارما نے کہا اور وہ چلی گئی۔
ڈیوک گویرچرڈ کی طرف مڑا اور کہنے لگا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا.....
کس لئے؟....."
"یہ کاغذ مجھے ایم فارمری سے ملا ہے" گویرچرڈ نے کہا۔ اور اس نے وہی
تہ کیا ہوا کاغذ پھر پیش کیا۔

"آخر یہ کیا ہے؟" ڈلیوک نے پوچھا۔

"وارنٹ"

"کیا؟...... وارنٹ گرفتاری! ...... یقیناً میڈ موازل کرچیاف کی گرفتاری کے لئے نہیں؟"

"جی ہاں! اُسی کے لئے۔"

"رہنے دو۔" ڈیوک نے کہا۔ "آپ اس معصوم بچہ کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔"

"جی ہاں۔" گویر چرڈ نے آہستہ سے کہا: "سہ پہر کی جرح میں اس کے جوابات تسلی بخش نہ تھے اس نے جو کچھ کہا اس سے پریشانی۔ شک اور تردید ظاہر ہوتی تھی۔"

"اس لئے آپ نے اس کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟" ڈیوک نے ابرو سکیڑ کر پوچھا۔

"فیصلہ ہی نہیں کیا بلکہ اس پر عمل بھی کیا چاہتا ہوں۔" گویر چرڈ نے کہا۔ "میرا خیال ہے قیدیوں کی گاڑی آچکی ہوگی۔" گھڑی دیکھ کر: "وہ اور دکٹا ٹرہ اکٹھی چلی جائیں تو کیا ہرج ہے۔"

"آپ اس کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں...... آپ نے اس کو حوالات بھیجنے کا ارادہ کر لیا ہے۔" ڈیوک نے انداز فکر سے کہا۔ اور وہ گہری سوچ کی حالت میں کمرہ کے اندر دو تین قدم ادھر اُدھر چلا۔

"غالباً آپ ہماری مشکلات کو سمجھتے ہیں۔" گویر چرڈ نے معذرتی لہجہ میں کہا۔ "سچ جانئے ذاتی طور پر میڈ موازل کرچیاف سے مجھے کسی طرح کا عناد نہیں فی الحقیقت اس کے اندر میرے لئے ایک خاص کشش ہے......"

"دیکھئے تو اس کی صورت پر کیسی معصومیت برستی ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "بالکل اس بچہ کی طرح جو رستہ بھول گیا ہو...... زندگی کا رستہ...... عزیبا نے

چوری چھپانے کی جگہ بھی کہاں تلاش کی۔۔۔۔ لپٹا ہوا رومال جو پاس والے مکان کے چھوٹے کمرہ کے کونے میں پڑا تھا۔۔۔۔ نہیں نہیں۔ میں نہیں مانتا۔" یہ سب بے جوڑ جملے ڈیوک نے اس انداز سے کہے۔ گویا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہو۔

"رومال!" گویر حیرڈ نے چونک کر پوچھا "کون سا رومال؟"

"مجھے اس کی ناتجربہ کاری پر رحم آتا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"مگر اس لپٹے ہوئے رومال میں کیا تھا؟۔۔۔۔ کیا گلوبند؟" گویر حیرڈ نے پوچھا۔

"آپ کو معلوم نہیں؟ میرا خیال تھا۔ آپ کو سب حال معلوم ہے۔ ایم فارمری جاتے وقت آپ کے لئے مفصل اطلاع چھوڑ گئے تھے۔" یہ فقرات ڈیوک نے اس طرح کہے۔ گویا اسے سراغرساں کی ناواقفیت پر تعجب تھا

"لیکن نہیں۔ مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی!" گویر حیرڈ نے کہا۔

"ایم فارمری کی اطلاع آپ کو نہیں ملی؟" ڈیوک نے اور زیادہ تعجب ہو کر پوچھا "شاید انھوں نے اسے کل پر ملتوی کر دیا۔ آپ باہر گئے ہوئے تھے کہ وہ رومال ان کو ملا۔ میرا خیال ہے میڈ موازل کرچیاف آپ کے جانے کے بعد جلدی ہی اپنے کمرہ سے باہر نکل گئی تھی۔"

"کیا ایم فارمری کو میڈ موازل کرچیاف کا رومال ملا تھا؟۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ اب کہاں ہے؟" گویر حیرڈ نے پوچھا۔

"صاحب مجسٹریٹ نے اس میں سے گلوبند نکال کر رومال پھینک دیا۔ میرے خیال میں وہ اسی کونے میں پڑا ہے۔ جہاں وہ ان کو ملا تھا،" ڈیوک نے جواب دیا۔

"ارر! انھوں نے رومال کو پھر وہیں رکھ دیا؟ کتنی بے وقوفی! ایم فارمری کو چاہئیے تھا مرغیاں پالتے۔ اس کے سوا وہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔"

وہ دوڑتا ہوا آتشدان کی طرف گیا۔ لالٹین اٹھا کر اسے روشن کیا پھر

کہنے لگا: "آپ نے رومال کہاں بتایا ؟"

دوسری منزل پر دائیں طرف کے چھوٹے کمرہ کے بائیں کونے میں۔ لیکن آپ میڈموازل کرچیاف کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو رومال کے لئے دوڑ دھوپ بیکار ہے۔ اس سے کیا حاصل ہوگا ؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"معاف فرمائیے میں اس رومال کی اہمیت کو خوب جانتا ہوں۔"

"کس پہلو سے ؟"

"میڈموازل کرچیاف کی گرفتاری کے معاملے میں اب تک میرے پاس کوئی فیصلہ کن ثبوت نہ تھا۔ میں صرف شبہ پر گرفتار کر رہا تھا۔ مگر اب......"

"کیا ؟" ڈیوک نے حیرت و خوف ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اب آپ نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی مجرم ہے۔ جس صورت میں اس نے گلوبند کو دوسرے کمرے میں چھپایا تو واضح ہوگیا کہ وہ اس طرف جانے کے خفیہ رستہ سے بھی واقف ہے جس کے معنی صاف لفظوں میں یہ ہیں کہ وہ ضرور چوروں سے ملی ہوئی تھی۔" گویرچیرڈ نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

"اف ! تو کیا آپ اسے چوروں کا شریک سمجھتے ہیں ؟" ڈیوک نے پوچھا۔

ہائے افسوس ! میں نے کتنی بڑی نادانی کی..... مقام حسرت ہے کہ آپ کو میری بدولت ثبوت حاصل ہوا..... میری بدولت جو غریب سونیا کا حامی تھا۔"

یہ الفاظ اس نے دلی رنج و الم کے لہجہ میں کہے۔

"مگر اس طرح کا ثبوت مہیا کرنا آپ کا فرض تھا۔" گویرچیرڈ نے سختی سے کہا اور وہ ستون پر چڑھ کر شگاف کے رستہ دوسرے کمرہ میں جانے کو تیار ہوگیا۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ آسکتا ہوں ؟ میں بتاؤں گا رومال کہاں رکھا ہوا ہے۔" ڈیوک نے مضطرب ہو کر پوچھا۔

"بس مہربانی! میں تنہا جانا ہی پسند کرتا ہوں"۔ گوڈیرچرڈ نے کہا۔
"میری امداد مفید ہو گی۔"
"نوازش"
"میں آپ کے ساتھ آتا ہوں۔"
"بالکل نہیں"۔ گوڈیرچرڈ نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "دیکھئے اصرار کرنا سراسر بیکار ہے۔ میں اکیلا ہی جاؤں گا۔ اور ایک دو منٹ کے عرصہ میں واپس آجاؤں گا۔"
"خیر آپ جائیں۔" ڈیوک نے مایوسانہ انداز سے کہا۔
گوڈیرچرڈ کی ٹانگیں اسے آتشدان میں غائب ہوتی نظر آئیں۔ تھوڑی دیر تک وہ کان لگا کر سنتا رہا۔ پھر جب اس نے گوڈیرچرڈ کے دوسری جانب کودنے کی آواز سنی۔ تو تیز چل کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ پہرہ دار کی کرسی پر بونا دنت بیٹھا تھا اور سونیا کوٹ اور ٹوپی پہن کر زینہ کی راہ سے آ رہی تھی۔"
ڈیوک نے کمرہ نشست کی طرف منہ کر کے خالی کمرہ سے کہا۔ "ایم گوڈیرچرڈ میڈموازل کرچیاٹ آگئی ہیں۔"
اس نے دروازہ کھلا ہی رہنے دیا۔ اتنے میں سونیا زینہ سے اتر آئی تھی۔ وہ دروازہ کی راہ سے اندر داخل ہوئی۔ ڈیوک نے اس کے پیچھے کمرہ نشست میں جا کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔"
پھر آواز دبا کر کہنے لگا۔ "وقت قیمتی ہے۔"
"فرمائیے کیا ارشاد ہے؟" سونیا نے فکر کے لہجہ میں پوچھا۔
"گوڈیرچرڈ تمہاری گرفتاری کا وارنٹ لئے پھرتا ہے۔"
"بس تو میرا تباہ ہونا یقینی ہے۔" سونیا نے مضطرب ہو کر کہا۔
"ڈرو نہیں۔ بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو فوراً یہاں سے چلی جاؤ۔"

"مگر میں کس طرح جا سکتی ہوں؟ کسی شخص کو باہر جانے کی اجازت نہیں۔ ایم گویرچیڑ نے فیصلہ کن احکام جاری کر رکھے ہیں۔"

"یہ مشکل رفع ہو سکتی ہے۔" ڈیوک نے اطمینان سے کہا۔

گویرچیڑ کے لمبے کوٹ کے پاس جا کر جو کھونٹی سے لٹکا رہا تھا۔ اس نے اندرونی جیب سے ملاقاتی کارڈوں کا کیس نکالا۔ اور لکھنے کی میز کے پاس بیٹھ گیا۔ اپنی واسکٹ کی جیب سے اس نے وہ پاس جو گویرچیڑ نے دیا تھا۔ اور پنسل نکالی۔ کارڈ کیس سے گویرچیڑ کے نام کا ایک کارڈ نکال کر اپنے پاس اس کے برابر رکھا اور حیرت انگیز صفائی سے گویرچیڑ کے خط کی نقل اتارنی شروع کی۔ ذرا سی دیر میں سادہ کارڈ پر لکھا گیا۔

میڈم موازل کرچیان کو باہر جانے دو۔

جے گویرچیڑ

سونیا پاس کھڑی خوف سے ہانپ رہی تھی۔ جب تک وہ لکھنے میں مصروف رہا اس نے اس کی طرف دیکھا کی۔

ڈیوک نے آخری نقطہ ختم کیا تھا کہ ڈرائنگ روم کے دوسری جانب خالی مکان میں کچھ آواز سنائی دی۔ اس نے آتشدان کی طرف دیکھا۔ اس وقت وہ زہر آلود تھا جوش کی حالت میں دانت نظر آتے تھے۔ دونوں مٹھیاں کس کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور آتشدان کی طرف گیا۔

" ادھر سے آواز آئی:" آپ نے رومال کا پتہ کہاں دیا تھا؟ میں نے بہت تلاش کیا۔ کہیں نظر نہیں آتا۔"

"کیا کہا؟" ڈیوک نے آہستہ سے پوچھا۔

" وہ رومال جس کا آپ ذکر کر رہے تھے۔ سعی بسیار کے باوجود کہیں نظر

نہیں آتا،" گوبرچرڈ نے کہا۔" آپ نے دائیں طرف والے چھوٹے کمرہ کے بائیں کونے کا پتہ دیا تھا نا؟ وہاں نہیں ہے۔"

" میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھے ساتھ لے جاؤ اس طرح فوراً مل جاتا۔" ڈیوک نے فاتحانہ انداز سے کہا،" آپ نے میرا مطلب سمجھنے میں غلطی کی۔ اسے بائیں جانب چھوٹے کمرہ کے دائیں کونے میں تلاش کیجئے۔"

"پہلے آپ دائیں طرف کے چھوٹے کمرہ کے بائیں کونہ میں بتاتے تھے۔"

گوبرچرڈ نے شگاف کے دوسری طرف سے جھلا کر لوا۔

انھیں اس کے قدموں کی چاپ پیسے ہٹتی سنائی دی۔ معلوم ہوتا تھا دوسری بار پھر رومال تلاش کرنے گیا ہے۔

سونیا سے مخاطب ہو کر ڈیوک نے کہا:" اب ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ دروازہ پر جو لوگ پہرہ دے رہے ہیں انھیں یہ کارڈ دکھا دینا۔ کوئی مزاحمت نہ کریگا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے کارڈ اس کے ہاتھ میں ٹھونس دیا۔

" لیکن ..... لیکن ..... یہ کارڈ ....." سونیا نے رکتے ہوئے کہا۔

" میں کہتا ہوں جاؤ۔ وقت قیمتی ہے۔"

" مگر یہ کیا جنون ہے ....!" سونیا نے انداز وحشت سے کہا۔" جس وقت گوبرچرڈ کو معلوم ہوگا کہ آپ نے ....."

" پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" ڈیوک نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ " و یہ بتاؤ یہاں سے تم کہاں جاؤگی"

شار کے پاس ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں۔ وہاں جاؤنگی۔ سونیا نے کہا:" مگر یہ کارڈ ....."

" اس جگہ ٹیلیفون ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"ہاں نمبر ۵۵ سنٹرل،" سونیا نے جواب۔
ڈیوک نے ٹیلیفون کا نمبر قمیض کے سرے پر لکھ لیا۔ پھر کہنے لگا "اگر میں نے
کل صبح ساڑھے آٹھ سے پہلے ٹیلی فون نہ کیا تو سیدھی میرے مکان پر چلے آنا۔"
"بہت اچھا،" سونیا نے کہا "مگر اس کارڈ کی نسبت ..... جس وقت ..
گویر چرڈ کو معلوم ہوا ..... جب اس کا پتہ لگا ..... دیکھئے میں کسی حال میں آپ
کو مبتلائے مصیبت کرنا نہیں چاہتی۔"
"تم میری نسبت ذرا بھی فکر نہ کرو۔ جاؤ۔ دیر خطرناک ہے۔" اور یہ کہتے
ہوئے ڈیوک نے اُسے دائیں بازو کا سہارا دیکر دروازہ کی طرف ہٹایا۔
"میں آپ کے احسانات کیونکر بھول سکتی ہوں؟" سونیا نے آہستہ سے کہا
"ڈیوک کا دوسرا بازو بھی اس کی کمر میں لپٹ گیا۔ اس نے اس کو اپنی
طرف کھینچا۔ دونوں کے ہونٹ پیوست ہو گئے۔
تھوڑی دیر بعد اس نے چھوڑ دیا۔ اور دروازہ کھولتے وقت بلند آواز
سے کہنے لگا "تو کیا میڈ موائسل کرچاف آپ گاڑی پر نہ جائیں گی؟"
"جی نہیں۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ شب بخیر۔" سونیا نے کہا۔ اور وہ بڑے
اطمینان کے ساتھ دروازہ کی راہ سے باہر نکل گئی۔

باب ۱۸

لوپن کا انتظار

ڈیوک نے دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا۔ اس وقت اس کی سانس تیز چل رہی تھی۔ اور چہرہ سے فکر و تشویش ظاہر تھی۔ تھوڑی دیر میں صدر دروازہ کے کھل کر بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اس وقت وہ اطمینان کی سانس لیکر مسکراتا ہوا کمرہ نشست میں آیا۔ کارڈ کیس کو دوبارہ گویرچرڈ کے جیب میں رکھ دیا۔ ایک سگرٹ جلا کر آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور بے فکری سے مہرلوسال کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں شگاف کے دوسری جانب خالی کمرہ کے فرش پر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور معاً گویرچرڈ سٹول سے اتر کر آتشدان سے باہر نکل آیا۔

اس کے چہرہ سے پریشانی ظاہر تھی۔

کہنے لگا "سمجھ میں نہیں آتا۔ کیوں۔ مجھے اس جگہ کچھ نہیں ملا۔"

"کچھ نہیں؟" ڈیوک نے پوچھا

"ہاں کچھ نہیں۔ کیا آپ کو پورا یقین ہے۔ وہ رومال دوسری منزل کے کسی چھوٹے کمرے میں پڑا تھا؟"

"ہاں ہاں کیا اب نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے اچھی طرح دیکھا نہیں۔" ڈیوک نے طنز آمیز لہجہ میں

کہا۔ آپ کی بجائے میں ہوتا تو پھر جا کر تلاش کرتا۔"

"میری یہ عادت نہیں۔ مجھے کسی چیز کو تلاش کرنا ہو تو ایک ہی بار ایسے مکمل طریق پر کرتا ہوں کہ پھر دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اس کے باوجود معاملہ عجب ہے۔ کیا آپ کے نزدیک نہیں؟" گوپر چرڈ نے پریشانی سے پوچھا۔

"بے شک عجیب سا عجیب ہے۔" ڈیوک نے مبہم طور پر مسکراتے ہوئے کہا۔

گوپر چرڈ نے اس کی طرف بے چینی سے دیکھا۔ پھر گھنٹی بجائی۔

یونا ونٹ حاضر ہوا۔

اس سے مخاطب ہو کر اس نے کہا: "میڈ موازل کرچناف کو لاؤ۔ کتنا بہت دیر ہو گئی ہے۔"

"میڈ موازل کرچناف!" یونا ونٹ نے اندازِ حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیا اس کو حوالات میں نہیں بھیجا ہے؟"

"لیکن میڈ موازل کرچناف تو چلی گئی۔" یونا ونٹ نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔

"چلی گئی! کہاں! کس طرح؟" گوپر چرڈ نے پوچھا۔

جناب عالی۔ اس کو گئے بہت دیر ہو گئی۔" یونا ونٹ نے آہستہ سے کہا۔

"دیوانے ہو گیا؟ ..... ہوش کی بات کرو۔" گوپر چرڈ نے کہا۔

"جی میں دیوانہ نہیں۔ ہوش میں ہوں۔" یونا ونٹ کہنے لگا۔

"تو پھر اس سے کیا مطلب کہ میڈ موازل کرچناف چلی گئی؟ اسے کس نے جانے دیا؟"

"آپ کے پہرہ داروں نے۔"

"میرے پہرہ داروں نے!" گوپر چرڈ نے فرطِ حیرت سے آنکھیں کھول کر پوچھا۔ انھوں نے میرے دستخطی پاس کے بغیر کیوں جانے دیا...... ذرا ان گدھوں کو

میرے پاس بھیجو تو۔"

زینہ کے پاس جا کر پوناونٹ نے نیچے منہ کر کے پہرہ والوں کو آواز دی۔ گویرچرڈ اس کے ساتھ تھا۔ دونوں پہرہ دار زینہ کی راہ سے ڈگمگاتے ہوئے آئے اور کمرۂ نشست میں داخل ہوئے۔

گویرچرڈ نے جھلا کر پوچھا "کس احمق نے تمھیں ہدایت کی تھی۔ کہ میڈموازل کرچناف کو میرے دستخطی پاس کے بغیر جانے دینا؟"

"جناب عالی اس کے پاس آپ کا دیا ہوا دستخطی پاس موجود تھا..... اور وہ آپ ہی کے کارڈ پر لکھا ہوا تھا۔" پہرہ داروں میں سے ایک نے رک رک کر کہا۔

"میرے کارڈ پر؟" گویرچرڈ نے متعجب ہو کر پوچھا "تو یقیناً وہ جعلی تھا۔"

تھوڑی دیر وہ حالت فکر میں کھڑا رہا۔ پھر آہستہ سے دونوں آدمیوں کو واپس اپنی جگہ پہ چلے جانے کے لئے کہا۔ ایک دو منٹ اور وہ گہری سوچ میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس معمے کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس کے بعد آہستہ سے کمرۂ نشست میں واپس ہوا اور ڈیوک کی طرف بے چینی سے دیکھا۔

آخر الذکر اب تک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا اطمینان سے سگرٹ پی رہا تھا لیکن گویرچرڈ بہت دیر اس طرح اس کی طرف نظر جما کر دیکھتا رہا۔ گویا آج اس نے اول مرتبہ اسے دیکھا تھا۔

"کہئے" ڈیوک نے پوچھا "آپ نے اس معصوم لڑکی کو حوالات میں بھیج دیا؟" ایم گویرچرڈ آپ کی اس کارروائی کو میں کسی طرح مستحسن نہیں سمجھتا۔ مجھ سے اپنی عمر میں کبھی ایسی خطا ہو جائے تو یقیناً رات کو سونا غیر ممکن ہو۔"

"آپ نے نہیں سنا۔ وہ معصوم لڑکی ایک جعلی پاس کی مدد سے فرار ہو گئی

ہے ۔" گویرچرڈ نے آہستہ سے کہا۔

"بخدا مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ۔" ڈیوک نے کہا "ایم گویرچرڈ میں اس ہمدردی کے لئے معافی کا خواستگار ہوں ۔ لیکن مجبوری ہے ۔ میرے دل میں اس معصوم لڑکی کے لئے خاص کشش پیدا ہو چکی تھی ۔"

"آپ اسے معصوم کہتے ہیں ۔" گویرچرڈ نے خشک لہجہ میں کہا " مگر اس کے باوجود وہ لوپن سے ملی ہوئی تھی ۔"

"آپ کا واقعی یہ خیال ہے ؟" ڈیوک نے شک کے لہجہ میں دریافت کیا ۔

"جی ہاں بے شک " گویرچرڈ نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا ۔ پھر آہستہ سے اُس نے پریشانی کے لہجہ میں کہا ۔

لیکن سوال یہ ہے ۔ اسے وہ جعلی پاس ملا کیونکر ؟"

ڈیوک نے سر کو خفیف سی حرکت دی ۔ مگر الو کی سنجیدہ صورت بنا کر بیٹھا رہا گویرچرڈ نے پھر اس کی طرف بے چینی سے دیکھا ۔ اس کے بعد کمرہ نشست سے باہر جا کر دروازہ بند کر لیا ۔

بوناونٹ سے اس نے پوچھا " میڈموازل کرچیاف کو گئے کتنی دیر ہوئی ؟"

"پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ۔" بوناونٹ نے جواب دیا " جس وقت وہ باہر آئی تو معلوم ہوتا تھا کمرہ نشست میں آپ سے گفتگو کر کے آ رہی ہے ۔"

"کمرہ نشست میں مجھ سے ؟" گویرچرڈ نے انداز حیرت سے کہا ۔

"جی ہاں " بوناونٹ نے جواب دیا " وہ باہر آتے ہی اطمینان سے نیچے اتر گئی ۔ کسی نے اس کو نہیں روکا ۔"

گویرچرڈ کے منہ سے آہ سرد نکلی اور وہ تیز چلتا ہوا کمرہ نشست کی طرف گیا ۔ اس کے دوسرے سرے پر اس نے اپنے لمبے کوٹ کی جیب سے ملاقاتی

کارٹنوں کا کیس نکالا اور کارڈ گن کر ڈیوک کی طرف استفہامی نظر سے دیکھا۔

ڈیوک نہایت دلربا انداز سے مسکرایا۔

گویر جیرڈ کو گلا رکتا معلوم ہوا مگر اس نے جلدی ہی اضطراب کو فرو کر لیا کارڈکیس کو اس کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر جو اس نے پہنا ہوا تھا آواز دی۔ "بونا ونٹ بونا ونٹ!"

دروازہ کھلا اور بونا ونٹ حاضر ہوا۔

"تم نے وکٹائر کو قید خانہ کی گاڑی میں بھیج دیا؟" اس نے پوچھا۔

"جی ہاں بہت دیر ہوئی۔" بونا ونٹ نے جواب دیا۔ "گاڑی ساڑھے نو بجے سے منتظر کھڑی تھی۔"

"ارے ساڑھے نو بجے سے..... میں نے تو حکم دیا تھا کہ پونے گیارہ سے پہلے اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے افسران جیل اب زیادہ پابند وقت ہونا سیکھ رہے ہیں خیر مضائقہ نہیں۔"

"کیا دوسری گاڑی کو واپس بھیج دیا جائے؟" بونا ونٹ نے پوچھا۔

"دوسری گاڑی!..... یعنی کون سی؟"

"وہ جو اب آئی ہے۔"

"کیا! بونا ونٹ کس طرح کی باتیں کر رہے ہو؟" گویر جیرڈ نے جس کے چہرہ پر دفعتاً آثار اضطراب ظاہر ہو گئے تھے پوچھا۔

"کیا آپ نے دو گاڑیاں طلب نہ کی تھیں؟" بونا ونٹ نے سوال کیا۔

گویر جیرڈ زور سے اچھلا۔ حیرت و جوش سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا کہنے لگا۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ قیدیوں کو لیجانے کی دو گاڑیاں یہاں آئی ہیں؟"

"جی ہاں دو۔" بونا ونٹ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"ارے ستیاناس!" گویرچیرڈ نے گھبرا کر کہا۔ "تم نے وکٹائر کو کون سی میں سوار کر کے بھیجا؟ جلدی کہو۔"

"اس میں جو پہلے آئی تھی۔"

"اس پر پولیس کے آدمی تھے؟"

"جی ہاں۔"

"تم نے ان کو پہچانا؟"

"نہیں۔" بونا دنٹ نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے نئے آدمی تھے۔ انھوں نے بیان کیا ہم جیل خانہ سانٹی سے آرہے ہیں۔"

"بیوقوف! احمق!" گویرچیرڈ نے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا۔ "تم نے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔"

"کیوں۔ مگر کیا ہوا؟" بونا دنٹ نے گھبرا کر پوچھا

"ہوا کیا تیرا سر!" گویرچیرڈ نے گرج کر کہا۔ "دیکھتا نہیں کہ دشمن ہماری آنکھوں میں خاک ڈال کر سب کچھ کر گیا۔ ایسا دار...... بخدا ایسا دار!"

"کیا لوپن کا؟" ڈیوک نے آہستہ سے پوچھا۔

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا......" بونا دنٹ نے کہنا شروع کیا۔

"تمہاری سمجھ میں کیا خاک آئے گا۔" گویرچیرڈ نے چلا کر کہا۔ "نادان تم نے وکٹائر کو فرضی گاڑی میں سوار کر کے بھیج دیا۔ یعنی اس گاڑی میں جو لوپن کی بھیجی ہوئی تھی۔ اُف! کمبخت ہر بار نیا دار کرتا ہے۔"

"اس کے طرز عمل سے دور اندیشی ظاہر ہوتی ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "جب اس نے سمجھا۔ وکٹائر کو ضرور گرفتار کیا جائے گا۔ تو پہلے سے اس کو بچانے کا انتظام کر لیا۔"

"ہاں مگر سوال یہ ہے کہ سب کچھ ہوا کیونکر؟ ہمارے انتظام میں کونسا رخنہ تھا جس سے یہ خرابی پیدا ہوئی؟" گویر چرڈ نے سخت جوش کی حالت میں کہا: اُسے ڈاکٹر کا یہ بیان کیونکر معلوم ہوا کہ وکٹاٹر کو دس بجے ہوش آئے گا؟ دروازہ پر دن بھر پہرہ دار متعین رہے۔ گھر کے کسی آدمی کو باہر جانے تک کی اجازت نہیں دی گئی۔ جس قدر سامان ضرورت درکار تھا میرے اپنے آدمیوں کی معرفت آیا۔ اس کے باوجود جس وقت وکٹاٹر گرفتار ہوئی۔ لوپن اس کو بچا کر لے گیا۔ دیکھنا یہ ہے وہ کس نقص سے فائدہ اٹھا رہا ہے؟"

بونا ونٹ کی طرف مڑ کر اس نے کہا: "بیوقوفوں کی طرح منہ پھاڑ کر کھڑے رہنا بیکار ہے۔ اوپر کی منزل میں جاؤ اور وکٹاٹر کے کمرہ کی پھر تلاشی لو عجب نہیں۔ انسپکٹر سے کوئی چیز اور بھی نظر انداز ہو گئی ہو۔ جیسے پیشتر اس نے خود وکٹاٹر کو نظر انداز کر دیا تھا۔ جاؤ جلدی کرو۔"

بونا ونٹ تیز چلتا رخصت ہوا اور گویر چرڈ جس کا چہرہ جوش غضب سے بگڑا ہوا تھا کمرہ میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

"ایم گویر چرڈ اب میں بھی آپ کا ہم خیال ہوتا جا رہا ہوں کہ یہ شخص لوپن واقعی صاحبِ کمال ہے۔" ڈلوک نے آہستہ سے کہا: "قیدیوں کی گاڑی بھیجنے میں اس نے خوب کیا۔"

"وہ دیکھئے میں نے اس کو بھی قید نہ کیا تو سہی۔" گویر چرڈ نے جوش کی حالت میں کہا: "مصیبت یہ ہے کہ واسطہ ایسے بیوقوفوں سے پڑ گیا ہے۔ یہ لوگ عام فراست سے بھی کام لیتے تو لوپن کے لئے ایسی چالاکی غیر ممکن تھی۔"

"میں بہت تو نہیں کہہ سکتا۔" ڈلوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا: "مگر اتنا ضرور ہے کہ اس قسم کی چالاکی معلوم کرنے کے لئے ایک غیر معمولی احمق کی ضرورت تھی۔"

"یعنی ؟" گویر چیرڈ نے مضطرب ہوکر پوچھا۔

" آپ دیکھتے نہیں۔ معاملہ کتنا سادہ ہے۔ اور اس کے ساتھ دلیرانہ بھی۔"

"ہاں۔" گویر چیرڈ نے مجبوراً تسلیم کیا۔ "مگر کیا میں اپنے آدمیوں کو بارہا نہیں کہتا تھا کہ ہر شخص..... ہر چیز کو مشکی سمجھو۔ شک کرنا سراغرسانی کی پہلی منزل ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص اس صیغہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

"پھر آپ کا پیشہ باعث آرام نہیں۔" ڈیوک نے کہا۔ "گو ممکن ہے اس میں کبھی کچھ دلچسپیاں ہوں۔"

"رفتہ رفتہ آدمی اس کے تکلیف دہ پہلوؤں کا عادی ہوجاتا ہے۔" گویر چیرڈ نے کہا۔ اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ گویر چیرڈ اٹھ کر پاس گیا۔ اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ پھر کہنے لگا۔

"کہئے..... میں ہوں چیف انسپکٹر گویر چیرڈ۔" ڈیوک کی طرف مڑ کر "ایوان چارم ریس کا مالی بولتا ہے۔"

"ہاں۔" ڈیوک نے سرسری طور سے کہا۔

گویر چیرڈ نے پھر ٹیلیفون کی طرف منہ کر لیا۔ "سنتے ہو؟..... میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کل کس نے تمھارے باغ میں سالویا کے سرخ پھول توڑے تھے؟"

"میں کہہ چکا ہوں میں نے۔" ڈیوک نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔" گویر چیرڈ نے کہا۔ پھر ٹیلیفون کی طرف منہ کر کے "ہاں کل ..... کسی اور نے نہیں؟..... صرف ڈیوک آف چارم ریس نے؟..... تمہیں کامل یقین ہے..... ؟..... پورا؟..... کسی طرح کا شک نہیں؟..... بس اتنا ہی معلوم کرنا تھا..... بس!"

ڈیوک کی طرف مڑ کر اس نے کہا۔ "آپ نے سن لیا۔ مالی کہتا ہے کل آپ

ہی پھولدار پودے دیکھنے گئے تھے ۔ اور آپ کے سوا کسی کے لئے سالویا کے پھول توڑنا غیر ممکن تھا۔"

"خوب " ڈیوک نے لاپروائی سے کہا۔

گوپر چرڈ نے پھر اس کی طرف دیکھا ۔ اب اس کی پیشانی فکر سے شکن آلود تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلا۔ اور یونا دنٹ داخل ہوا۔ کہنے لگا میں نے وکٹار کے کمرہ کی تلاشی لے لی۔ وہاں صرف ایک دعا کی کتاب ملی ہے۔ جو اس کی میز پر رکھی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے انسپکٹر نے اس کو نہیں چھیڑا۔"

"کتاب میں کیا ہے ؟" گوپر چرڈ نے اسے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

" فوٹو کی تصویر۔" یونا دنٹ نے جواب دیا :" اور چونکہ ہمیں اس کی گرفتاری کے لئے حلیہ مشتہر کرنا پڑے گا۔ اس لئے امید ہے یہ تصویر فائدہ مند ہوگی۔"

گوپر چرڈ نے دعا کی کتاب سے فوٹو نکالا اور اسے دیکھ کر کہنے لگا۔"یہ کوئی دس سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے ۔شبیہ اس قدر میلی ہو چکی ہے کہ اس کی مدد سے تصویر چھاپنا مشکل ہوگا۔.....ایں یہ کیا ہے ؟"

تصویر میں وکٹار نے اتوار کو پہننے کا بہترین لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا کھڑا تھا۔ گوپر چرڈ کی نگاہ اس لڑکے کے چہرہ پر جم گئی۔ کبھی تصویر کو آنکھوں کے پاس لے جا کر۔ کبھی فاصلہ سے دیکھنے لگتا تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کی نگاہ تصویر سے ہٹ کر ڈیوک کے چہرہ کی طرف لگ جاتی تھی۔

ایک بار ڈیوک نے اسے دزدیدہ نظر سے جھانکتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور اس کی اپنی نگاہ سے بے چینی کا اظہار ہونے لگا۔ جو گوپر چرڈ سے پوشیدہ نہ رہی۔ ڈیوک کے پاس آکر اس نے اس طرح اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھنا شروع کیا۔

گویا اسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہ ہوتا تھا۔

"کیا بات ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔ "میری طرف اتنا غور کیوں ہو رہا ہے؟ کیا میری ٹائی سیدھی نہیں ہے؟" اور اس نے ٹائی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"جی نہیں۔ کچھ نہیں۔" گوبر چرڈ نے کہا۔ اور اس نے پھر پریشانی کی حالت میں فوٹو کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

اس وقت ہال میں گفتگو اور ہنسی کی آوازیں سنائی دیں۔

"مہمان رخصت ہو رہے ہیں۔" ڈیوک نے کہا۔ "انھیں الوداع کہنا ضروری ہے۔" اور وہ اٹھ کر کمرہ سے باہر چلا گیا۔

گوبر چرڈ اب تک کھڑا اسی فوٹو کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

ڈیوک تیز چلتا زینہ کی راہ سے نیچے اترا اور ایم گور نے مارٹن کے مہمانوں کو الوداع کہی۔ جب وہ چلے گئے تو لکھنی تیزی سے زینہ پر چڑھنے لگا۔ جرین اور ڈیوک آہستہ آہستہ اس کے عقب میں چلے۔

"والد کا ارادہ آج رزیں رہنے کا ہے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ وہیں جا رہی ہوں۔" جرین نے کہا۔ "آج کی رات انھیں میرا اس جگہ سونا منظور نہیں۔ شاید اس لئے کہ ڈر ہے۔ لوپن اپنی جمعیت کے بہت سے آدمی لے کر حملہ آور ہو گا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اگر اس نے ایسی جرأت کی بھی تو گوبر چرڈ اس سے نپٹ لے گا۔ کم از کم اس کے پاس بھی آدمیوں کی کمی نہیں۔ ارما کہتی تھی۔ سارا گھر پولیس اور خفیہ پولیس کے جوانوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود مجھے اس مکان میں رہنا پسند نہیں۔ جہاں فساد کا خطرہ ہو۔"

"اوہ! جرین کیا بچوں کی سی باتیں کرتی ہو۔" ڈیوک نے لاپرواہی سے ہنس کر کہا۔ "یقیناً تمہارا یہ خیال نہیں کہ لوپن رات کو ضرور ہی آئے گا؟ اس کی دھمکی ایک

پر تکلف مذاق تھا۔ اور کچھ نہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں تاج چرانے کے ارادہ سے اس کا یہاں آنا اتنا ہی غیر ممکن ہے۔ جیسا میرے لئے اس کو چرانا۔"

"کچھ بھی ہو، بحفظ ماتقدم ضروری ہے۔ اور اس میں کچھ ہرج نہیں۔" جرمین نے جواب دیا۔" اس پر سب لوگوں کا اتفاق رائے ہے کہ یہ شخص لوپن بہت خطرناک ہے میں اپنے کمرہ میں جاکر لبادہ پہن آتی ہوں۔ ارما نے سامان تیار رکھا ہوا ہے۔ وہ کل رات لباس پہنانے کے وقت رز میں آجائے گی۔

وہ دوڑتی ہوئی زینہ پر چڑھ گئی۔ اور ڈیوک کمرہ نشست میں داخل ہوا۔ گوبر چیرڈ اب تک اسی حالت میں کھڑا تھا۔ پیشانی شکن آلود تھی۔ وہ کسی گہری فکر میں تھا

"ڈیوک نے آکر کہا۔" سب لوگ رز کو جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کے ایسا کرنے سے آپ کے اختیارات حفاظت پر اچھی روشنی نہیں پڑتی کیوں ؟"

"اچھا ہے جانے دیجئے۔ وہ گھر سے باہر رہ کر مطمئن ہوں گے" گوبر چیرڈ نے کہا۔ اور اس نے ایک بار پھر ڈیوک کی طرف تجسس آمیز نظر سے دیکھنا شروع کیا۔

" کیا بات ہے کہ آپ بار بار میری طرف گھور کر دیکھ رہے ہیں ؟" ڈیوک نے پوچھا۔ کیا میری ٹائی خراب ہے ؟"

"جی نہیں۔ ٹائی بالکل سیدھی ہے۔" گوبر چیرڈ نے جواب دیا۔ مگر اس کے باوجود نگاہ بدستور ڈیوک کے چہرہ پر رہی۔

اس وقت دروازہ کھلا اور ایم گورنے مارٹن ایک دستی بیگ ہاتھ میں لئے داخل ہوا۔ آتے ہی شکایتی لہجہ میں کہنے لگا۔" معلوم ہوتا ہے اب اس گھر میں سونا میری قسمت میں نہیں لکھا۔"

"مگر آپ جا کیوں رہے ہیں ؟" ڈیوک نے سوال کیا۔" بظاہر کوئی وجہ نہیں۔"

"وجہ ظاہر ہے۔ یعنی خطرہ۔" ایم گور نے مارٹن سے کہا "لوپن کا تار تم نے پڑھا تھا جس میں اس نے بارہ اور پونے بارہ کے درمیان کسی وقت تاج لینے کے لئے آنے کو لکھا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تاج میری خواب گاہ میں رکھا ہوا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو میں اس کمرہ میں آرام سے سو جاؤں اور وہ بدمعاش آدھی رات کو آ کر ضرورت ہو تو میرا گلا کاٹ دے؟"

"ایسا تو نہ کہئے۔" ڈیوک نے نہایت خوش کے لہجہ میں جواب دیا "آپ چاہتے ہیں تو اس کمرہ میں پولیس کے دس بارہ آدمی کھڑے کئے جا سکتے ہیں جو رات بھر پہرہ دیتے رہیں گے۔ کیوں ایم گویر چرڈ؟"

"بے شک۔" ایم گویر چرڈ نے کہا۔ "اور میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ آپ کا بال بیکا نہ ہوگا۔"

"میں اس عنایت کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔" لکھ پتی نے جواب دیا۔ "مگر اس کے باوجود مجھے باہر سونا پسند ہے۔"

اس وقت جرمین کمرہ میں داخل ہوئی۔ اب اس نے لمبا کوٹ پہنا ہوا تھا اور چلنے کو تیار تھی۔

کہنے لگی "پیا آج اول مرتبہ آپ مجھ سے پہلے تیار ہیں۔" ڈیوک سے۔ "جیکس تم بھی چلو گے؟"

"نہیں میں اس خیال سے یہیں ٹھہروں گا کہ شاید لوپن کی دھمکی فرضی ہو۔" ڈیوک نے کہا۔ "اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے اس سے مل کر خوشی ہوگی بالکل نہیں۔ لیکن چونکہ آپ لوگوں کو اس کی آمد کا اس درجہ یقین ہے اس لئے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرا خیال صحیح ہے۔ یا آپ کا۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ وہ نہایت دلیر آدمی ہے۔ اور جس قدر حالات اب تک معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے

پایا جاتا ہے کہ کوئی خطرہ اس کے لئے عظیم یا خوفناک نہیں۔"

"خیر اگر وہ آیا بھی تو کم از کم تاج نہ لے جائے گا" ایم گورے مارٹن نے فاتحانہ انداز سے کہا "میں اسے اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں وہ اسی بیگ میں بند ہے۔"

"بیگ میں؟" ڈیوک نے کہا۔

"ہاں۔ بیگ میں۔ ہر طرح محفوظ" لکھ پتی نے جواب دیا

"آپ کے نزدیک ایسا کرنا معقول ہے؟"

"کیوں نہیں؟"

"اس لئے کہ اگر لوپن نے اس تاج کو چرانے کا قصد مصمم کر لیا ہے تو وہ ہر قسم کی مدد کے باوجود اس کو چرانے کی کوشش کرے گا۔ اور ایک ایسی چیز کو جس پر اس کی آنکھ لگی ہوئی ہے اپنے پاس رکھنا یقیناً آپ کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں اپنے تار میں اس نے لکھا تھا کہ اسے اپنی خوابگاہ میں تیار رکھئے یہ نہیں لکھا۔ کون سی خواب گاہ میں۔ اس مکان کی یا اس کی جہاں آپ جا رہے ہیں۔"

"ارر ر! اس کا مجھے خیال نہیں آیا!" ایم گورنے مارٹن نے دفعتاً خوف و اضطراب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" گوبیرچرڈ نے تائید کی "کیا عجب لوپن کا منشا اس تار کی روانگی سے یہی ہو کہ آپ حالت خوف میں تاج لے کر کسی ایسے مقام پر چلے جائیں جہاں حفاظت کا انتظام اس قدر مکمل نہ ہو وہ ایسی چالیں اکثر چلا کرتا ہے۔"

"توبہ! توبہ!" لکھ پتی نے گھبرا کر بیگ ہاتھ سے رکھ دیا اور کنجیاں نکال کر اسے کھولا مگر ذرا تامل کے بعد پھر بند کر دیا۔

"ذرا ٹھیرو۔" اس نے کہا "ڈیوک میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

لکھ پتی آگے آگے اور ڈیوک اس کے پیچھے۔ دونوں کمرہ نشست سے باہر

گئے۔ دروازہ کو باہر سے بند کر کے لکھ پتی نے آواز دیا کر کہا۔

"سنو اس معاملہ میں مجھے ہر شخص پر شبہ ہو رہا ہے۔"

"جس کا ذرا بھی تعجب نہیں"، ڈیوک نے کہا "میں دیکھتا ہوں ہر شخص دوسرے پر شبہ کرتا ہے کہیں آپ کو مجھ پر بھی تو شک نہیں؟"

"ٹھہرو یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔" لکھ پتی نے بے صبری سے کہا "میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ گویر چیرڈ کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟"

"گویر چیڈ کی نسبت! یعنی؟"

یہ کہ اس پر کامل اعتماد کیا جا سکتا ہے؟" ایم گور نے مارٹن سے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ علاوہ بریں گویر چیڈ کی نگرانی کے لئے میں خود یہاں ٹھہروں گا یوں کا ذمہ تو نہیں لیتا مگر ہاں گویر چیڈ کی نسبت میں ہر طرح جواب دہ ہونے کو تیار ہوں۔ اور اگر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو آپ کی خاطر مجھے اس کی گردن مروڑ دینے میں بھی تامل نہ ہوگا جس میں میرا اور گویر چیڈ دونوں کا فائدہ ہے۔"

لکھ پتی ایک دو منٹ خاموش رہا پھر بولا "بہت اچھا میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔"

دوسری طرف لکھ پتی اور ڈیوک کے باہر جاتے ہی گویر چیڈ تیز چل کر جرین کے پاس گیا۔ اور وہ فوٹو جس میں ڈکٹا کی دس سال پہلی اور اس کے ساتھ ایک نوجوان کی تصویر تھی نکالا

جلدی سے کہنے لگا۔ "میڈموازل آپ ڈیوک کی اس تصویر کو پہچانتی ہیں؟" جرین نے فوٹو لے کر دیکھا۔ بولی۔

"ذرا دھندلی ہے۔"

"ہاں اس لئے کہ دس سال پہلے کی ہے۔"

"عورت کا چہرہ تو جانا پہچانا ہے۔" جرین نے کہا۔ "لیکن دوسری تصویر۔۔۔
۔۔اگر یہ فوٹو واقعی دس سال پہلے کا ہے تو ڈیوک کا نہیں۔"

"مگر تصویر ان سے ملتی ہے۔"

"ہاں۔ ڈیوک کی موجودہ شباہت سے بے شک ملتی ہے۔ کم از کم تھوڑی بہت ملتی ہے۔ مگر دس سال پہلے اس کی صورت اس سے مختلف تھی۔ اب اس میں بہت تبدیلی ہو چکی ہے۔"

"اچھا؟"

"ہاں کچھ تو اس لمبے سفر سے جو اس نے قطب تک کیا تھا۔ کچھ اس خطرناک بیماری کی وجہ سے بھی جس میں ایک بار تو ڈاکٹر جواب ہی دے چکے تھے۔"

"ہاں؟"

"یہ مانٹی ویڈیو کا واقعہ ہے۔ مگر شکر ہے کہ اب اسکی صحت بحال ہو چکی ہے۔"

اس وقت دروازہ کھلا اور ڈیوک اور لکھ پتی واپس ہوئے۔ ایم گورنے مارٹن نے بیگ کو میز پر رکھ کر کھولا۔ اور سنجیدگی سے تاج کا کیس باہر نکالا پھر اس نے کیس کو بھی کھولا۔ اور سب آدمی اس میں رکھے ہوئے تاج کو دیکھنے لگے۔

"کتنا خوشنما ہے!" لکھ پتی نے ایک سرد آہ کھینچ کر کہا

"کیا کہنے ہیں!" ڈیوک نے کہا۔

ایم گورنے مارٹن نے کیس بند کر دیا اور پر اہمیت لفظوں میں کہنے لگا۔

"ایم گوریرجیڈ اس خطرہ کے وقت میں یہ بیش بہا تاج آپ کی حفاظت میں رکھتا ہوں۔ چونکہ آپ میرے گھر بار کے محافظ ہیں۔ اس لئے آپ سے بہتر کوئی اس کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ غالباً آپ کو اس میں کوئی اعتراض نہیں؟"

"بالکل نہیں۔" گوریرجیڈ نے جواب دیا۔ "میری اپنی خواہش یہ تھی کہ آپ

اسے میری حفاظت میں رہنے دیں۔"

ایم گور نے مارٹن نے پھر ذرا تامل کیا اور اس کے بعد تاج گویر چیرڈ کے حوالہ کرتے ہوئے مخلصانہ انداز سے کہا "ایم گویر چیرڈ مجھے آپ پر کامل اعتماد ہے۔"

"شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"شب بخیر۔" ایم گور نے مارٹن نے کہا۔

"شب بخیر ایم گویر چیرڈ،" جرین نے بھی کہا۔

چلئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں،" ڈیوک کہنے لگا۔ "رات بھر جاگتے رہنے سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں..... شب بخیر ایم گویر چیرڈ۔"

"مگر آپ کیوں جاتے ہیں؟ مہربانی سے نہ جائیے،" گویر چیرڈ نے کہا۔

"آپ چاہتے ہیں میں ٹھہروں؟"

"ہاں۔"

"میں جا کر آرام کرنا چاہتا تھا،" ڈیوک نے کہا۔

"کیا اس لئے کہ آپ ڈر گئے؟" گویر چیرڈ نے کہا۔ اس کے لفظوں سے گستاخی کی بو آتی تھی۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ ڈیوک نے پیشانی پر بل ڈال کر سوچنا شروع کیا پھر سیدھا ہو کر انداز وقار سے کہا۔

"ایم گویر چیرڈ یہ الفاظ کہہ کر آپ نے مجھے ٹھہرنے پر مجبور کیا۔"

"ہاں ہاں ٹھہرو۔" ایم گور نے مارٹن نے جلدی سے کہا۔ "تمہارا ٹھہرنا مفید ہوگا۔ اس سے ایم گویر چیرڈ کو مدد مل سکے گی۔ قطبی سیاحت کے موقعہ پر تم ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے عادی ہو چکے ہو۔ اس وقت ایسے ہی بےخوف آدمی کی ضرورت ہے۔"

"توجیکس تم نہ جاؤ گے کیا؟" جرین نے باپ کے لفظوں کی پروانہ کرتے ہوئے ڈیوک سے پوچھا

"نہیں میں یہیں ایم گویرچرڈ کے پاس ٹھہرتا ہوں،" ڈیوک نے آہستہ سے کہا

"آرام کرتے تو اچھا تھا،" جرین نے معشوقانہ انداز سے کہا "کل رات تمہیں میرے ساتھ پرنسس کی دعوت پر چلنا ہے اور شب گذشتہ کو تم سوئے ہی نہیں۔ ایوان سے ۸ بجے چل کر رات بھر موٹر میں رہے اور سویرے ۶ بجے پیرس پہنچے۔ آرام کے لئے ذرا بھی وقت نہیں ملا۔"

"آٹھ بجے رات سے ۶ بجے صبح تک موٹر میں!" گویرچرڈ نے دبے لفظوں میں اپنے آپ سے کہا۔

"کیا مضائقہ ہے،" ڈیوک نے لاپروائی سے کہا "علاوہ بریں یہ قصّہ تو آدھی رات تک ختم ہو جائے گا۔"

"تم جانو۔ اتنا میں پھر کہتی ہوں کہ کل رات میرے ساتھ دعوت میں ضرور چلنا ہوگا۔ سارا پیرس وہاں ہوگا۔"

"خیر میں تازہ دم ہو جاؤں گا،" ڈیوک نے کہا۔

چاروں کمرہ نشست سے چل کر زینہ کی راہ سے نیچے اترے۔ گویرچرڈ کے انداز میں غیر معمولی پھرتی اور بیداری پائی جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کسی پر جھپٹنے کو تیار ہے۔ صدر دروازہ تک وہ ڈیوک کے ساتھ ساتھ رہا۔ پہرہ دار نے دروازہ کھول دیا۔ چاروں موٹر تک گئے۔ جو باہر منتظر تھی۔ ڈیوک نے جرین کے دست حنائی کو بوسہ دیا۔ اور سہارا دیکر موٹر میں سوار کیا۔

ایم گورنے مارٹن نے موٹر کے پاس کھڑے ہو کر پیچھے مڑ کر دیکھا اور دردناک لہجہ میں کہنے لگا: "افسوس! کیا اب اپنے گھر میں سونا بھی میری قسمت میں

"اور اس کام میں کوئی آپ کو مدد دینے والا بھی نہیں تھا؟" گویر چرڈ نے پوچھا
نہیں ایم گویر نے مارٹین نے موٹر بان کو ایوان کی حفاظت کے لئے رکھ لیا تھا۔
رات کے ۲ بجے ویران سڑک پر اور کس سے مدد لی جاتی ؟"
"کوئی نہ تھا ؟"
" بالکل نہیں۔"
"افسوس۔" گویر چرڈ نے کہا۔ اس کے لہجہ سے بے اعتباری ظاہر ہوتی تھی۔
" اس بات کا کہ مجھے موٹر مرمت کرنی پڑی" ؟ ڈیوک نے پوچھا
" جی ہاں۔" گویر چرڈ نے تامل سے کہا۔
ڈیوک نے جلتے ہوئے سگرٹ کا آخری حصہ ٹرے میں رکھ کر کیس نکالا اور گویر چرڈ کو پیش کر کے کہنے لگا: "لیجئے گا یا آپ کو اپنے کیپورل سگار ہی پسند ہیں ؟"
" پسند تو ہیں۔ مگر لائیے میں آپ کی عنایت سے فائدہ اٹھاؤں گا۔" وہ تیز چلتا ہوا پاس آیا اور کیس سے ایک سگرٹ نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔
"واقعی عجیب ہے۔" گویر چرڈ نے سگرٹ لے کر نیم تہدیدی نیم الزامی لہجہ میں کہا۔
"کیا ؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے پوچھا۔
" ہر بات۔ آپ کے سگرٹ..... سالویا کے پھول.... وہ تصویر جو بوناونٹ کو وکٹاڑ کی کتاب میں ملی...... وہ شخص جسے بھگی نے موٹر سواری کے لباس میں دیکھا...... اور رستہ میں آپ کی موٹر کا خراب ہوتا بھی۔" گویر چرڈ نے ذرا رک رک کر کہا۔ اب اس کے لہجہ سے دھمکی اور الزام صاف ظاہر تھا۔
ڈیوک کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور نخوت و سرد مہری سے کہنے لگا۔
" ایم گویر چرڈ معلوم ہوتا ہے۔ تم نشہ میں ہو۔"

اس نے دوسری کرسی کے پاس جاکر اوورکوٹ اور ہیٹ اٹھالی۔ لیکن گویرچرڈ جھٹ رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ مرتعش آواز سے کہنے لگا۔ ٹھہریئے آپ کہاں جاتے ہیں؟ آپ نہیں جاسکتے۔"

"کیا؟" ڈیوک نے انداز وقار سے سیدھا کھڑا ہو کر پوچھا۔ "تم روکتے ہو؟"

ڈیوک کی شان جلال نے سراغرسان کو مرعوب کر دیا۔ اس نے حالت اضطرار میں پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ چہرہ زرد اور عرق آلود تھا۔

رک رک کر کہنے لگا۔ "معاف کیجئے..... شاید میں دیوانہ ہو گیا ہوں۔"

"ظاہر ہے۔" ڈیوک نے انداز سکون سے کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا تھا۔" گویرچرڈ نے رکتی ہوئی غیر یقینی آواز سے کہا۔ "میں جو کہنا چاہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری امداد کیجئے..... مجھے لوپن کیخلاف آپ کی امداد درکار ہے۔ آپ نہ دیں گے؟"

"کیوں نہیں ضرور دوں گا۔ اگر آپ کو میری امداد کی حاجت ہے تو مجھے اپنی خدمات پیش کرنے سے انکار نہیں۔" ڈیوک نے زیادہ نرم آواز سے کہا۔

"مگر آپ ایسا اضطراب ظاہر کر رہے ہیں جس سے میرے اپنے سکون میں فرق آنے کا احتمال ہے۔ اگر آپ نے ہمت و استقلال سے کام نہ لیا تو یقیناً ہم دونوں لوپن کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔"

"آپ کا ارشاد بجا ہے۔ میں تہ دل سے معافی کا خواستگار ہوں۔" گویرچرڈ نے کہا۔

"مضائقہ نہیں۔" ڈیوک نے فیاضانہ لہجہ میں کہا۔ "مگر آپ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

گویرچرڈ نے تھوڑا تامل کیا۔ رومال نکال کر پیشانی پونچھی پھر مرتعش آواز

سے کہنے لگا۔ "وہ تاج ..... کیا اس کیس میں بند ہے؟" اور اس نے کیس کو میز پر رکھ دیا۔

"ہاں ہاں اسی میں بند ہے۔" ڈیوک نے بے صبری سے جواب دیا۔

گویر چرڈ نے کیس کھولا۔ تیز برقی روشنی میں تاج کے قیمتی جواہرات خیرہ کن تاب سے چمکنے لگے۔ "بیشک اسی میں ہے۔ آپ کو نظر آتا ہے؟"

"ارے! تو کیا میری بینائی میں فرق ہے کہ نظر نہ آئے؟ بیشک کیس میں رکھا ہوا تاج صاف نظر آتا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے اس کی طرف انداز حیرت سے دیکھا۔

"بس تو اب ہم انتظار کرتے ہیں۔" گویر چرڈ نے کہا۔

"کس کا؟"

"لوپن کا"

"لوپن کا! آپ کو یقین ہے ٹھیک ۱۲ بجے وہ الف لیلا کے جن کی طرح کسی نامعلوم مقام سے داخل ہو کر تاج لے جائے گا؟"

"ہاں احتمال ضرور ہے۔" گویر چرڈ نے باصرار کہا۔ اور اس نے کھٹ سے کیس بند کر دیا۔

"معاملہ واقعی سنسنی پیدا کرنے والا ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"آپ اکتائے تو نہیں؟" گویر چرڈ نے گلوگیر آواز سے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔" ڈیوک نے انداز حقارت سے جواب دیا: "اس بدمعاش سے ملنا جس نے عرصہ دس سال تک آپ کو بیوقوف بنائے رکھا۔ رات بسر کرنے کا پرلطف سامان ہے۔"

"اتنا کہ آپ اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔" گویر چرڈ نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔

"آپ کے بیٹے ؟" ڈیوک نے طعن آمیز تبسّم سے پوچھا۔

اس کے بعد وہ میز کے پاس ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ گوبر چرڈ نے دوسری جانب جگہ لے لی۔ اور میز پر کہنیاں رکھ کر بیٹھ گیا۔ دونو تھوڑی دیر چپ رہے۔

یکایک ڈیوک نے کہا: "کوئی آرہا ہے۔"

گوبر چرڈ چونکا۔ مگر پھر کہنے لگا: "نہیں۔ مجھے تو کوئی آواز نہیں آئی۔"

اس وقت دروازہ کے دوسری جانب قدموں کی چاپ واضح طور پر سُنائی دی۔ پھر کسی نے دستک دی۔

"کچھ شک نہیں آپ کی قوت سامعہ مجھ سے تیز ہے۔" گوبر چرڈ نے شکایتی لہجہ میں کہا: "اس معاملہ میں مجھے آپ کے اندر کسی بہترین سراغرساں کی ساری صفات نظر آئی ہیں۔" وہ اٹھا اور دروازہ کھول دیا۔ بوناونٹ حاضر ہوا۔

کہنے لگا: "آپ نے ہتھکڑی مانگی تھی بھیجئے۔" پھر اسے پیش کرکے: "کیا میں بھی آپ کے پاس ٹھہروں؟"

"نہیں" گوبر چرڈ نے کہا: "دو آدمی عقبی دروازہ پر۔ دو سامنے اور ایک نچلی منزل کے ہر کمرہ میں..... یہ سب حاضر ہیں؟"

"جی ہاں۔ اور ان کے علاوہ باقی ہر ایک منزل پر تین آدمی پہرہ دے رہے ہیں۔" بوناونٹ نے اندازِ اطمینان سے جواب دیا۔

"اور پاس والے مکان میں؟"

"بارہ آدمی وہاں بھی متعین ہیں۔ اب دونو مکانوں میں آمدورفت کا کوئی ذریعہ نہیں۔" گوبر چرڈ نے متجسّس نظروں سے ڈیوک کی طرف دیکھا۔ اس کے پرسکون چہرہ پر فکر و تشویش کا شائبہ تک نہ تھا۔

"اگر کوئی شخص مکان میں گھسنے کی کوشش کرے تو بیشک فیر کردو۔"

گوبر چرڈ نے اپنے نائب سے کہا "یہ میرا حکم ہے۔ سب کو اس کی اطلاع دیدو۔"

"بہت اچھا۔"

یوناونٹ کمرہ سے رخصت ہوا

"بخدا اس وقت یہ مکان قلعہ سے کم مستحکم نہیں ہے۔" ڈیوک نے کہا۔

"قلعہ سے زیادہ۔ چار آدمی زینہ کے پاس کھڑے ہیں۔" اور یہ کہتے ہوئے گوبر چرڈ نے دروازہ کے باہر کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا؟" ڈیوک نے کبیدگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہ انتظام پسند نہیں؟" گوبر چرڈ نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ ایسی تیاریوں کے بعد لوپن نہ آسکے گا۔ اور ہم اسکی زیارت سے محروم رہ جائیں گے۔"

"خیر اب اس کے لئے آنا کارے دارد۔" گوبر چرڈ نے مسکرا کر کہا۔ "اس کے سوا کہ وہ چھت سے آگرے یا۔۔۔۔ یا۔۔۔۔"

"یا خود آپ ہی آرسین لوپن ہوں۔۔۔۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔

"جس صورت میں لوپن نمبر ۲ آپ ہوں گے۔" گوبر چرڈ نے جواب دیا۔

دونوں ہنسنے لگے۔ ڈیوک نے اٹھ کر جمائی لی۔ کوٹ اور ٹوپی اٹھائی اور کہنے لگا "میں اب چلتا ہوں نیند آرہی ہے۔"

"کیا؟" گوبر چرڈ نے انداز حیرت سے کہا۔

"میں صرف لوپن کو دیکھنے ٹھہر گیا تھا۔" ڈیوک نے ایک اور جمائی لے کر کہا "اب اس کے آنے کی امید نہیں۔"

"نہیں کیوں؟ ہے!۔۔۔۔ اب بھی ہے۔ اس لئے نہ جائیے۔" گوبر چرڈ نے باصرار کہا۔

"آپ کو پورا یقین ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔
"مجھے یقین ہے۔ اس سے ضرور ملاقات ہوگی۔" گوبرچرڈ نے کہا۔
"رہنے دو۔" ڈیوک نے لاپرواہی سے کہا۔
گوبرچرڈ نے آواز دبا کر اس طرح گویا خفیہ راز ظاہر کرنے لگا ہے۔ کہا: "وہ اس وقت یہیں ہے۔"
"کون لوپن!"
"جی ہاں لوپن۔ اس جگہ۔"
"کہاں؟" ڈیوک نے متعجب ہو کر پوچھا۔
"اس مکان میں۔"
"آپ کے آدمیوں میں ملا ہوا؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔
"نہیں۔" گوبرچرڈ نے کہا اور وہ ڈیوک کی طرف نظر غور سے دیکھنے لگا۔
"خیر لیکن..... لیکن اگر وہ یہاں آچکا ہے..... تو ضرور تاج لینے آئے گا۔" ڈیوک نے فاتحانہ انداز سے کہا۔ اور اس نے اپنی ٹوپی میز پر تاج کے پاس ہی رکھ دی۔
"میرا بھی خیال ہے کہ آئے گا۔" گوبرچرڈ نے کہا: "مگر اس میں اتنی جرأت ہے؟"
"کیا معنی؟" ڈیوک نے متعجب ہو کر پوچھا۔
"آپ نے کہا تھا یہ مکان قلعہ کی طرح مستحکم ہے۔ ایک گھنٹہ پیشتر لوپن یہاں آنے پر تلا ہوا تھا۔ مگر..... کیا اب بھی ہے؟"
"میں سمجھا۔" ڈیوک نے مایوسانہ انداز سے کہا۔
"آپ سمجھ گئے کہ اس کام میں شیطان کے برابر جرأت و استقلال کی ضرورت ہے۔ حصول کامیابی کے لئے اُسے خطرہ عظیم کا سامنا کرنا ہوگا۔ اسے بے نقاب ہو کر

آنا پڑے گا۔ کیا لوپن دشمن شہر میں گھسنے کی جرأت کریگا؟ میرے خیال میں نہیں۔ آپ کی رائے کیا ہے؟"

گو یہ جیرڈ کی ہی گلوگیر آواز اس وقت نہایت کرخت تھی۔ اس سے فکر و تشویش کا اظہار ہوتا تھا۔ اس میں طنز کی ایسی جھلک تھی جسے وہ ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ متفکر آنکھیں ڈیوک کے چہرہ پر اس طرح لگی ہوئی تھیں۔ گویا اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

ڈیوک نے اس کی طرف بنظر حیرت سے دیکھا۔ بظاہر وہ بھی اس کے خیالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کے انداز حیرت میں اس قسم کی لاپروائی شامل تھی۔ گویا وہ سراغرساں کی ہستی کو قابل نظر انداز ہی سمجھتا ہے۔ اس نے سرسری طور پر کہا "آپ کو مجھ سے بہتر معلومات ہوئی چاہئیں۔ آپ گذشتہ دس سال سے ــــــ اس کو جانتے ہیں.... " ذرا رک کر اس نے خفیف تزین طنز کے ساتھ کہا "کم از کم اس کی شہرت کو.... "

سراغرساں کی تشویش اب اس کی صورت سے ظاہر تھی۔ صاف نظر آتا تھا کہ اوسان باہر رہا ہے۔ جھجکنے دار آواز میں کہنے لگا: "ہاں اور اس کے طریق عمل کو بھی۔ پچھلے دس سال میں میں نے اس کی چالوں کو سمجھنا.... اس کی کوششوں کا صحیح اندازہ کرنا سیکھ لیا ہے..... اس کا طریق کار عجیب ہے..... اور لوگ تو دشمن کو قوی دیکھ کر چھپتے ہیں۔ مگر وہ سامنے آ کر کھلا وار کرتا ہے..... وہ اپنے حریف کو گھبراتا..... کم از کم گھبرانے کی کوشش کرتا ہے۔" اس کے لبوں پر اعتماد و ابہام کا مشترکہ تبسم نمودار ہوا۔ "اس کی چالیں الجھی ہوئی پر اسرار اور حیرت خیز ہوتی ہیں میں خود کئی بار ان کی گرفت میں آ چکا ہوں۔ مگر آپ مسکراتے ہیں۔ کیوں؟"

"اس لئے کہ یہ چالیں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔" ڈیوک نے معذرتی لہجہ میں کہا

"ہاں۔ واقعی۔" گوبر چرڈ نے جوش کے لہجہ میں کہا: "مگر اب کی بار میں نے اس کی پیدا کی ہوئی الجھن کو وقت پر سمجھ لیا ہے۔ مجھے اپنا رستہ صاف نظر آتا ہے۔ اب کے اس کی چالیں۔ اس کی پُر اسرار چالیں کامیاب نہ ہوں گی ... ہم دن کی سی روشنی میں لڑ رہے ہیں۔" اس نے رک کر صاف مگر طنزیہ لہجہ میں کہا: "لیکن بے شک دلیر ہے۔ مگر آخر چور ہے۔ چور کی دلیری کب تک؟"

"ہاں؟" ڈیوک نے لفظ پر زور دیکر کہا۔ اس کی آنکھوں میں مبہم چمک تھی۔

"بے شک چور اور بہادر۔" گوبر چرڈ نے بدستور طنز سے کہا۔

"واقعی ہر شخص میں ہر وصف نہیں ہوتا۔" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔ مگر اب اس کی لاپروائی رخصت ہو چکی تھی۔

"چوروں کی چالیں۔ ان کے حملے۔ ان کی تدبیریں سب کو آن واحد میں مسلا جاسکتا ہے۔" گوبر چرڈ نے حقارت سے کہا۔

"مبالغہ تو نہیں کرتے؟" ڈیوک نے برابر کی حقارت سے پوچھا۔

دونو تھوڑی دیر ایک دوسرے کی طرف نظر جما کر دیکھتے رہے۔ ان کی حالت دو شمشیر زنوں کی تھی۔ جو وار کرنے کرتے جوش میں تھم گئے ہوں۔

"بالکل نہیں جناب عالی۔" گوبر چرڈ نے آخری لفظ پر قدرے زور دے کر کہا۔ ایسا جس سے حقارت ظاہر ہوتی تھی: "لوگوں نے بے وجہ اسکو ہوا بنا رکھا ہے۔"

"میرے خیال میں اس نے کام بھی خوب کئے ہیں۔" ڈیوک نے پھر اپنے مخصوص انداز دلربا سے مسکرا کر کہا۔

اس وقت اس کا رویہ اس شمشیر زن کا تھا جو وار کرنے سے پہلے تلوار کی تیز دھار کو انگلی سے آزما رہا ہو۔

"آپ کی رائے میں؟" گوبر چرڈ نے حقارت سے پوچھا۔

"میری نہیں۔ ہر منصف مزاج شخص کی رائے میں زنب گذشتہ کی واردات کو دیکھئے۔ کس چالاکی سے ہوئی؟" ڈیوک نے اس قسم کے لہجہ میں کہا جس سے گویرچرڈ کو جوش دلانا مقصود تھا۔

سراغرساں کے تنفس سے حقارت ظاہر ہوتی تھی۔

اور اس سے پہلے جو وارداتیں انگریزی سفیر۔ سرکاری خزانہ اور ایم۔ لیپن کے وہاں کی گئیں سب ایک ہفتہ کے اندر اندر۔۔۔ میری رائے میں وہ بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتیں" ڈیوک نے بدستور اکسانے والے لہجہ میں کہا۔

"ہاں مگر۔۔۔"

"پھر اس وقت کو بھی، یاد کیجئے، جب وہ پولیس کی آنکھوں میں خاک ڈال کر گویرچرڈ۔۔۔ گویرچرڈ اعظم بنا رہا۔ آپ کو یاد ہے؟" ڈیوک نے قطع کلام کرتے ہوئے پوچھا "میرے دست انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔ اگر شیطان میں بھی کوئی خوبی نظر آئے تو اسے تسلیم کرنا چاہئیے"۔

"ہاں مگر آپ نے اس کے تازہ ترکارنامہ کا ذکر نہیں کیا"، گویرچرڈ نے طنز سے کہا: "وہ جو اس کے پہلے کارناموں پر افضل ہے۔۔۔"

"یعنی کون سا؟"

"جس میں وہ ڈیوک آف چارم ریس بنا" گویرچرڈ نے کہا۔

"ارے! تو کیا وہ کبھی ڈیوک آف چارم ریس بھی بنا تھا؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے پوچھا۔ اور اس کے بعد۔

"ہاں۔ مگر آپ میں اور مجھ میں ایک مشابہت ہے۔ ہماری نقل باسانی ہو سکتی ہے"
"لیکن مزا تب تھا کہ نوبت شادی تک پہنچ جاتی" گویرچرڈ نے زیادہ سکون سے کہا۔

"بشرطیکہ وہ چاہتا۔" ڈیوک نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا: "آپ جانتے ہیں۔ شادی کی زندگی لوپن کے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

"بے شمار دولت۔۔۔ حسین لڑکی۔ ایسی چیزیں کبھی چھوڑنے کی ہیں ؟"
گوبرچیڈ نے انداز تضحیک سے کہا۔

"شاید کسی اور سے عشق ہو۔"

"کسی چھوٹی سے ؟"

"ہاں اپنی طرح۔۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اس معاملہ میں کچھ اور بھی ہے۔ کیا عجب وہ جس سے اس کی نسبت قرار پائی طبقہ وسطی کی کوئی ضدی ہٹیلی لڑکی ہو اس لئے وہ بگڑ گیا ہو۔" ڈیوک نے کہا۔

"اس کے باوجود یہ امر کتنا رنجدہ۔ جگر پاش ہے کہ عین شادی کے قریب اس کو بے نقاب ہونا پڑا۔ میری رائے میں اسے تو آپ بھی تسلیم کریں گے۔۔۔۔ لیکن غور سے دیکھئے تو ایسا ہونا قدرتی تھا۔ دم آخر میں لوپن اپنی ہستی نہ چھپا سکا اس نے لڑکی کھو کر جہیز حاصل کرنے کی کوشش کی۔" گوبرچیڈ نے اس طرح کہا گویا دل سے باتیں کر رہا ہو۔ مگر نگاہ برابر ڈیوک کے چہرہ پر جمی ہوئی تھیں۔

"میری دانست میں دور اندیشی کی شادی اسی کو کہتے ہیں۔" ڈیوک نے ہلکے تبسم کے ساتھ کہا۔

"ممکن ہے۔ مگر اس زوال عظیم کو دیکھئے۔" گوبرچیڈ نے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ "کہاں یہ صورت کہ کل رات وہ پرنسس کی دعوت میں شریک ہوتا۔ اور کہاں یہ ذلّت کہ اب وہی رات اس کو تھانہ کی حوالات میں بسر کرنی پڑے گی۔ کمال اوج یہ کہ ایک ماہ کے اندر وہ ڈیوک آف چارمرلیس کی حیثیت میں بڑی دھوم سے گرجا کی سیڑھیوں پر چڑھتا اور انتہائے زوال یہ کہ آج رات۔۔۔ آج ہی رات کو

اسے اپنے خسر کے زینہ کی راہ سے پابہ زنجیر اترنا ہوگا۔" اس کی آواز میں تبدریج فاتحانہ مسرت داخل ہونے لگی تھی۔" فرمائیے گویرچرڈ کے لئے یہ انتقام...... یہ کامیابی کچھ کم ہے: چوروں کا سردار قیدیوں کے لباس میں۔ شریف بدمعاش جیل خانہ کی چاردیواری میں لوپن محض لوپن ہوتا۔ تو یہ تکلیف معمولی تھی۔ مگر ڈیوک کا رتبہ پاکر اتنا ذلیل و خوار ہونا یہ واقعی ناقابل برداشت ہے۔ کہئے اسے بھی دلچسپ سمجھتے ہیں یا نہیں؟"

"کیوں نہیں۔ میں اسے واقعی دلچسپ خیال کرتا ہوں" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔

"اور میں بھی۔" گویرچرڈ نے کہا۔

"نہیں تم ڈرتے ہو۔" ڈیوک نے پرسکون لہجہ میں کہا۔

"ڈرتا ہوں! میں؟" اور گویرچرڈ نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا۔

"ہاں تمھاری ہر بات سے خوف ظاہر ہے۔" ڈیوک نے انداز حقارت سے کہا۔ اور اس کے بعد وہ امیرانہ لہجہ سے کہنے لگا: "سپاہی زادے اپنی قدر پہچان۔ میری بے تکلفی سے بیجا پکڑنے کی کوشش نہ کر۔ نہیں جانتا کہ میں ڈیوک آف چارم ریس ہوں؟"

"تم جھوٹ کہتے ہو۔ چار سال گزرے تم جیل خانہ سانٹی سے فرار ہوئے تھے۔ تمھیں لوپن ہو۔ میں تمھیں خوب جانتا ہوں۔"

"ثابت کر۔" ڈیوک نے انداز نخوت سے کہا۔

"کردوں گا۔"

"خاک کرے گا..... میں ڈیوک آف چارم ریس ہوں۔"

گویرچرڈ نے پھر وحشیانہ قہقہہ لگایا۔

"ہنسو نہیں۔ کہ بدتمیزی کی علامت ہے میرا حال تمھیں کچھ معلوم نہیں۔" ڈیوک نے کہا۔

"یہ الفاظ بجائے خود اقبال ہیں۔" گوبرچیڈ نے فاتحانہ انداز سے کہا۔
"مگر تم میرا کیا کر سکتے ہو؟" ڈیوک نے طنز و حقارت سے کہا۔ "طاقت ہے تو گرفتار کرو؟...... لوپن کو گرفتار کرنا اور بات ہے۔ مگر ڈیوک آف چارم ریس پر ہاتھ ڈالنا۔ جو ایک معزز شخص۔ امیر ابن امیر۔ جاکی کلب کا ممبر۔ یونین کا سررشتہ دار اور مکان نمبر ۳۴ بی یونیورسٹی سٹریٹ کا مکین ہے...... ڈیوک آف چارم ریس کو گرفتار کرنا جو میڈم موازل گورسنے مارٹن کا منگیتر ہے۔ کس کی جرات ہے؟"
"چور!" گوبرچیڈ نے جس کا چہرہ غصہ سے سرخ اور قوا فرط غضب سے معطل تھے۔ بڑے جوش سے کہا۔
"اگر ہمت ہے تو جرات کر۔" ڈیوک نے طعن آمیز پیرایہ میں کہا۔ "اگر تجھ کو گدھا بننا منظور ہے تو بن مگر یاد رکھ تجھ کو سارے پیرس میں نادم ہونا پڑے گا...... کیا دیکھتا ہے۔ اپنے سپاہیوں کو بلا۔ میرے خلاف کوئی ثبوت ہے تو پیش کر۔"
"ثبوت! میں حاصل کر لوں گا۔"
"تو اس وقت مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرنا۔" ڈیوک نے لاپروائی سے کہا۔ "یعنی اگلے ہفتہ...... یا پرسوں...... یا کل...... یا کبھی نہیں.... بہر حال آج رات تو مجھے زیر حراست نہیں کر سکتا۔"
"کاش کوئی ان الفاظ کو سن لے۔"
"سنو جوش میں آنا بیکار ہے۔ اس سے ثبوت مہیا نہ ہو گا ایم فارمری نے سچ کہا تھا کہ لوپن کے معاملہ میں تم فوراً اوسان ہار دیتے ہو۔ اس بارہ میں ایم فارمری تم سے دانا ہیں۔"
"خیر بیٹا گھبراؤ نہیں۔ آج نہیں کل...... کل نہیں پرسوں۔ تم اب میرے چنگل سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اس اثنا میں تاج ہر طرح محفوظ ہے...... کم از کم آج رات۔"

"دیکھتے جاؤ۔ کیا ہوتا ہے۔" ڈیوک نے انداز سکون سے کہا اور پھر گھبرا کر کہنے لگا: "جانتے ہو اس دروازہ کے پیچھے کیا ہے؟" اس کے ساتھ اس نے پر اسرار خوفناک طریق پر دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا!" گویرچرڈ نے مضطرب ہوکر کہا۔ اور وہ مڑ کر اس دروازہ کی طرف دیکھنے لگا۔ خوف واضطراب سے آنکھیں سر سے نکلی جاتی تھیں۔

"بس اسی حوصلہ پہ مجھے گرفتار کرتے تھے؟" ڈیوک نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"کم بخت!" گویرچرڈ نے جوش سے کہا۔

"میں نہ کہتا تھا۔ تمہاری حالت قابل رحم ہے" اور ڈیوک نے پھر طنزیہ پیرایہ میں قہقہہ لگایا۔

"بکتے جاؤ۔" گویرچرڈ نے رومال سے پیشانی پونچھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری حالت قابل رحم ہے" ڈیوک نے انداز ترحم سے کہا۔ گھڑی کی سوئی جس قدر بارہ کے قریب ہوتی ہے۔ اسی قدر تمہارا اضطراب بڑھتا ہے۔" ذرا رک کر وہ دفعتاً چلایا۔ "پکڑو!"

گویرچرڈ اچھلا مگر فوراً سنبھل گیا۔ اس نے گالی دی

"کیوں دوست کیسے ہو؟" ڈیوک نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"مسخرہ!" گویرچرڈ نے نفرت سے کہا۔

"مانا تم بہادر ہو۔ مگر وہ اذیت جو کسی خوفناک واقعہ کے ظہور سے پہلے انتظار میں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اچھے اچھے بہادروں کو گھبرا دیتی ہے وہی اذیت اس وقت تمہیں ہو رہی ہے۔ تم جانتے ہو کہ چند منٹ کے عرصہ میں وہ سانحہ جس کا انتظار ہے۔ یقیناً ظہور میں آئے گا۔ تم لاکھ اس تاج کی حفاظت کرو۔ وہ تمہاری نظروں کے سامنے گم ہوگا...... اس طرح شانوں کو حرکت دینا بیکار ہے۔

تمہاری صورت تمہارے خیالات کا پتہ دیتی ہے۔"

ڈیوک اب لاپرواہ متبسم اور چھبیلا نہ تھا۔ اس کے الفاظ سے زبردست قوت کا اخراج ہوتا تھا۔ آواز بھاری تھی۔ اور اس کا ہر لفظ۔ ہر فعل۔ ہر ایک حرکت۔ ناقابل مغلوب طاقت کا پتہ دیتی تھی۔ آنکھیں دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔

"میرے آدمی موجود ہیں..... میں خود ہر طرح مسلح ہوں۔" گویر چیڈ نے رک رک کر کہا۔

"طفلانہ خیالات ناداں یاد رکھ۔ آج تک محکمہ پولیس کی ہر ایک حفاظت اور تیاری۔ ہر اجتماع عظیم۔ اس واقعہ کو روکنے سے قاصر رہا ہے۔ جسے ظہور میں آنا تھا..... عین وقت پر وہ بات عمل میں آتی ہے۔ جو تمہاری سب تیاریوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔" ڈیوک نے اسی پرزور آواز سے کہا۔ "لوپن کی زبردست ہستی عین کامیابی کے وقت تمہیں مغلوب کر دیتی ہے۔ وہ محض اسی لئے تمہیں زینہ کی چوٹی تک پہنچنے کا موقعہ دیتا ہے کہ دھکا دے کر آسانی سے فرش زمین پر گرا دے۔"

"تمہیں لوپن ہونے کا اعتراف ہے؟" گویر چیڈ نے کہا۔

"میں سمجھتا تھا تمہیں اس کا یقین ہے۔" ڈیوک نے طنز سے جواب دیا۔

گویر چیڈ نے جیب سے ہتھکڑی نکالی اور آہستہ سے کہنے لگا۔ "معلوم نہیں مجھے تامل کس لئے ہے....."

ڈیوک نے سر کو نخوت سے سیدھا کیا۔ اور انداز تکبر سے بولا "بس!"

"کیا؟"

"ایاز قدر خود بشناس!" ڈیوک نے سختی سے کہا۔ "اگر میں نے تم سے بے تکلف ہونا منظور کیا تو اس کے معنی یہ نہیں کہ گستاخ بنو۔"

" ان گیدڑ بھبکیوں کو رہنے دو" گویر چیڈ نے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں سرخ اور خوفناک تھیں۔ مگر وہ انداز بے بسی سے ڈیوک کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" اگر تم مجھے لوپن سمجھتے ہو تو گرفتار کر لو" ڈیوک نے کہا۔

" تین منٹ کے عرصے میں آخری فیصلہ ہو جائے گا" گویر چیڈ نے قدرے سکون کے ساتھ کہا" اس کے بعد یا تاج محفوظ ہوگا۔ یا تم زیر حراست۔"

" تین منٹ کے عرصہ میں تاج گم ہوگا اور تم مجھے گرفتار بھی نہ کر سکو گے۔!..."

ڈیوک نے یقینی انداز سے جواب دیا۔

" میں قسم کھاتا ہوں کہ ضرور گرفتار کر لوں گا" گویر چیڈ نے کہا۔

" ناداں قسمیں نہ کھا کہ کمزوری کی علامت ہے...... گھڑی دیکھ کر؟ صرف دو منٹ باقی رہ گئے۔" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

" نہیں! بس!" گویر چیڈ نے حالت اضطراب میں کہا اور اس نے بھی ریوالور نکال لیا۔

"کیوں؟" ڈیوک نے انداز تعجب سے کہا" کیا لوپن کو گولی مارنے سے منع کرتے ہو؟ جب اس کا نمودار ہونا یقینی ہے تو ریوالور تیار رکھنے میں کیا حرج ہے؟..... دیکھو صرف ایک منٹ باقی رہ گیا۔"

" میرے پاس کافی سے زیادہ آدمی ہیں۔" گویر چیڈ نے کہا۔ اور وہ دروازہ کی طرف بڑھا۔

" ڈر گئے کیا؟" ڈیوک نے انداز حقارت سے کہا۔

" گویر چیڈ پیچھے مڑا" بہت اچھا۔ میں اکیلا ہی لوپن کا مقابلہ کروں گا" اس نے کہا

" مگر اس کے وار سے بچ کے رہنا۔" ڈیوک نے طنز سے کہا۔

گویر چیڈ دانت پیسنے لگا۔ وہ جوش سے ہانپ رہا تھا۔ سرخ آنکھیں تیزی

سے حرکت کرتی تھیں۔ پیشانی پر عرق سرد کے قطرے نمودار تھے۔ لڑکھڑاتا ہوا میز کی طرف واپس ہوا۔ عصبی اضطراب سے سارا بدن کانپ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے دھند سی چھا گئی تھی جس سے بچنے کے لئے وہ کبھی سر کو ایک طرف اور کبھی دوسری طرف حرکت دیتا تھا۔

"تم نے ذرا بھی۔۔۔۔ ذرا سی بھی حرکت کی تو فیر کر دوں گا۔" اس نے گھبراہٹ کی حالت میں کہا اور ڈیوک کی طرف ریوالور تان لیا۔

"جانتے ہو میرا نام ڈیوک آف چارم برلیس ہے۔ اس گستاخی کا خمیازہ تمہیں کل بھگتنا ہوگا۔" ڈیوک نے پرجوش۔ زوردار لہجہ میں کہا۔

"پروا نہیں۔ کل آئے گی تو دیکھا جائے گا۔"

"صرف ۵۰ سکنڈ۔!"

"ہاں۔ ہاں۔" گوبرچرڈ نے گلوگیر آواز سے کہا۔ اور اس کی آنکھیں تاج سے ڈیوک اور ڈیوک سے پھر تاج کی طرف گئیں۔

"پچاس سکنڈ کے عرصہ میں تاج گم ہوگا۔" ڈیوک نے کہا۔

"نہیں!"

"ضرور!"

"نہیں! نہیں! نہیں!"

دونوں کی آنکھیں کلاک کی طرف لگ گئیں۔

گوبرچرڈ کو گھڑی کی سوئیاں بے حرکت معلوم ہوتی تھیں۔ اسے ان کی۔۔۔ آہستہ روی پر حیرت تھی۔

اس وقت بارہ کا پہلا گھنٹہ بجا دونوں کی آنکھیں شمشیر زنوں کی تلوار کی طرح ملیں دوبارہ ڈیوک نے ذرا سی حرکت کی۔ دونوں بار گوبرچرڈ ریوالور لے کر آگے بڑھا۔

جب آخری گھنٹہ بج چکا۔ تو ڈنوں کے ہاتھ نکلے۔ گویر چرڈ نے جھپٹ کر کیس اٹھالیا۔ ڈیوک نے لوٹ لی۔

فرطِ جوش سے گویر چرڈ کی آواز بند تھی۔ بالآخر فاتحانہ انداز سے کہنے لگا۔

"شکر ہے کہ بازی میرے ہاتھ رہی۔ لوپن تاج نہ لے جاسکا۔ اور میں کامیاب ہوا۔"

"ظاہر تو یہی ہوتا ہے۔ مگر تمہیں اپنی کامیابی کا یقین ہے؟" ڈیوک نے مذاقیہ لہجہ میں پوچھا۔

"کامل۔"

"تم نے کیس کا وزن دیکھا؟ پہلے سے ہلکا تو نہیں۔" ڈیوک نے بہ مشکل ہنسی ضبط کر کے پوچھا۔

"کیا!" گویر چرڈ نے چونک کر کہا

"میرا خیال ہے کہ تاج جسے تم سینہ سے لگائے ہوئے ہو اصلی نہیں۔ محض نقلی ہے۔ اصلی پھر بھی لوپن لے گیا۔" ڈیوک نے ہنس کر کہا۔

"اررر! ستیاناس! گویر چرڈ نے چیختے ہوئے کہا۔" ارے دوڑو۔۔۔۔ بوناونٹ۔۔۔۔ ڈیوزی۔۔۔۔!"

دروازہ کھلا اور چھ سات آدمی داخل ہوئے۔

گویر چرڈ اس صدمہ جانگداز کی تاب نہ لاکر مغلوب و مرعوب کرسی پر گر پڑا اعصاب کی کشیدگی اس بارِ عظیم کی متحمل نہ ہو سکی۔

"صاحبان،" ڈیوک نے آہستہ سے کہا۔" افسوس کہ تاج جاتا رہا۔"

ہر شخص کے منہ سے کلمہ اضطراب نکلا۔ سب نے گویر چرڈ پر سوالات کی بوچھاڑ شروع کی۔ جواب تک انداز بے کسی سے وہیں کرسی پر بیٹھا تھا۔

موقعہ پاکر ڈیوک چپ چاپ کمرہ سے رخصت ہو گیا۔

گویر چیرڈ نے گویا رسکی لی۔ بالآخر اس کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے انداز تحیر سے ہر شخص کے منہ کی طرف دیکھا اور آخر مری ہوئی آواز سے کہنے لگا: "وہ کہاں ہے؟"

"کون؟" بونا ونٹ نے پوچھا۔

"ڈیوک ..... ڈیوک!" گویر چیرڈ نے رک رک کر کہا۔

"وہ تو چلے گئے۔"

گویر چیرڈ گھبرا کر اٹھا مگر لڑکھڑا گیا۔ مجذوبانہ انداز سے گلوگیر آواز میں کہنے لگا۔ "اسے اس کو پکڑ لو۔ مت جانے دو ..... اس کے پیچھے بھاگو وہی چور ہے!"

باب ۲۰

واپسی

صبح کاذب کی دھندلی روشنی ڈیوک آف چارم ریس کے مکان نمبر ۳۴ بی یونیورسٹی سٹریٹ کے دلربا نیما کو نوشی کے کمرہ کی دو فراخ کھڑکیوں سے داخل ہو کر بھی اسے پوری طرح منور نہ کر سکتی تھی۔ کمرہ مکان کی پہلی منزل پہ ڈیوک کی خوابگاہ سے ملحق تھا۔ سامان سے عشرت و نزاکت کے ساتھ اُس آرام و آشائش کا اظہار ہوتا تھا جسے زمانہ حال میں لازمہ عیش سمجھا جاتا ہے۔ کرسیاں نفیس اور آرام دہ اور کوچ جو دیوار کے ساتھ دو کھڑکیوں کے وسط میں رکھی ہوئی تھی۔ دیدہ زیب ہونے کے علاوہ اعضائے مضمحل کی آسائش کا ذریعہ بھی تھی۔ کمرہ کا رنگ ہلکا نیلگوں تھا۔ ایسا کہ عام حالات میں اسے مردانہ کے لئے شوخ اور مخصوص زنانہ کے لئے موزوں

سمجھا جا سکتا۔ بہرحال اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا مکین کوئی وارفتہ مزاج آدمی اور عیش کوشی کا دلدادہ ہے۔ دیواروں پر موزوں فاصلہ دے کر تین چار اعلیٰ قسم کی تصویریں آویزاں تھیں۔ ڈیگس کی بنائی ہوئی ایک جس میں دو رقاصہ لڑکیاں دکھائی گئی تھیں۔ فریگو نارڈ کی ایک اور جس میں گلابی، نیلے اور سپید حاشیہ دار ریشمی لباس میں گوالوں اور گوالنوں کی ایک جماعت نظر آتی تھی۔ بیشن لاپیج کی ایک نازنین۔ کوربٹ کی ایک دلربا شبیہ اور کونڈر کی دو پنکھوں کی تصویریں جو سب کی سب رہنے والے کے مذاق سلیم کی شاہد تھیں۔ کمرہ کے سرے پر ایک شگاف میں اوپر نیچے جانے کی لفٹ لگی ہوئی۔۔۔ تھی۔ گو اس وقت وہ کسی اور منزل پر تھی۔ شگاف کے بائیں جانب بک کیس میں بے شمار اس قسم کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں جو مضمون کے اعتبار سے کسی آوارہ مزاج رسیا کی نسبت ذہین و غور بین فطرت کے بہت مطابق ہو سکتی ہیں۔

کھڑکی کے پاس پردہ کی آڑ میں چھپا ہوا ایم کیرولاسے متجسس نظروں سے بازار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کی موجودہ شخصیت اس وقت سے بالکل مختلف تھی۔ جب وہ ایوان چارہم نیس میں ایم گورسنے مارٹن سے موٹر کا سودا کرنے گیا اور اسے مفت لے اڑا تھا۔ اس وقت اس کی رنگت زرد اور چہرہ کی وہ سرخی جو لکھپتی سے ملاقات کے وقت قائم تھی۔ نابود ہو چکی تھی۔ اب اس کی ناک بھی پہلے کی نسبت پتلی اور ان علامات خاص سے عاری تھی جو اس کے دنیا کی ہر قسم کی شراب کا شناسا و قدرداں ہونے کا پتہ دیتی تھی۔ سر و ابرو کے بال ایسے سیاہ نہیں پھیکے تھے۔ خصوصاً سر کے بال جو پہلے گنجان اور گھومے ہوئے نظر آتے تھے۔ اب باریک چھدرے اور سپید تھے۔ مونچھیں غائب ہو چکی تھیں۔ اور ان کے ساتھ ایک مالدار دیہاتی شخص کا لباس بھی۔ کیونکہ اس وقت اس نے

خاندان چارم ریس کی مخصوص وردی پہنی ہوئی تھی۔ گو بہت سویرا ہونے کے باعث ابھی وہ نیلی واسکٹ زیب تن نہ کی تھی۔ جو ایسے لباس کا جزو لازم ہوتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ کوئی بڑی ہی متجسس اور غور بیں نظر اسے موجودہ صورت میں دیکھ کر معلوم کر سکتی تھی کہ یہی شخص لیکھ پتی گورنے ناٹن سے موٹر کا سودا کرنے گیا تھا۔ بدن کی کوئی چیز اگر غیر مبدل نظر آتی تھی تو وہ اس کی آنکھیں تھیں۔ جو اب بھی اسطرح ایک دوسرے سے جڑی ہوئی معلوم ہوتی تھیں جیسے پیشتر۔

کھڑکیوں سے ذرا ہٹ کر کمرہ کے وسط میں وکٹا ئر ادھر ادھر ٹہلتی پھر رہی تھی کیرولاٹے کی طرح اس کی صورت پر بھی فکر و تشویش برستی تھی۔ دروازہ کے پاس برنارڈ کیرولاٹے کھڑا تھا اور اس کی خوف زدہ آنکھوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس کے قدرتی طفلانہ خوف نے اس وقت شدید صورت اختیار کر لی ہے۔

"خدا کی پناہ۔ یہ کیا آواز تھی!" کیرولاٹے نے چونک کر کھڑکی سے ہٹتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے صدر دروازہ کی گھنٹی بجی۔"

"نہیں یہ تو ہال میں لگے ہوئے کلاک کی آواز تھی۔" برنارڈ نے جواب دیا۔

"مگر سات بج گئے۔ کیا وجہ وہ اب تک واپس نہیں ہوا؟" وکٹائر نے ہاتھ مل کر کہا۔ "آدھی رات کو ہونا تھا.... اس کے بعد وہ کہاں رہ گیا؟"

"میرا خیال ہے وہ لوگ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے اس کو گھر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔" کیرولاٹے نے کہا۔ اور اس نے پردہ کو ایک طرف ہٹا کر پھر بازار کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

میں نے اس خیال سے لفٹ بھی اتار دی ہے کہ شاید وہ خفیہ راہ سے آئے۔" وکٹائر نے کہا۔ اور وہ لفٹ کے شگاف کے پاس جا کر نیچے دیکھنے اور غور سے آواز سننے لگی۔

"اس صورت میں تم نے شگاف کی راہ میں دروازہ کیوں کھول رکھا ہے؟" کیرولائے نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "جب تک رستہ صاف نہ ہو۔ لفٹ اوپر کیسے کر آئے گی۔"

"معلوم ہوتا ہے میرا دماغ چل گیا ہے۔" وکٹا ئر نے کہا۔

لفٹ مکس کے شگاف کے پاس جا کر اس نے ایک بٹن دبایا۔ دروازہ جو رستے میں حائل تھا بند ہو گیا اور لفٹ کے سیدھا ہونے سے گھرگراہٹ کی مدھم آواز سنائی دی۔

"کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ پاس والے مکان پر جبس سے ٹیلیفون پر دریافت کیا جائے؟" وکٹا ئر نے کہا۔

"اس سے فائدہ؟" کیرولائے بے صبری سے کہنے لگا "جبس کو ہم سے زیادہ حال معلوم نہیں وہ ہم سے بہتر واقفیت کیونکر رکھ سکتا ہے؟"

"پھر اب اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ اسے تلاش کیا جائے۔" برنارڈ نے مرتعش آواز سے کہا۔

"نہیں نہیں، تم لوگ گھبراؤ نہیں۔ وہ ضرور آئے گا۔" وکٹا ئر نے یقینی لہجہ میں کہا۔ "وہ یقیناً آئے گا۔ اور جب نہیں اسے ہماری امداد کی ضرورت ہو۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر پولیس کے آدمیوں نے اس سے پہلے آکر کاغذات کی دیکھ بھال شروع کی .... تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس کی نسبت اس نے ہمیں کوئی ہدایت نہیں دی ...." ایم کیرولائے نے یاس آمیز لہجہ میں کہا۔

"میری طرف دیکھو۔ میری حالت تم سے زیادہ خطرناک ہے۔ مگر میں ایسا اضطراب ظاہر نہیں کرتی۔" وکٹا ئر کہنے لگی۔ "اگر پولیس کے آدمی آئے تو وہ یقیناً مجھے گرفتار کرلیں گے۔"

"کیا عجب انہوں نے اس کو بھی گرفتار کر لیا ہو۔" برنارڈ نے پھر مرتعش آواز سے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔" وکٹائر نے جوش سے کہا۔ "انتظار کی زحمت کیا کم ہے کہ تم اپنی ٹر ٹر سے اس میں اور اضافہ کر رہے ہو۔"

وہ بے چینی سے کمرہ میں ٹہلنے لگی۔ اضطراب کی وجہ سے ہاتھوں کو کئی طرح سے حرکت دیتی اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے پوچھا۔ "وہ بغیر وردی کے آدمی کیا اب بھی وہیں کھڑے ہیں؟" اور حالت فکر میں کھڑکی سے قریب تر ہو گئی۔

"پرے ہٹ جاؤ!" کیر ولائے نے جھلا کر کہا۔ "بیوقوف یہ چاہتی ہو کہ تمہیں پہچان لیں؟" پھر ذرا سکون کے لہجہ میں "کم بخت اب تک وہیں قہوہ خانے کے سامنے کھڑے ہیں۔ خدا ان کو غارت کرے.... اوہ!...."

"کیوں۔ کیا ہوا؟" وکٹائر نے چونک کر پوچھا۔

ایک سپاہی اور ایک سراغرساں دوڑنے لگے ہیں۔" کیر ولائے نے جواب دیا۔ "دیکھو تو کس طرح بے تحاشا بھاگ رہے ہیں۔"

"کیا اس طرف آتے ہیں؟" وکٹائر نے گھبرا کر پوچھا اور وہ بند دروازہ کی طرف گئی۔

"نہیں۔"

"چلو شکر ہے۔"

"وہ ان دو آدمیوں کی طرف گئے جو اس مکان کی نگرانی کر رہے تھے.. .... اب وہ ان سے کچھ کہہ رہے ہیں۔ ارے ارے! وہ تو سب مل کر دوڑنے لگے۔"

"کیا اس طرف کو؟... کیا اسی طرف آرہے ہیں؟" وکٹا ئر نے مری ہوئی آواز سے پوچھا۔ اور اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیا۔

"ہاں اسی طرف کو!" کیرد لاسے نے کہا۔ "خدا کرے ان کا ستیاناس ہو۔" اور اس نے کھڑکی کے سامنے پردہ گرا دیا۔

"اور وہ گھر میں نہیں!..... اگر یہ آگئے..... اور وہ بے خبری میں دروازہ پر آیا۔ پھر کیا ہوگا!" وکٹا ئر نے گھبرا کر کہا۔

اس وقت صدر دروازہ کی گھنٹی زور سے بجی۔ سب آدمی پتھر کی طرح بے حرکت ہو گئے۔ آنکھیں مایوسانہ انداز سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ گھنٹی کی آواز ابھی ہوا میں مرتعش تھی کہ ہلکی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ لفٹ کے دروازے کھلے اور ڈیوک باہر نکلا۔ مگر آہ! اب اس کی حالت اس چھیلے نواب سے کتنی مختلف تھی۔ جو آدھی رات کو ایم گور نے مارٹن کے مکان سے سراغرسانوں کو حیرت و اضطراب کی حالت میں چھوڑ کر نکلا تھا۔ چہرہ سپید۔ آنکھیں مدھم اور ہونٹ خاک کی طرح بے رنگ تھے۔ سانس تیز چلتی تھی۔ سر سے پاؤں تک کیچڑ کی چھینٹیں اڑی ہوئی تھیں۔ کوٹ کی آستین دور تک چر گئی تھی۔ اور بائیں پیر کے پمپ کا تلا آدھا اکھڑا ہوا تھا۔ پھٹی ہوئی جرابوں میں زخمی پاؤں سرخ و سپید نظر آتے تھے۔

"آگئے! آگئے!" کیرد لاسے نے فاتحانہ مسرت سے کہا اور وہ چٹکی بجا کر کمرہ میں ناچنے لگا۔

"کوئی زخم تو نہیں آیا؟" وکٹا ئر نے فکر سے پوچھا۔

"نہیں!" آرسین لوپن[1] نے جواب دیا

اس وقت دروازہ کی گھنٹی پھر خوفناک شور سے بجی۔

---

[1] مصنف نے سمجھ لیا ہے کہ واقعات گذشتہ کے بعد ناظرین کو اس شبہ میں رکھنا بے سود ہوگا کہ آرسین لوپن اور ڈیوک آف چارم ریس کی شخصیں جدا جدا ہیں یا ایک ۱۲ (مترجم)

خطرہ کا سامنا دیکھ کر لوپن جیسا اس کا قاعدہ ہے۔ آخری انتہائی کوشش کے لئے تازہ دم ہوگیا۔

سیدھا کھڑا ہو کر اس نے گلوگیر مگر ہموار آواز سے کہا: "کیرولانے جلدی کرو ..... واسکٹ پہنو اور جاکر دروازہ کھول دو...... مگر دیکھو کھولنے سے پہلے زنجیر اتارنے میں تھوڑا وقت صرف کرنا..... میرا مطلب یہ ہے کہ دروازہ ایک دم نہ کھول دینا۔ برنارڈ الماری بند کردو۔ وکٹائر تم بھی جاؤ۔ سامنے فکر کیا ہم سب کو برباد کردگی؟ خبردار سب آدمی چوکنے ہو جائیں!"

وہ لڑکھڑا کر خواب گاہ کی طرف گیا اور اندر جاکر دروازہ بند کرلیا۔ وکٹائر اور کیرولانے کمرہ سے تیز چل کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے ایک زینہ اوپر اور دوسرا نیچے جاتا تھا۔ وکٹائر اسی تیزی سے اوپر چڑھ گئی۔ کیرولانے آہستہ واطمینان سے نیچے اترا۔ برنارڈ نے بٹن دبایا۔ لفٹ ہلکی گڑگڑاہٹ کے ساتھ نچلی منزل پر اتر گئی۔ دوسرا بٹن دبانے پر الماری کے گھومنے سے وہ شگاف جس کی راہ سے وہ چڑھتی اترتی تھی بند ہوگیا۔ اس کے بعد برنارڈ بھی دوڑ کر زینہ پر چڑھ گیا۔

صدر دروازہ پر جاکر کیرولانے نے حسب حکم زنجیر کھولنے میں تھوڑی دیر صرف کی۔ اس عرصہ میں وہ بند دروازہ کے اندر سے چلا کر کہتا رہا: "اماں ملاقات والوں کو اتنے سویرے نہ آنا چاہیئے۔ اور آئیں تو ایسا اضطراب کیوں ہو؟" اس کے باوجود باہر سے پے درپے دستک اور سپاہیوں کے شور کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں خیر اس نے دروازہ کھولنے میں پورے تین منٹ صرف کردیئے اور بالآخر اسے بقدر ایک دو انچ کھول کر باہر کی طرف جھانکنے لگا۔

مگر پولیس کے آدمی سخت بے چین تھے۔ انھوں نے جھٹ دروازہ کو دھکا دے کر کھولا جس سے کیرولانے پیچھے ہٹ کر دیوار سے جا لگا اور لوناونٹ

اور ڈیوزی پاس سے گزر کر تیز چلتے ہوئے زینہ کی راہ سے اوپر چڑھنے لگے۔ ایک گندم رنگ عصبی مزاج مگر پھرتیلا سپاہی جوان کے ساتھ تھا دروازہ پر پہرہ دینے کو کھڑا ہو گیا۔

زینہ کے وسط میں پہنچ کر جہاں سے مختلف کمروں کو جانے کا رستہ تھا دونو رک گئے اور ایک دوسرے کی طرف استفہامی نظر سے دیکھنے لگے۔

"معلوم نہیں کہاں گیا" بوناونٹ نے حالت اضطراب میں کہا "ابھی ابھی وہ نظروں کے سامنے تھا"

"اس کا گم ہونا حیرت خیز ہے۔ مگر اتنا یقین ہے کہ ہم نے اسے گھر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اور یہ کچھ تھوڑی کامیابی نہیں" ڈیوزی نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

"مگر تھا وہی ؟ اس کا تمھیں یقین ہے"؟ بوناونٹ نے دالان میں قدم رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں وہی تھا۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں" ڈیوزی نے پر اعتماد لہجہ میں جواب دیا۔ اور وہ بھی اس کے پیچھے چلا۔

دونو نپاکو تو شی کے کمرہ میں گھس رہے تھے کہ کیرد لاٹے تیز چلتا ہوا زینہ کی راہ سے اوپر آیا۔

"تم لوگ کہاں جاتے ہو ؟" اس نے تحکمانہ انداز سے کہا "ولی نعمت ابھی تک استراحت فرما رہے ہیں"

"استراحت !" ڈیوزی نے حقارت سے کہا "بھلے آدمی کس طرح کی بہکی باتیں کرتے ہو۔ تمہارے وہ نام نہاد ولی نعمت رات بھر تو ہمارے آگے آگے دوڑتے رہے۔ بخدا اس شخص کو تیز دوڑنا خوب آتا ہے"

اس وقت خواب گاہ کا دروازہ کھلا اور لوپین شب خوابی کے لباس میں خود آنکلا

"یہ کیسا شور ہے؟" اس نے اس شخص کے انداز پریشانی سے کہا جیسے کی نیند اچاٹ ہوگئی ہو۔ اس وقت اس کے بکھرے ہوئے بال اور آنکھوں کا کسل واقعی اس شخص کی صورت دے رہے تھے جس پر نیند کا خمار غالب ہو۔

لوپن عرف ڈیوک آف چارم ریس کو اس بہروپ میں دیکھ کر بوناونٹ اور ڈیوزی کی آنکھیں فرط حیرت سے کھل گئیں۔ دونوں اس طرح اس کی طرف دیکھنے لگے گویا انھیں اپنے حواس باصرہ پر یقین نہ تھا۔

"کیا تم لوگ گڑبڑ کر رہے تھے؟" اس نے ایرونسکیٹر کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "غالباً تم ایم گویر چیڈ کے ماتحت کام کرتے ہو؟"

"ہاں.... جناب!" بوناونٹ نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔

"پھر تم اس جگہ کیوں آئے؟ یہاں میرے مکان پر تمہارا کیا کام تھا؟" لوپن نے شان امارت سے پوچھا۔

"جناب عالی...... کچھ نہیں۔ کچھ نہیں...... دراصل ہم سے بھول ہوگئی۔" بوناونٹ نے بدستور رعب کھائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"بھول!" لوپن نے اور زیادہ انداز تکبر سے کہا "آخر اس بھول کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ سب تمہارے افسر گویر چیڈ کے ایما پر ہوا ہے؟ ایسا ہے تو میں براہ راست اس سے نپٹ لوں گا۔ جاؤ تم سے بحث کرنا بیکار ہے،" کیر ولائے سے "ان کو باہر نکال دو۔"

کیر ولائے نے خواص عرصہ میں بڑے ادب سے سر جھکائے کھڑا تھا دروازہ کھول دیا۔ اور دونوں سراغرساں چابک کھائے ہوئے کتوں کی طرح دم دبا کر نکل گئے وہ چپ چاپ آہستہ مگر حالت فکر میں زینہ سے اترے۔ کیر ولائے نے ان کو صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکال دیا۔

جس وقت دونو باہر کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ ڈیوزی نے آواز دبا کر ساتھی سے کہا: "کتنی خطرناک غلطی ہوئی۔ مجھے ڈر ہے گوبر جیرڈ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔"

"میں پہلے ہی کہتا تھا۔ اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔" لیفٹیننٹ نے کہا: "بیچارا ڈیوک۔ بیچارا لوپن۔"

مراغزسانوں کے چلے جانے پر لوپن لڑکھڑاتا ہوا کمرہ خواب میں واپس ہوا اور کوچ پر گر کر تھکان سے آنکھیں بند کر لیں۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور وکٹائر داخل ہوئی اسے اس حالت میں دیکھ کر اس نے ایک ہلکی سی چیخ ماری اور دوڑتی ہوئی پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

"دیکھو تو سہی۔ کیا حال ہو گیا ہے۔" اس نے فکر سے کہا: "اٹھو ہوش میں آؤ۔" اس نے اس کے سرد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر انھیں سہلانا شروع کیا۔ ساتھ ساتھ اس قسم کے مشفقانہ کلمات کہتی گئی۔ جیسے ماں[1] اپنے کمسن بچّہ سے کہا کرتی ہے۔ مگر لوپن نے پھر بھی آنکھیں نہ کھولیں۔ اس وقت کیرولائے داخل ہوا۔

اس سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی: "جاؤ تھوڑا ناشتہ لاؤ..... میرا بچّہ تھک گیا ہے..... صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ جان مادر تھوڑا سا کھاؤ گے کیا؟"

ہاں لوپن نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"جاؤ جلدی کرو۔" وکٹائر نے کیرولائے سے تاکیدی لہجہ میں کہا اور وہ دوڑتا ہوا کمرہ سے رخصت ہوا۔

"اوہ! تمہاری بھی کیا زندگی ہے۔" وکٹائر نے کراہتی ہوئی آواز سے کہا: "کیا اب بھی اس پیشہ کو چھوڑو گے یا نہیں؟ رنگ تو دیکھو۔ چادر کی طرح سپید ہو رہا ہے۔ بولو اب بولتے کیوں نہیں۔

---

[1] وکٹائر اور آرسین لوپن کے تعلقات معلوم کرنے کو کتب ذیل ملاحظہ فرمائیے: انقلاب یورپ ملکہ۔ شاہی خزانہ۔ ملنے کا پتہ۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب چوک فتح پوری دہلی۔

اس نے جھک کر اس کی دونوں ٹانگیں کوچ پر رکھ دیں۔
وہ سیدھا لیٹ گیا۔ مگر آنکھیں بدستور بند رہیں۔ بہت۔ بہت۔ دھیمی آواز سے کہنے لگا۔
"وکٹا ٹرا پنی عمر میں میں کبھی اتنا خوفزدہ نہ ہوا تھا!"
"تم!.... تم خوف زدہ ہوئے!" وکٹا ٹر نے انداز حیرت سے کہا۔
"ہاں! دیکھو اوروں سے ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔ مگر تم سے کیا پردہ ہے۔ بخدا رات میں نے بڑے ہی خوفناک حالات میں بسر کی.... گو اسے میری اپنی حماقت کا نتیجہ سمجھو.... معلوم ہوتا ہے میرا دماغ چل گیا تھا کہ میں نے ایسے ہولناک خطرہ میں پڑنا منظور کیا۔ ورنہ...... ورنہ جب تاج اس بڈھے احمق گور نے مارٹن کی آنکھوں کے سامنے بدلا گیا..... اور تم اور سونیا خطرہ سے نکل آئیں۔ تو میرے لئے اتنا کافی تھا کہ خود بھی کسی بہانہ سے چلا آتا۔ مگر نہیں میں بیوقوفی سے... محض گوبر چرڈ کو زک دینے کی خاطر..... یا اظہار شجاعت کے لئے وہیں رہ گیا.... اور اس کے بعد میں نے...... میں نے جسے اپنے سکون و اطمینان پر ناز ہے۔ نا عاقبت اندیشی سے وہ بات کی جو کسی حال میں نہ کرنی چاہئیے تھی..... یعنی ڈیوک آف چارم ریس کی حیثیت میں اطمینان سے واپس آنے کی بجائے..... جانتے ہو کیا کیا؟.... دوڑنا چوروں کی طرح دوڑنا شروع کر دیا۔ مگر دوہی ثانیہ میں مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ میں نے اپنی غلطی فوراً محسوس کر لی۔ مگر... یہ جلدی بھی بعد از وقت تھی... اس لئے کہ گوبر چرڈ کے آدمی میرے پیچھے دوڑ رہے تھے.... ہر شخص میری گرفتاری کے درپے تھا۔"
"تو کیا گوبر چرڈ جان گیا؟.... اس نے تمہیں پہچان لیا؟" وکٹا ٹر نے انداز فکر سے پوچھا۔
"ایک بار تو وہ سناٹے میں آگیا تھا۔ مگر..... جلدی ہی مسلوب الحواس ہونے

کے بعد فوراً اوسان بحال کر کے.... اس نے حقیقت حال سمجھ لی" ڈیپن نے کہا "بس اس کے بعد تعاقب شروع ہوا۔ مگر الٰہی کیسا تعاقب دس۔۔ بارہ..... پندرہ آدمی میرے پیچھے تازی کتوں کی طرح دوڑتے تھے۔ ایک جماعت تھی..... خوفناک۔ پرجوش تشنۂ خون جماعت۔ جس کا ہر فرد میری حراست کے لئے دانت پیس رہا تھا کل رات میں سفر میں بیدار رہا۔ دن کو ویسے آرام کی مہلت نہ ملی۔ جب دوسری رات بھی دوڑ میں بسر ہوتی نظر آئی۔ تو یہ جانو۔ میرے حواس جواب دینے لگے۔ چلنے کے دو ہی منٹ بعد میں تھک کر رہ گیا..... اور اس عرصہ میں وہ قدم بقدم مجھ سے قریب تر آ رہے تھے۔"

"کہیں چھپ نہ گئے۔" وکٹا ٹر نے کہا۔

"چھپتا کیسے؟ بہت دیر وہ میرے ساتھ رہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ فٹ پیچھے ہوں گے۔ ایک بار پل سے گزرتے وقت تو عین میرے پاس پہنچ لئے تھے...... نیچے دریائے سین کا گدلا پانی بہتا دیکھ کر.... جی میں آئی کہ پکڑے جانے سے ہلاک ہونا بہتر ہے...... پس میں کودنے کے لئے تیار ہوا...."

"توبہ! الٰہی توبہ!..... پھر؟" وکٹا ٹر نے کہا۔

"پھر دفعتاً خیالات نے مراجعت کی۔ دل نے کہا۔ امید کسی حال میں ہاتھ سے نہ دینی چاہئیے۔ اگر بچاؤ کی صورت نہ رہی تو پستول تو پاس ہے۔ یہ سوچ کر میں نے جان کو اپنے بچاؤ کے لئے ایک لمحہ..... ایک آخری لمحہ کی مہلت دی۔ روح نے انتہائی خطرہ محسوس کر کے اس ایک لمحہ میں پوری طاقت صرف کرنی شروع کی... بدن میں طاقت کا جو آخری ذرہ باقی تھا ظاہر ہوا..... تعاقب کرنے والوں کو پیچھے چھوڑ کر میں قدرے آگے نکلا..... اس دوڑ میں وہ بھی تھک گئے تھے...... ان کے قواء بھی مضمحل ہونے لگے تھے۔ یہ جان کر میری سعی نے اور زیادہ استقلال پکڑا۔

اور میں نے بے تحاشا دوڑنا شروع کیا۔۔۔۔ پاؤں تھکے ہوئے اور زخمی تھے۔ مگر میں پاس کے گھوڑوں پر سوار تھا۔ رفتہ رفتہ سب لوگ پیچھے رہ گئے۔۔۔۔۔ ہاں ایک آدمی تھا جس نے تعاقب جاری رکھا۔ وہ میرے قدم بقدم چلا آتا تھا ہم دونوں نے کسی نامعلوم لیکن مشترکہ احساس سے ایک ساتھ رفتار کم کی اور آگے پیچھے چلنے لگے۔ دوڑنے کی سکت دونوں میں نہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب دم آنے لگا تو میں نے پھر دوڑنے کی ٹھانی۔ اور اس وقت وہ ہوا جس کا مجھے دیر سے احتمال تھا یعنی حریف نے ایک زوردار چیخ ماری اور آخری کوشش سے میرے پیچھے دوڑا تھوڑی دور ہم اسی طرح آگے پیچھے بھاگتے رہے۔ مگر جب درمیانی فاصلہ صرف تین گز رہ گیا تو میں جھٹ ایک زانو کے بل جھک کر سڑک پر بیٹھ گیا۔ وہ اندھا دھند دوڑتا ہوا قریب آیا تو میں نے اس کے پاؤں پکڑ کر سر کے اوپر سے دوسری طرف اچھال دیا۔ معلوم نہیں اس کی گردن ٹوٹ گئی یا بچی۔ کاش ٹوٹ گئی ہو۔"

"شاباش! خوب!" ڈکٹاٹر نے کہا۔

"بے خبری میں دوڑتے ہوئے میں حدود شہر سے باہر نکل گیا تھا۔ اور گو پیرس کے چپہ چپہ سے واقف ہوں۔ تاہم اس وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ کون سی ہے۔ اسی طرح آدھ میل اور چل کر میں دم لینے کو ٹھہر گیا۔ آنکھیں بے اختیار بند ہوئی جاتی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی ایک لاکھ فرانک لیکر مجھے ایک گھنٹہ اطمینان کی نیند سونے دیتا تو میں اس سودے کے لئے تیار تھا۔ مگر احتیاط مانع تھی۔ کسی طرح دشمن سے بچ کر یہاں آنا لازم تھا۔ تمہارا اور سونیا کا خیال لگا ہوا تھا۔"

"سونیا! ایک اور عورت؟" ڈکٹاٹر نے چونک کر کہا۔ "بس اسی وجہ سے میرے دل کو تشویش تھی۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں جب کبھی تم نے کسی عورت کو اپنا

مسٹر کسابیاش "انقلاب یورپ" میں بلادر یمینار "شاہی خزانہ" میں کلوٹائلڈ سکیچ "خونی ہیرا" میں (عیدہ) یہ سب اس کی مثالیں ہیں۔ مفصل حالات ان ناولوں کے مطالعہ سے معلوم ہوں گے۔ ملنے کا پتہ: نمائندہ وقت تجوکی ایڈ منیجر احراان کتب چوک فتحپوری دہلی

شریک حال بنایا۔ تبھی زوال پایا۔۔۔۔ جب تمہیں خطرہ پیش ہوا۔ ضرور اس کی تہہ میں کوئی عورت تھی۔"

"آہ! مگر سوبیا بہت حسین ہے۔" لوپن نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔

"سب عورتیں جن سے تمہیں عشق ہوا حسین تھیں۔" وکٹائر نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "مگر اچھا۔ آگے ؟"

"داستان ختم ہونی ہے۔ میں چونکہ لکان سے ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ اس لئے آرام کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ ایک گھنٹہ۔۔۔۔ یا تقریباً ایک۔ میں نے خوب بے فکری سے نیند لی۔ اس کے بعد گھر کو واپس ہوا۔ معلوم نہیں کس تیز رفتار سے دوڑا تھا کہ معلوم ہوا شہر سے بہت دور نکل گیا ہوں۔ چلتے چلتے حدود شہر میں داخل ہوا۔ مگر وہاں سے بھی اس جگہ کا فاصلہ دو میل سے کم نہ تھا۔ خیال آیا کہ کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر گھر پہنچا بہتر ہوگا۔ مگر قسمت بے طرح نامہربان تھی۔ میں ایک لمبی سڑک پر چل رہا تھا۔ کہ دفعتاً ایک شخص بغلی گلی سے نکلا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے زور سے نعرہ بلند کیا اور بے تحاشا میرے عقب میں دوڑنے لگا۔ یہ کم بخت ڈیوزی تھا جس نے مجھے پہچان لیا۔ اب پھر ایک بار دوڑ شروع ہوئی۔ میں نے اسے کئی چکر دیئے۔ مگر ظالم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اس عرصہ میں میں گھر سے قریب تر ہوتا جارہا تھا۔ آخر جب بالکل پاس آیا تو ایک آخری کوشش کر کے تھوڑی دیر کے لئے اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اور پاس والی گلی سے ہو کر خفیہ رستہ سے لفٹ کے ذریعہ یہاں پہنچا۔" اس کے لبوں پر پھیکا تبسم نمودار ہوا۔ اور اس نے مری ہوئی آواز سے کہا "آہ! وکٹائر۔ میرا بھی کیا پیشہ ہے!"

باب ۔ ۲۱

پاکٹ بُک

دروازہ کھلا اور کیرولائے ہاتھ میں تاب لیکر داخل ہوا۔

"ولی نعمت کے لئے چاشت حاضر ہے" اس نے ادب سے کہا۔

"بس تکلف رہنے دو۔ مجھے ناپسند ہے" لوپن نے سختی سے کہا۔

دکٹائر اور کیرولائے دونو نے میز بچھائی۔ اس اثنا میں کیرولائے کی طرف سے سوالوں کی بھرمار جاری تھی۔ مگر لوپن نے جواب دینے کی پروا نہ کی۔

وہ اعصاب کی کشیدگی رفع کرنے کو پیچھے جھکا ہوا لمبی گہری سانس لے رہا تھا۔ ہونٹوں کی سپیدی کسی حد تک رخصت ہو گئی تھی۔ اور زرد چہرہ کی تہ میں خون کی سرخی ظاہر ہونے لگی تھی۔ میز بچھ گئی تو اٹھا اور استقلال کے ساتھ اس کی طرف گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی کیرولائے نے کھانے کی چیزوں سے کپڑا کھینچ لیا اور کہنے لگا۔

"بہرحال شکر ہے۔ آپ رخالی سے بچ کر نکل آئے۔ آپ کا سلامت آنا غنیمت ہے۔"

"یہ صحیح ہے" لوپن نے کہا۔ "مگر عنقریب کئی اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جن پر غالب آنے کے لئے مجھے اور تم سب کو دور اندیشی سے کام لینا پڑے گا۔"

اس نے انداز گرسنگی سے کھانا کھانا شروع کیا۔ گو آداب طعام کو پوری

طرح ملحوظ رکھا۔ کیرولائے باہر چلا گیا۔ مگر وکٹائر کھانے کی میز کے پاس پاس پھرتی تھی کبھی پیالی میں قہوہ۔ کبھی قہوہ میں شکر ڈالنے لگتی تھی۔

"بخدا یہ انڈے کیسے لذیذ ہیں!" لوپن نے کہا۔ "انھیں پکانے کی ترکیبیں تو کئی ہزار ہیں۔ مگر یہ ان کا کٹ طریقہ مجھے سب سے مرغوب ہے۔"

پھر ذرا رک کر اس نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے پیٹ بالکل خالی تھا۔ دیکھو تو سب کچھ سمائے جاتا ہے۔ وکٹائر میری زندگی بھی کتنی صحت بخش ہے۔ ابھی سے بدن میں توانائی آنے لگی۔"

"تمہیں باتیں بنانا خوب آتا ہے۔" وکٹائر نے اب ذرا تلخ لہجہ میں کہا۔ کیونکہ اس کی حالت بہتر دیکھ کر اس نے۔ جیسا نیک عورتوں کا قاعدہ ہے تھوڑی سی ملامت بھی ضروری خیال کی۔ "مگر دیکھو میں سچ کہتی ہوں۔ جو طریق تم نے اختیار کئے ہیں ان کا انجام نیک نہیں۔ یقیناً یہ باتیں تمہاری جان لیوا ثابت ہوں گی۔ جوانی ہمیشہ نہیں رہتی۔ اور جب ایک بار شکست ہو گئی تو پھر اس وقت کو یاد کر کے سر دھنو گے۔ غالباً آج کے واقعہ سے تم ذرا بھی عبرت نہ پکڑو گے۔ اور جھوٹ طوفان اور چوری کا وہی سالقہ دور پھر شروع کیا جائے گا۔ تم نے آج تک میری نصیحت نہیں مانی ہر بات جو کہی جائے نقش بر آب ہوتی ہے۔"

"کھانے سے فارغ ہو کر مجھے غسل لینا چاہیئے۔" لوپن نے سُنی اَن سنا کر کے کہا۔

"تم میری باتوں کو جو تمہاری اپنی بہتری کے لئے کہہ رہی ہوں نہیں سنتے تو نہ سہی۔" وکٹائر نے ذرا اونچی آواز سے کہا۔ "مگر یاد رکھو۔" اس کا انجام بُرا ہوگا چوری کر کے دنیا میں کسی نے عروج نہیں پایا اور تم بھی سوچو تو معلوم ہوگا کہ چوری کی... حیثیت واقعہ میں کچھ نہیں۔ گذشتہ سے پہلی رات کو تم نے جو کچھ مجھ سے کرنے

کو کہا۔ اسے سوچ کر میں اب بھی ہراساں ہوئی جاتی ہوں "

"اب تم اس ذکر کو جانے دو۔ واقعی میں تم نے سارا معاملہ بگاڑ دیا تھا۔ مجھے وہ حالت یاد کر کے سخت پریشانی ہوتی ہے۔" لوپن نے کہا۔

"مگر اس سے زیادہ کی مجھ سے امید بھی کیا ہو سکتی تھی؟ آخر میں ایک ایماندار عورت ہوں۔" وکٹاریہ نے تیز لہجہ میں کہا۔ "اور خدا کا شکر ہے مجھے ان بڑے کاموں کی تربیت نہیں دی گئی۔ پھر بھلا اس عمر میں ایسے کاموں کا آغاز....."

"ہاں یہ صحیح ہے اور میں بارہا سوچا کرتا ہوں کہ کیا بات ہے۔ ایسے حالات میں بھی مجھ سے تمہارا انس، بدستور ہے۔" لوپن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر دفعتاً کہنے لگا "مہربانی سے اس پیالی میں تھوڑا قہوہ اور ڈال دو۔"

"خود مجھے اس سوال پر حیرت ہوتی ہے۔" وکٹاریہ نے قہوہ ڈالتے ہوئے کہا "میں نے کئی بار اس معمے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ مگر نہ کر سکی۔ میری رائے میں اصلی وجہ یہی ہے کہ تمہارے لئے میرے دل میں ایک غیر معمولی کشش ہے....."

"ہاں اور پیاری وکٹاریہ مجھے بھی تو تم سے کچھ کم محبت نہیں۔" لوپن نے نرم ہو کر کہا۔

"تمہاری خصلت میں کئی باتیں ایسی ہیں۔ جو سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں تمہاری بدنصیب ماں سے اکثر ان کا ذکر کیا کرتی تھی۔ آج وہ غریب زندہ ہوتی تو تمہاری اس حالت کو دیکھ کر کیا کہتی۔"

لوپن نے ایک کٹلٹ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ کہنے لگا۔ "میرا خیال ہے اسے ذرا بھی حیرت نہ ہوتی۔ میں شروع سے ہی اس کو کہا کرتا تھا کہ سوسائٹی نے تم سے جو سلوک بد کیا ہے میں ضرور اس کا انتقام لوں گا۔ تمہاری رائے میں کیا اسے میری حالت پر تعجب ہوتا؟"

"نہیں۔ تعجب کیا ہوتا۔" ڈکٹا ٹر نے کہا: "تم ابھی بچے تھے کہ اپنی حرکتوں سے ہم سب کو متعجب کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں بھی تمہاری شان سب سے نرالی تھی۔ تمہارے طریق و اطوار دوسرے لڑکوں سے بالکل مختلف تھے۔ تمہاری عمر سات ہی برس کی تھی کہ تم نے طرح طرح کی شرارتیں شروع کر دیں۔ اور انہی ایام میں تمہیں چوری کی عادت پڑ گئی۔"

"محض شکر چرانے کی۔" لوپن نے اعتراضی لہجہ میں کہا۔

"شکر ہی سہی،" ڈکٹا ٹر نے ملامت آمیز سخت لہجہ میں کہا: "مگر کیا اس کے بعد تم نے بتدریج ترقی نہیں کی؟ شکر کے بعد مربہ اور اس کے بعد چھوٹے سکے چرانے شروع کئے۔ خیر اس زمانہ میں یہ باتیں نظر اندازی کے قابل تھیں۔ کیونکہ کمسن بچے ایسی شرارتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ مگر اب کہ تمہاری عمر ۲۸ سال کی ہو گئی ہے...... تم جوان ہو اور خدا نے تم کو تمیز دی ہے...."

"ڈکٹا ٹر تمہاری باتیں افسردہ کر رہی ہیں۔" لوپن نے جماہی لے کر کہا۔ اور مربہ کی بوتل سامنے رکھ لی۔

"یہ میں جانتی ہوں تم دل کے برے نہیں ہو" ڈکٹا ٹر نے کہا: "تم دولتمندوں کو لوٹ کر غریبوں کی پرورش کرتے ہو۔ مگر یہ ساری باتیں تمہاری ان حرکات بد کی تلافی نہیں کر سکتیں"

"میں مجبور ہوں...... بتاؤ کیا کر سکتا ہوں؟" لوپن نے مسکرا کر پوچھا۔

"تمہیں اپنا طریق زندگی بدلنا چاہئیے۔ چوری کرنا بھی کوئی پیشہ ہے!"

"پیاری ڈکٹا ٹر مربہ کی لذت اس کے کھانے میں ہے۔ تم بھی آزما دیکھو۔" لوپن نے آہستہ سے کہا۔ اور وہ تیکھی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"توبہ اب اس بڑھاپے میں کیا میں چوٹی بنوں!"

"میرا کہا مانو تو ضرور بنو۔" لوپن نے پر اعتماد لہجہ میں کہا: "دنیا کا کون سا دھندا

ہے جو میں نے نہیں کیا۔ طب میں نے پڑھا۔ قانون میں نے سیکھا۔ انجڑی میں نے کی۔ اور جوجٹسو کا پروفیسر بھی رہا۔ اس بدبخت گوبیر جیرڈ کی طرح خفیہ پولیس کی افسری[1] بھی کر دیکھی مگر افسوس کہ ہر جگہ مکر و فریب ریا و بدکاری کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ ایک چیز یعنی اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں نشست و برخاست نہیں کی تھی۔ اب وہ بھی کر کے دیکھ لی۔ ڈیوک ہونے میں کیا لطف ہے۔ یہ مجھے معلوم ہو گیا۔ مگر ساری حالتوں کو دیکھ کر سچ کہتا ہوں چوری کے برابر کوئی کام نہیں۔ یہاں تک کہ ڈیوک کا اعزاز بھی اس کے سامنے ہیچ ہے۔ اس لئے کہ اس میں ہر بات ایسی اچانک۔ اس قدر فوری۔ اتنی خلاف امید ہوتی ہے کہ اور کسی کام میں نہیں ہوتی۔ اس پیشہ کی بوقلمونی۔ اس کا خوف۔ بیم و رجا کا وہ احساس جو ہر وقت دل پہ طاری رہتا ہے۔ سب باتیں غایت درجہ پر لطف ہیں۔"

پھر آواز دبا کر آہستہ سے "علاوہ بریں اس کام میں مزا کتنا ہے!"

"مزا!" وکٹائر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں سچ ...... یہ مالدار لوگ۔ یہ نام نہاد امیر جنھیں شب و روز عیش و آرام کے سوا کوئی کام نہیں جب ان کی کوئی چیز جسے انھوں نے خلق خدا کا پسینہ بہا کر مفت حاصل کیا تھا۔ چھین جائے تو خدا کتنا شور و غل پیدا کرتے ہیں.... تم نے اس موٹے بیوقوف میرے خسر گورس نے مارٹن کو اس وقت دیکھا ہوتا جب اس کے نادرات گم ہوئے ..... اُف! کتنی اذیت اس کی روح کو ہوئی۔ بعض وقت تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دم توڑ رہا ہے۔ پھر اس تاج کے معاملے میں.... اک ذرا سی بکی سے ان لوگوں کے دماغ میں اتنا فتور ہوا۔ سب کے دماغ میں جن میں گوبیر جیرڈ بھی شامل تھا.... کہ میرے لئے ہاتھ بڑھا کر تاج اٹھا لینا ذرا مشکل نہ تھا۔ اس سے محکمہ پولیس کو جو طیش آیا اس کا نظارہ قابل دید تھا۔ تم گوبیر جیرڈ کی اس وقت کی حالت دیکھتیں جب میں نے اسے شکست فاش دی۔ اس کے علاوہ تم اپنے گرد کی حالت دیکھو۔"

---

[1] ملاحظہ ہو انقلاب یورپ۔ مترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری۔ قیمت للعمر
ملنے کا پتہ۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب چوک فتحپوری۔ دہلی

اس نے خوشنما آراستہ کمرہ میں چاروں طرف ہاتھ گھما کر کہا: "یہ شانِ امارت۔ یہ ٹھاٹ یہ ثروت۔ بخدا کون سی چیز ہے جو اس پیشہ سے حاصل نہیں ہوتی؟ ضرورت فقط استقلال کی ہے..... ڈکٹا ٹر سچ جانو۔ دنیا میں سچی عظمت صرف تین طریقوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ سپہ گری، صناعی یا چوری سے۔ پس اگر کوئی شخص بہادر سپہ سالار یا مشہور کاریگر نہ بن سکے تو پھر اس کے لئے نامی چور بننے کے سوا چارہ کار نہیں۔"

"بس رہنے دو۔ یہ شوخی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔" ڈکٹا ٹر نے کہا: "خیال تو کرو کس بات پر اس قدر بلاغت صرف ہو رہی ہے جس کام کی نہ مذہب اجازت دیتا ہے نہ قانون۔ روندو۔ وہ کیونکر جائز و مناسب ہو سکتا ہے؟ میری رائے میں اب وقت ہے کہ کوئی ایسا خیال تمہارے دماغ میں پیدا ہو جو ناکارہ خیالات کو خارج کرے اور یہ طاقت صرف عشق میں ہے..... وہی تمہاری اصلاح کرے گا۔ پس تمہیں شادی کی فکر کرنی چاہیئے۔"

"ہاں..... شاید..... اس سے میری اصلاح ہو جائے۔ میں خود بھی سوچ رہا ہوں اور میری رائے میں تمہارا خیال صحیح ہے۔" لوپن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"واقعی؟ کیا حقیقت میں تم نے اس سوال پر غور کیا ہے؟" ڈکٹا ٹر نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں کیا ہے" لوپن نے اس کی بے چینی پر مسکرا کر کہا: "میں نے بہت سنجیدگی سے اس پر غور کیا ہے۔"

"مگر دیکھو میں اس طرح کی دل لگی کو عشق نہیں کہتی جس کے تم عادی ہو اور جو تم مختلف اوقات میں مختلف عورتوں سے کرتے رہے ہو۔ میں تو چاہتی ہوں تمہاری زندگی کسی وفادار شوہر پرست عورت سے وابستہ ہو جائے..... تم دونوں شادی کر کے نیکی اور ایمان کی زندگی بسر کرو۔"

"یہی میرا ارادہ ہے۔" لوپن نے آہستہ سے کہا۔ اس کا چہرہ سنجیدہ مگر آنکھیں تیز چمک رہی تھیں

"مجھے اب تک یقین نہیں آیا۔ سچ کہنا۔ واقعی تمھیں کسی ایسی عورت سے عشق ہوگیا ہے؟" وکٹائر نے پوچھا: "اور وہ عورت کون ہے؟"

"نہایت خوبصورت۔"

اس کا تمہارے کہنے کے بغیر ہی یقین تھا۔۔۔ صحیح ہے یا غلط؟"

"موسم بہار کی کلی کی طرح نازک اور خوشنما۔ سچ مچ پرستان کی ملکہ۔" لوپن نے کہا

"کیا کام کرتی ہے؟"

"یہ پوچھنا غیر ضروری تھا۔ مگر اب تمہارے سوال پر یہ بتانے میں کیا حرج ہے کہ وہ بھی میری طرح۔۔۔ چور ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے وہ شوخی سے مسکرانے لگا۔

"خدا کی پناہ!"

"تم اسے چوروں کی مہربانی سمجھو۔" یہ کہہ کر لوپن مسکراتا ہوا کھڑا ہوگیا۔ اس نے سگار جلایا۔ انگڑائی لی۔ پھر جمائی لے کر کہنے لگا۔

"مگر اس کام کے لئے وہ مجھ سے زیادہ مجبور تھی۔ اس لئے اس نے ایسا کیا ورنہ باطن میں اسے اس سے نفرت ہے۔"

"خیر اتنا بھی غنیمت ہے" وکٹائر نے کہا۔ اور اس فقرہ سے اس کے بزرگ چہرہ پر ذرا سی رونق آگئی۔

لوپن کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے اعلیٰ قسم کے سگار کے لمبے کش لینے لگتا تھا۔ ساتھ ساتھ وکٹائر کو ندامت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کتابوں کی الماری کے پاس جا کر اس نے جلدوں کی پشت پر لکھے ہوئے ناموں کو نظر شوق سے دیکھنا شروع کیا۔ چہرہ پر ہلکا تبسم اب تک قائم تھا۔

"اس ناٹک کا درمیانی وقفہ پرلطف ہے" اس نے انداز کسل سے کہا۔ "مشکل صرف اتنی ہے کہ مختصر بہت ہے۔ گویرچرڈ اپنے ناٹیوں سے یہ سُن کر کہ میں نے رات اپنے پُر تکلف بستر پہ آرام سے سونے بسر کی تھی۔ ایک بار تو سناٹے میں آجائے گا۔ مگر اس کے بعد اس کا جوش اور تیز ہوگا۔ اس ستیاناسی کا خوف نہ ہو تو بخدا پورے ۲۴ گھنٹے کی نیند روں۔"

"کاش تمہیں اس کی مہلت ہو" وکٹار نے ہمدردی سے کہا۔

"وہ لڑکی جس سے میں شادی کیا چاہتا ہوں ..... سونیا کیچیاف ہے۔"

"سونیا؟" وکٹار نے چونک کر کہا۔ "عزیز لڑکی۔ اس سے تو مجھے پہلے ہی محبت ہے..... مگر تم نے کہا تھا وہ چوبیس ہے ...... حالانکہ سونیا کی نسبت ایسی بات کہنا....."

"تم میری طبیعت کی مذاق پسندی سے واقف ہو" لوین نے آہستہ سے کہا۔

اس وقت دروازہ کھلا اور کیبر ولا لے تیز چلتا داخل ہوا۔ کہنے لگا: "اجازت ہو تو کھانے کا سامان واپس لے جاؤں؟"

لوین نے سر کو بصورت اثبات حرکت دی۔ اس وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اشارہ سکوت کے طور پر اپنی انگلی لبوں پہ رکھ کر وہ اس کے پاس گیا۔

"ہیلو کون ہے؟" اس نے کہا: "آہ تم ہو! ...... جرمن صباح بخیر..... رات؟ ہاں رات خوب بسر ہوئی ..... میں اچھی طرح سویا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ ..... کیا مجھ سے ملا چاہتی ہو؟ بہت اچھا کہاں؟ ..... کہاں فرمایا؟ ..... لیڈ میں؟ بہتر ہے ....."

"نہ جانا۔ وہاں ہرگز نہ جانا۔ اس میں خطرہ ہے۔" وکٹار نے آواز دبا کر کہا۔

"بہت اچھا،" لوین نے بدستور ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ "میں نصف

زیادہ سے زیادہ پون گھنٹہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ ہاں ابھی لباس نہیں بدلا... مگر سچ جانو مجھے تم سے زیادہ بیقراری ہے...... سردست الوداع !"

اس نے ریسیور رہاتھ سے رکھ دیا۔

"یہ محض پھانسنے کا جال ہے"۔ کیرولائے نے کہا۔

"خیر کیا مضائقہ ہے۔ ایسے جال کئی بار دیکھ چکے ہیں"۔ لوپن نے لاپروائی سے کہا۔ "علاوہ بریں اب کچھ دنوں اس طرح کے جالوں سے ہی واسطہ ہو گا۔ بہرحال اگر فرصت ملی تو ضرور جاؤں گا۔ اور نہیں تو یہ دیکھنے کے لئے کہ جال کیسا ہے !"

"فرض کرو جرمین کو سارا حال معلوم ہو۔ اور وہ محض انتقام کی خاطر تمہیں بلاتی ہو..... وہ چاہتی ہو کہ تمہیں اس جگہ آنے پر گرفتار کر لیا جائے"۔ وکٹائر نے اعتراضاً کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایم فارمری اس وقت گورنے مارٹن کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ بلکہ عجب نہیں باقی سب بھی وہیں اس تاج کی جانچ کر رہے ہوں"۔ لوپن نے قہقہہ لگا کر کہا۔

ایک لمحہ تامل کے بعد اس نے کہا: "مگر وکٹائر تم کیسی بیوقوف ہو اگر انھیں مجھ کو گرفتار ہی کرنا تھا اور اس مطلب کے لئے ان کے پاس ثبوت ہوتو گویر چڑیا کبھی کا یہاں آجاتا"۔

"یہ بات تھی تو رات انھوں نے آپ کا پیچھا کیوں کیا؟" کیرولائے نے پوچھا۔

"اس وقت ایک معقول وجہ اس تاج کی صورت میں موجود تھی"۔ لوپن نے جواب دیا۔ "مگر ان کی بدقسمتی سے میں بچ کر نکل آیا اور آخر کار جب سراغرساں یہاں پہنچے تو انھیں یہی معلوم ہوا کہ میں سو کر اٹھا ہوں اور انہی کی وجہ سے میری نیند اچاٹ ہوئی ہے۔ مانا کہ میں وہی تھا جس کا وہ رات بھر تعاقب کرتے رہے مگر اس

گھر اور ان حالات میں کہ انھوں نے مجھے دیکھا۔ میرا رعب و اقتدار سو گنا زیادہ تھا۔ کافی ثبوت حاصل کئے بغیر وہ میرے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ثبوت ہیں نہیں ۔۔۔۔ یا جو کچھ ہیں وہ میرے پاس ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دیوار میں لگی ہوئی چھوٹی سی تجوری کی طرف اشارہ کیا: "اصلی تاج اور جو چیز اس سے بھی قیمتی ہے۔ حقیقی ڈیوک آف چارم ریس کی سند انتقال غرض وہ چیزیں جن کی بنا پر گوبر چرڈ ایم فارمری کو میرے خلاف کسی کاروائی کے لئے اکسانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس بکس میں بند ہیں۔ اس کے باوجود خطرہ باقی ہے۔ اور اس خیال سے کہ معلوم نہیں کب اور کن حالات میں یہاں سے فرار ہونا پڑے۔ ان چیزوں کو اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔"

خواب گاہ میں جاکر وہ اس تجوری کی کنجی اور ایک دستی بیگ لے آیا۔ تجوری کھول کر تاج نکالا ۔۔۔۔۔ اصلی تاج جو پرنسس ڈا ایمیل کی یادگار تھا۔ ایک پاکٹ بک جس میں بعض ضروری کاغذات ملفوف تھے۔ نکال کر میز پر رکھی۔ تاج کو دستی بیگ میں رکھ لیا۔ مگر پاکٹ بک کو اس خیال سے وہیں رہنے دیا کہ لباس پہن کر اسے کوٹ کی جیب میں رکھ لوں گا۔

پھر کہنے لگا: "غنیمت ہے کہ ڈیوک آف چارم ریس کی موت کی سند خود میرے پاس ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے مجھے کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ بالفرض انھوں نے مجھے پکڑ بھی لیا تو اس پاجی گوبر چرڈ کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے گا کہ میں نے ڈیوک آف چارم ریس کے اعزاز پر قابض ہونے کے لئے اصلی شخص کو قتل کر دیا۔ اور گو میں نے اپنی عمر میں کبھی کسی کو ایسی خوفناک ایذا نہیں دی۔ پھر بھی اس سے معاملہ پر بڑا اثر پڑنے کا احتمال ضرور تھا۔"

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہارا دل برا نہیں۔" ڈکٹاٹر نے انداز فخر سے کہا

"اصلی ڈیوک آف چارم ریس کو بھی ایذا نہیں دی۔" کیرولاٹے نے لوپن کے

آخری فقرہ کے سلسلہ میں کہا۔" حالانکہ جن دنوں وہ علیل تھا اسے بڑی آسانی کے ساتھ دنیا سے رخصت کیا جا سکتا تھا...... بس ذرا سی دوا کافی ہوتی۔ علاوہ بریں وہ ایک دور افتادہ مقام پر بیمار تھا۔ جہاں نہ ڈاکٹر تھے نہ طبیب نہ کسی تحقیق کا احتمال تھا۔"

"کیرولائے تمہاری عقل کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔" لوپن نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا برعکس ازیں آپ نے وہاں جا کر اس کی جان بچائی۔" کیرولائے نے بے چینی سے کہا۔ اور اس عرصہ میں وہ برابر میز صاف کرتا رہا۔

"ہاں میں نے اس کی مدد کی۔ اور اسے مجھ سے گہری محبت ہو گئی تھی۔" لوپن نے اس واقعہ کے حالات کو یاد کرتے ہوئے کہا۔" اسکی صورت بالکل مجھ سے ملتی تھی بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ قبول صورت تھا۔"

نہیں تم دونوں کی شکلیں ایک جیسی تھیں۔" وکٹا ٹر نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "اگر کوئی شخص تم دونو کو پاس کھڑے دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ توام بھائی ہیں۔"

اوّل مرتبہ اس کی تصویر دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی۔" لوپن نے کہا۔

"کیرولائے تمہیں یاد ہے اس واقعہ کو تین سال ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہم ایوان چارم ریس میں گورنے مارٹن کے وہاں پہلی بار چوری کرنے گئے تھے۔"

"ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔" کیرولائے نے جواب دیا۔" میں نے ہی تو آپ سے کہا تھا کہ یہ تصویر بالکل آپ کی صورت سے ملتی ہے جس کے جواب میں آپ نے کہا تھا۔ کیرولائے اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئیے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ برزستان کو روانہ ہو گئے اور وہاں ڈیوک سے ملے۔ جس سے آپ کے تعلقات دوستانہ ہو گئے۔ مگر وہ غریب آخر کار جانبر نہ ہو سکا۔ اگرچہ مجھے اندیشہ ہے آپ اسے دنیا سے رخصت کرنے میں ذرا بھی مدد نہ دیتے۔"

غریب چارم ریس! اس کی شان واقعی امیرانہ تھی۔ اس کی موت کے ساتھ

ایک قدیم خاندان کا چراغ گل ہو رہا تھا ..... میں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں تامل نہ کیا۔ اور ..... میری وجہ سے وہ سلسلہ قائم رہا۔"

اس نے کلاک کی طرف دیکھا اور انداز تامل سے کہنے لگا۔ "پونے آٹھ ہو گئے مجھے سوینا کو ٹیلی فون کرنا چاہیئے یا نہیں؟ مگر نہیں۔ کیا جلدی ہے۔ غریب کو سونے دو۔ پچھلی تو پہلی رات کے سفر کی تھکی ہوئی تھی۔ اس کے بعد کم بخت گویر چیڈ نے اس کو بہت پریشان کیا۔ میں پہلے تبدیل لباس کر لوں پھر اسے ٹیلی فون کروں گا۔ لباس کی تبدیلی سب سے ضروری ہے۔ کیونکہ جو کام مجھے کرنے ہیں وہ اس شب خوابی میں نہیں کئے جا سکتے۔ گو آرزو یہی تھی کہ اس لباس کو سوبست نہ اتارا جاتا۔ طبیعت دن بھر پلنگ پر دراز ہونے کے لئے مائل ہے۔ اس کے باوجود شکر ہے کہ میرے حواس میں فرق نہیں آیا اور میں خوب سمجھتا ہوں اس جھنجھٹ کا خاتمہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ صرف آغاز کی ..... ضرورت ہے۔"

اس نے جمائی لی اور پاکٹ بک کو وہیں میز پر چھوڑ کر غسل گاہ میں گیا۔ دروازہ میں کھڑے ہو کر اس نے آواز دی "کیبرڈلا ئے۔ تھوڑا گرم پانی لا کر میری دھاڑی بنا دو۔" پھر کمرہ میں جا کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔

"افسوس! افسوس!" وکٹا ئر نے انداز حیرت سے کہا۔ "چند سال پہلے اس کی یہ حالت تھی کہ صلیبی جنگوں میں شرکت کے لئے آمادہ ہوتا۔ مگر آج تاج چراتا پھر رہا ہے۔ کس قدر افسوسناک تبدیلی ہے۔"

"میری رائے میں اب ہمیں بھی اسباب باندھنے کی فکر کرنی چاہیئے۔" کیبرڈلا ئے نے کہا۔ "اس کام کے لئے وقت تنگ ہے۔ یقین جانو یہ کھیل اب ختم ہو چکا۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میری طبیعت دیہات کو واپس جانے کے لئے بیقرار ہے۔" وکٹا ئر نے کہا۔

کیرولائے نے قاب اٹھایا اور کمرہ سے چلا۔ وکٹار زینہ تک اس کے ساتھ گئی۔ جہاں سے وہ نیچے اترا۔ اور یہ اوپر چڑھ گئی۔

تھوڑی دیر میں وہ حجامت بنانے کا پانی لیکر واپس ہوا اور لوپن کی داڑھی بنائی کیونکہ یونیورسٹی سٹریٹ والے مکان میں خادم[1] دخانساماں کے دوگونہ فرائض وہی انجام دیتا تھا۔ اس نے یہ کام ختم کیا ہی تھا کہ صدر دروازہ کی گھنٹی بجی۔

"جاکے معلوم کرو کون ہے" لوپن نے کہا۔

"برنارڈ دروازہ کھولنے گیا ہوگا" کیرولائے نے جواب دیا "مگر ٹھہرئیے میں خود جاتا ہوں۔ معلوم نہیں کون ہو"

اس نے استرے کو آہستہ سے بند کر کے ایک طرف رکھا اور باہر گیا۔ زینہ پر اس کو لوناونٹ ملا..... مسٹر غرسان لوناونٹ جس نے اس وقت بڑ کے پورٹر کی وردی پہن رکھی تھی اور اس کی مونچھیں کھڑی تھیں۔

"جب نوکروں کے لئے علیحدہ رستہ موجود ہے تو تم اس طرف سے کیوں نہیں آئے؟" کیرولائے نے تلخ لہجہ میں جو ایک ڈیوک کے نوکر اور اپنے آقا کے وفادار ملازم کی حیثیت میں اسے زیب دیتا تھا کہا۔

"مجھے معلوم نہ تھا" لوناونٹ نے انکسار کی راہ سے کہا۔

"ہر شخص جسے خدا نے آنکھیں دی ہیں اسے دیکھ سکتا ہے ...... مگر تم چاہتے کیا ہو؟ جلدی کہو"

"میں ایک خط لایا ہوں ..... ڈیوک آف چارم ریس کے نام"

"لاؤ کہاں ہے"

"نہیں وہ میں تم کو نہیں دے سکتا۔ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ ڈیوک کے سوا کسی کو

---

[1] خادم سے مراد ویلٹ ہے جس کے لئے اردو میں کوئی خاص لفظ نہیں ملا۔ اس نوکر کے فرائض میں آقا کی حجامت تک بنانا شامل ہوتا ہے (مترجم)

نہ دینا۔"

"خیر تو وہ لباس تبدیل کر رہے ہیں۔ تم اتنے انتظار کرو۔" کیرولائے نے کہا۔
دونوں زینہ کی راہ سے دالان تک گئے۔ اس جگہ پہنچ کر بونا ونٹ تمباکو نوشی کے کمرے کی طرف چلا۔

"ارے! اب تم منہ اُٹھائے کدھر جا رہے ہو؟ یہیں ٹھہرو۔" کیرولائے نے جلدی سے کہا۔ "کرسی لیکر بیٹھ جاؤ۔"

بونا ونٹ سنجیدگی سے بیٹھ گیا۔ اور کیرولائے اس سوچ میں ہوا کہ اسے چھوڑ کر جاؤں یا نہ جاؤں۔ وہ اسی فکر میں تھا کہ صدر دروازہ پر ایک زور دار دستک سنائی دی۔ کیرولائے نے گھبرا کر پہلے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر دوڑتا ہوا زینہ کی راہ سے نیچے اُتر گیا۔

اس کے جاتے ہی بونا ونٹ کا تکلف رخصت ہوا۔ جھٹ اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ سے تمباکو نوشی کے کمرہ کا دروازہ کھول کر اندر دیکھنے لگا۔ کمرہ خالی تھا۔ وہ دبے پاؤں گھس گیا اور فوراً جیب سے قینچی نکال کر ٹیلی فون کے تار کاٹ دیئے۔ اس کے ساتھ اس نے کمرہ میں چاروں طرف نظر ڈالی۔ تو میز پر لوپن کی پاکٹ بک نظر آئی۔ اسے اٹھا کر فوراً اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ وہ اس کام سے فارغ ہوا ہی تھا اور کوٹ کا ایک بٹن بند کرنا باقی تھا کہ خواب گاہ کا دروازہ کھلا اور لوپن نکلا۔

لوپن کے بہروپ میں بونا ونٹ کو پہچان کر اس نے نادر بے اضطراب ظاہر کرتے ہوئے تیز لہجہ میں پوچھا۔ "کیوں؟ کیا چاہتے ہو؟"

"میں ڈیوک آف چارم ریس کے نام ایک خط لایا ہوں جو انہی کو دیا جائے گا۔" بونا ونٹ نے بدلی ہوئی آواز سے کہا۔

"لاؤ کہاں ہے۔" لوپن نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"مگر ڈیوک؟ ...." یونادنٹ نے تامل ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"میں ہی ڈیوک ہوں۔" لوپن نے جواب دیا۔

یونادنٹ نے خط اس کے ہاتھ میں دیا اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

"ٹھیرو۔ ابھی مت جاؤ۔" لوپن نے کہا۔ "شاید اس خط کا جواب لیجانا پڑے۔"

اس کی آنکھوں میں مذہبی چمک نظر آتی تھی۔ گو یونادنٹ کو اس کا علم نہ تھا۔

اس وقت کیبرولاسے واپس ہوا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا: "دروازہ پر کوئی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی آوارہ گرد لڑکے نے شیطنت کی۔ مل جاتا تو خوب کان اینٹھتا ظالم نے سب کام میں ہرج کراتے ہیں۔"

لوپن نے لفافہ چاک کر کے خط کا مضمون پڑھا۔ پہلے اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے پھر مسکرایا۔ اس کے بعد اس نے زور سے قہقہہ لگایا۔ لکھا تھا۔

جنٹلمین۔ ایم گوپر چیرڈ نے مجھ سے سارا حال کہہ دیا۔ اس کے علاوہ تمہاری اصل حقیقت سونیا کے معاملے سے ہی ظاہر ہوگئی تھی۔ جو شخص چولی عورت سے عشق کرتا ہے نفرذر بدمعاش ہوگا۔ لیکن خیر۔ میں نے یہ خط محض اس لئے لکھا ہے کہ دو ضروری خبریں تمہارے کانوں تک پہنچ جائیں۔ ایک یہ کہ اب تحقیق ہو گیا۔ ڈیوک آف چارملیس کا تین سال پیشتر انتقال ہوگیا۔ دوسری یہ کہ اب میرا ارادہ اس کے خالہ زاد بھائی ایم ڈارنزیزر سے جو اس کے خطاب و جائداد کے وارث ہیں۔ شادی کرنے کا ہے۔

براۓ میڈموازل گورنے مارٹن

ان کی خادمہ "اما"

"انداز تحریر کتنا بُرا ہے۔" لوپن نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیبرولاسے تم میری طرف سے اس کا جواب لکھو۔"

"کون ہیں؟" کیبرولا نے پوچھا۔

"ہاں ہاں معلوم ہوتا ہے۔ مالی حلقوں میں نوکروں سے خط لکھانے کا فیشن ہوگیا ہے جب ایک خاتون اس کا آغاز کرتی ہے تو مجھ پر اس کی تقلید لازم ہے۔"

کیردلائے تھوڑے تامل کے بعد نوشت کی میز پر گیا۔ بلاٹنگ پیڈ پر چٹھی کا کاغذ رکھا۔ قلم ہاتھ میں لیا۔ اور درد سے آہ کھینچی۔

"تیار ہو؟" لوپن نے کہا۔ "اچھا لکھو۔"

میڈم موازل۔ فضل خدا سے میں اب تک زندہ اور صحیح سلامت ہوں۔ میری صحت قدرتاً مضبوط ہے۔ اس لئے عارضی علالت کا اثر جلد زائل ہو جائے گا۔ رہ گیا دوسرا معاملہ تو آج سہ پہر میں بخوشی آئندہ مبادم دارلنز برز کو اپنا حقیر تحفہ شادی پیش کردوں گا۔ برائے جنکیس ڈابارٹ۔ مارکوئیس۔ ڈارلنز برز۔ پرنس آف دریوڈیوک آف چارم ریس۔

ان کا خادم آرسین

"کیا آرسین کا نام لکھوں؟" کیردلائے نے گھبرا کر پوچھا۔

"کیوں نہیں،" لوپن نے کہا: "تمہارا یہی نام ہے۔"

بوناونٹ نے کان کھڑے کر لئے اور کیردلائے کی طرف نظر شوق سے دیکھنے لگا۔

کیردلائے نے شانوں کو حرکت دی۔ خط مکمل کر کے جاذب پر رکھا پھر تہ کر کے لفافہ میں بند کیا جس کے بعد اس نے اسے لوپن کو دے دیا۔

بوناونٹ خط لے کر مڑا ہی تھا کہ لوپن اس پر جھپٹا۔ اپنا بازو اس کی گردن میں ڈال کر اس نے اسے پیچھے کی طرف گرا لیا۔

"خبردار مت ملنا۔ ورنہ گردن توڑ دوں گا،" اس نے خوفناک آواز سے کہا۔

پھر کیردلائے سے آہستگی کہا: "میری پاکٹ بک اس کی اندرونی جیب میں ہے۔"

اس کو نکال لو۔"

کیرد لائے نے جھٹ پٹ سراغرساں کے بٹن کھول دیئے اور پاکٹ بک نکالی۔

"میرے دوست اس کا نام جوجشو ہے۔ اپنے ساتھیوں کو بھی سکھا دینا" لوپن نے کہا۔ پھر بوناونٹ پر گرفت ڈھیلی کر کے اسے اٹھنے کا موقعہ دیا۔ جس کے بعد اس نے پیچھے میں ٹھڈا رسید کر کے اسے کمرہ کے دوسرے سرے پر پہنچا دیا۔ پاکٹ بک کیرد لائے سے لے کر دیکھی تو ہر چیز محفوظ تھی۔

"اپنے افسر کو میری طرف سے کہنا کہ مجھے پکڑنا چاہتے ہو تو خود میدان میں آؤ۔" لوپن نے حقارت سے کہا۔ "کیرد لائے اس نوکر کو باہر نکال دو۔"

بوناونٹ لڑکھڑا کر دروازہ تک گیا۔ وہاں رک کر اس نے لوپن کے چہرہ پر واپسی نظر ڈالی۔ اس کی آنکھیں قہر آلود تھیں۔

"میرا افسر دس منٹ تک کے عرصہ میں یہاں پہنچے گا۔ ذرا خبردار رہنا" اس نے غصہ سے کہا۔

"مہربانی میں اس وقت تک تیار رہوں گا" لوپن نے جواب دیا۔

باب۔ ۲۲
مقابلہ

کیرد لائے مغلوب و بدحواس سراغرساں کو ساتھ لے کر زینہ کی راہ سے نیچے اترا اور وہ گالیاں اور دھمکیاں دیتا رخصت ہوا۔ ایک اچھے تربیت یافتہ نوکر کی طرح

کیرد لاٹے نے اس کے سخت الفاظ کی پرواہ نہ کی۔ اور دروازہ بند کرکے چپ چاپ واپس ہوا۔ رستہ میں اسے ڈکٹائر اور برنارڈ ملے تینوں ایک ساتھ تمبا کو نوشی کے کمرے میں داخل ہوئے۔

"اب ہمیں اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے۔" لوپن نے کسی طرح کی افسردگی کے بغیر پھرتی سے کہا۔ "گوریر چرنڈ یقیناً دس منٹ کے عرصہ میں میری گرفتاری کا وارنٹ لے کر آجائے گا۔ اس لئے تم سب کو یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔"

"مگر یہ کام اتنا سہل نہیں جس قدر آپ خیال کرتے ہیں۔" کیرد لاٹے نے جواب دیا۔ "مکان کے آگے پیچھے پولیس کے جوانوں کا پہرہ ہے۔"

"خیر تو خفیہ رستہ اب تک محفوظ ہے۔ انھیں اس وقت تک اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔" لوپن نے کہا۔ "اس لئے تم اس رستہ سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد مجھے پاسی والے مکان پر ملنا۔"

کیرد لاٹے اور برنارڈ نے زیادہ اصرار غیر ضروری سمجھا۔ دوڑتے ہوئے اس مقام تک گئے۔ جہاں لفٹ کا تہ گاف تھا۔ بٹن دبانے سے الماری ایک طرف ہٹ گئی اور لفٹ نمودار ہوئی۔ دونوں اس میں سوار ہوئے۔ ڈکٹائر ان کے ساتھ آئی تھی۔ مگر یہاں پہنچ کر رک گئی۔ لوپن کی طرف مڑ کر اس نے کہا۔ "اور تم۔ اور تم۔۔۔۔۔ تم نہ آؤ گے کیا؟"

"تمہارے ایک منٹ بعد میں بھی اسی راہ سے آتا ہوں۔" لوپن نے جواب دیا۔

"اچھا تو میں انتظار کرتی ہوں۔ تم جاؤ۔" ڈکٹائر نے باپ بیٹے کیرد لاٹے سے کہا اور لفٹ نیچے اتر گئی۔

ٹیلی فون کے پاس جا کر لوپن نے گھنٹی بجائی اور ریسیور کان سے لگالیا۔

"اب ٹیلی فون پر وقت ضائع نہ کرو۔" ڈکٹائر نے انداز فکر سے کہا۔ "نہ جانے

وہ کس وقت آجائیں۔"

"ٹھہرو۔ سونیا کو خبردار کرنا ضروری ہے۔ ورنہ بےخبری میں یہاں اگر وہ سیدھی گویر چرڈ کی حراست میں آجائے گی۔" لوپن نے کہا۔ "مگر کیا افتاد پیش آئی ہے کہ جواب نہیں ملتا۔ کیا سب بہرے ہو گئے ہیں؟" اور اس نے پھر ایک بار گھنٹی بجائی۔

کیوں نہ ہم یہاں سے نکل کر اس کے پاس چلے جائیں۔" وکٹائر نے بدستور اضطراب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "وقت قیمتی ہے۔"

"ہاں مگر جائیں کہاں؟ مجھے یاد نہیں وہ کس جگہ ٹھہری ہے۔ رات کے سب واقعات میرے ذہن میں اتر چکے ہیں۔" لوپن نے فکر ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "ہیلو!" اس نے ٹیلی فون پر کہا۔ پھر وکٹائر سے "وہ ریٹار کے پاس کسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہے۔ لیکن معلوم نہیں کس میں۔" دوبارہ ٹیلی فون پر اس نے کہا۔ "ہیلو..." وکٹائر سے "مگر سٹار کے پاس کوئی بیس پچیس ہوٹل ہیں۔ اسے کس میں تلاش کریں؟" ٹیلی فون پر "ہیلو......" وکٹائر سے "کل رات میرے دماغ کو جانے کیا ہو گیا۔" ٹیلی فون پر "ہیلو....." الگ "اس ٹیلی فون کا ستیاناس ہو خدا۔ معلوم آواز کیوں نہیں جاتی۔ اور ہمارا ایک ایک ثانیہ قیمتی ہے۔"

اس نے ٹیلی فون کی مشین اٹھا کر اسے زور سے ہلایا۔ تو معلوم ہوا تار کٹے ہوئے ہیں۔ سخت جوش کی حالت میں کہنے لگا۔ "ہا! کمبختوں نے ٹیلی فون کے تار کاٹنے کی چال کھیلی ہے۔ یہ شرارت گویر چرڈ کے سوا کسی اور کی نہیں... بدذات! سور!"

"اچھا تو اب چلنے کی فکر کرنی چاہیئے۔" وکٹائر نے کہا۔

"چلوں کیسے؟" لوپن نے مضطرب ہو کر کہا۔

"تو یہاں رہ کر بھی کیا ہو گا؟ ٹیلی فون تو کام دینے سے رہی۔" وکٹائر نے جواب دیا۔ لوپن نے اس کا بازو پکڑ کر زور سے ہلایا۔ اندیشہ پریشان آنکھوں سے اس

کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"نہیں جانتی ہو میری امتناعی اطلاع کی عدم موجودگی میں وہ سیدھی یہاں آئے گی۔" اب اس کا لہجہ گلوگیر تھا۔" اس وقت آٹھ بج کر ۲ منٹ ہوئے ہیں اور وہ پورے ساڑھے آٹھ پر وہاں سے چل دے گی۔"

اس کا چہرہ دفعتاً اتر گیا۔ نئے خوف نے شب گذشتہ کی تکان پھر تازہ کردی آنکھوں سے پریشانی ظاہر ہونے لگی۔

"پھر اب تمہارا کیا ہوگا؟" وکٹائر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"پھر اب اس کا کیا ہوگا؟" لوپن نے اسی کے لفظوں کو دہراتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سے درد اذیت کا اظہار ہوتا تھا۔

"اگر دونو کو خطرہ پیش آیا تو اس سے کیا حاصل؟"

"یہ اس سے بہتر ہے کہ تنہا اسی کو خطرہ ہو۔" لوپن نے اصرار کے لہجہ میں کہا۔

"تھوڑی دیر تک وہ تمہیں گرفتار کرنے آجائیں گے۔" وکٹائر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"مجھے!" اس نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ اس وقت اس کی پیشانی شکن آلود تھی۔ چہرے سے فکر عظیم کا اظہار ہوتا تھا۔ بظاہر وہ خطرہ اور سلامتی کے امکانات کا توازن کرکے کوئی نئی تجویز سوچ رہا تھا۔

کمرہ کے دوسری جانب نوشت کی میز پر جاکر اس نے دراز کھولی اور قریباً آٹھ پانچ مربع انچ کا بکس نکال کر میز پر رکھا۔

اس کی طرف انداز حسرت سے دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا "بہرحال وہ مجھے زندہ گرفتار نہ کرسکیں گے۔"

"چپ! چپ! خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کہو۔" وکٹائر نے گھبرا کر کہا "میں

جانتی ہوں تم سب کچھ کرنے کو تیار ہو۔ ۔ ۔ ۔ مگر نہیں۔ یہ تجویز ٹھیک نہیں۔ تم میرے ساتھ چلو۔ سونیا کو کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ وہ کمزور اور معصوم حسین عورت ہے وہ اس کو ضرر نہ پہنچائیں گے۔ مگر تمہیں اپنی فکر کرنی چاہیئے ۔"

"نہیں ۔" لوپن نے باصرار کہا۔

"خیر تم جانو۔" ڈکٹاٹر نے کہا اور انداز مصمم سے لفٹ کے پاس جا کر اس نے بٹن دبا دیئے۔ شگاف بند ہو گیا۔ کتابوں کی الماری اصلی جگہ پر آ گئی اور وہ دلجمعی سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

"کیا تم بھی یہیں ٹھہرو گی؟" لوپن نے پوچھا۔

ہاں میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ میرے دل میں تمہارے لئے سونیا سے کم محبت نہیں ہے۔" ڈکٹاٹر نے کہا اور اس کے چہرہ سے عزم مصمم کا اظہار ہوتا تھا۔

" لوپن نے التجا کی۔ پھر دھمکایا۔ بالآخر اسے شانہ پکڑ کر بزور ہلایا بھی۔ جوش کی حالت میں اس نے اسے گالیاں تک دیں۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ مجبور ہو کر وہ بھی ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ سکڑے ہوئے ابرو گہری فکر ظاہر کرتے تھے۔ آنکھوں میں ہلکی اور نہ ایک بار تیز چمک پیدا ہو لی۔ مگر ڈکٹاٹر چپ چاپ اس کی طرف دیکھا کی۔ اس کے اپنے چہرہ پر امید کی جھلک نمودار تھی۔

نو بجنے میں ۲۵ منٹ باقی تھے کہ صدر دروازہ کی گھنٹی بجی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ دونوں کی استفہامی نگاہ سے ایک ہی سوال ظاہر ہوتا تھا۔ ڈکٹاٹر کی آنکھوں سے وحشت برستی تھی۔ مگر لوپن کی آنکھوں میں مقابلہ جنگ کی تیاری پائی جاتی تھی۔

"میرا خیال ہے آ گئی ۔" ڈکٹاٹر نے آواز دبا کر کہا۔

"نہیں وہ نہیں ۔" لوپن نے کہا۔ "گویر چمڑ ہے ۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوگیا۔ آنکھیں فرطِ جوش سے جگمگا رہی تھیں۔ لبوں پر ہلکے تبسم کی وجہ سے خفیف سا خم پیدا ہوگیا تھا۔ دبی ہوئی مگر پرجوش آواز میں کہنے لگا " بازی ابھی ختم نہیں ہوئی لیکن میں اسے خاتمہ تک پہنچا کے چھوڑوں گا۔ ایک دو زبردست چالیں اب بھی محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ میری توانائی میں ابھی فرق نہیں آیا۔" وکٹائر کی طرف مڑ کر " سنو تم جا کر دروازہ کھول دو۔"

" کیا میں کھولنے جاؤں ؟" وکٹائر نے مرتعش آواز سے پوچھا۔

" ہاں کیا حرج ہے ؟ مگر ٹھیرو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن اور سمجھ لو۔ دروازہ کھول کر تم چپکے سے باہر نکل جانا۔ لیکن خبردار۔ دور مت جانا۔ باہر کھڑے ہو کر سونیا کا انتظار کرنا۔ اگر وہ مکان کی طرف آئے تو روک دینا ۔۔۔ وکٹائر سنتی ہو؟ اسے ہرگز اندر نہ آنے دینا۔" اس نے سب فقرے حالت سکون میں کہے تھے مگر آخری الفاظ پر پہنچ کر اس کی آواز بھی مرتعش ہوگئی۔

لیکن اگر گورچرٹ نے تجھی کو گرفتار کر لیا ؟ وکٹائر نے سوال کیا۔

نہیں وہ تم کو گرفتار نہ کرے گا جب وہ اندر آنے لگے تو جھٹ دروازہ کی آڑ میں ہو جانا۔ مجھ تک پہنچنے کو اتنا بیقرار ہوگا کہ تمہاری تلاش میں نہ ٹھہرے گا۔ علاوہ بریں اس کھیل میں تمہاری ہستی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ جب تم باہر چلی گئیں تو میں قریباً آدھ گھنٹہ اسے باتوں میں لگائے رکھوں گا۔ اس سے سونیا کو روکنے کا وقت مل جائے گا۔ میرا خیال ہے۔ دس بارہ منٹ کے عرصہ میں وہ ضرور یہاں آئے گی ۔۔۔ تم اسے رستہ ہی میں روک کر پاس والے مکان پہ لے جانا۔ اگر میں وہاں نہ پہنچا تو اسے اپنے پاس رکھنا ۔۔۔ مگر نہیں میں ضرور پہنچوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اسے آہستہ سے دروازہ کی طرف ڈھکیل دیا۔ گھنٹی پھر بجی۔ دونوں زینہ کے پاس کھڑے تھے۔

"پھر بھی فرض کرو۔ اس نے مجھے گرفتار کر لیا؟" وکٹائر نے رکتی ہوئی سانس سے پوچھا۔

"کچھ پروا نہیں۔ خواہ کچھ ہو جائے" لوپن نے کہا۔ "دیکھو مایوس نہ ہو۔ مجھ پر بھروسہ رکھو۔ جاؤ۔ میری خاطر سے جاؤ۔"

"عزیزمن گھبراؤ نہیں۔ جاتی ہوں" وکٹائر نے کہا اور وہ استقلال و استقامت سے زینہ سے اترنے لگی۔

وہ اسی جگہ کھڑا رہا۔ آدستارستہ اسے دیکھا۔ پھر آہستہ سے کہنے لگا۔

"کاش وقت پر سو نیا سے "ل جائے۔"

وہ پیچھے مڑ کر تیا کو نوشی کے کمرہ میں گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ بڑے اطمینان سے آرام کرسی پر بیٹھ کر اس نے سگریٹ جلایا اور ایک اخبار ہاتھ میں لے لیا۔ باہر کا دروازہ کھلنے پر اسے باز ریب گاڑیوں کی آمد رفت کی آواز صاف طور پر سنائی دی۔ اب کوئی شخص جلد جلد زینہ کی راہ سے چڑھ رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور گوینرچرڈ بے تابانہ داخل ہوا۔

گریس وقت اس نے لوپن کو اطمینان سے بیٹھے اخبار پڑھتے دیکھا تو بھوچک ہو گیا۔ اس کا خیال تھا میرے پہنچتے پہنچتے چڑیا اڑ جائے گی۔ مگر اب ....تامل و اضطراب کی حالت میں تھوڑی دیر اسی جگہ کھڑا وہ پاؤں کو بار بار اٹھاتا اور دبا رکھ دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا اس کے فتکوک نے پھر غلبہ کیا ہے۔ لوپن نے اس کی آمد پر اخبار نیچا کر لیا اور اسے دیکھ کر مسکرایا۔

گوینرچرڈ نے سکون بحال کرنے کی بہت کوشش کی۔ پھر جھجکتے وار آواز میں فقط آتنا کہا۔ "تسلیمات لوپن۔"

"آداب عرض۔ ایم گوینرچرڈ" لوپن نے پوری شان امارت سے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

" غالباً تم کو میرا انتظار تھا.... لیکن میں امید کرتا ہوں بہت دیر زحمت انتظار نہیں اٹھانی پڑی۔" گوبر چرڈ نے پوری طاقت سے کام لیکر کہا۔

بالکل نہیں۔ کام کی مصروفیت میں وقت گزرتا معلوم نہیں ہوتا۔" لوپن نے جواب دیا۔" میرا خیال ہے تاج کے ناگوار معاملہ کے بعد تم نے کافی نیند لے لی ہوگی۔ وہ سانحہ بہت رنجدہ تھا اور کتنا خلاف امید!...."

گوبر چرڈ چند قدم اور آگے بڑھا۔ مگر اس کی چال سے اب بھی تامل ظاہر تھا۔

" مکان تو بہت دیدہ زیب ہے" اس نے طنز سے کہا۔

" یہ مرکز ہے" لوپن نے لاپرواہی سے جواب دیا۔" معاف کرنا جیسی تقدیم واجب تھی نہیں کر سکا۔ بات یہ ہے سب نوکر بھاگ گئے ہیں۔ تمہارے بیوقوف نائبوں نے ان کو ہراساں کر دیا۔"

" مضائقہ نہیں۔ میں اب بھی ان کو پکڑ لوں گا۔ وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں" گوبر چرڈ نے کہا۔

" خدا کرے تمہیں کامیابی ہو.... مگر ٹوپی سر پر ہی رہنے دو آداب کی حاجت نہیں۔" اس نے طنز آمیز اخلاق سے کہا۔

گوبر چرڈ اور آگے آ گیا۔ اس کا ہاتھ ٹوپی کی طرف اٹھا تھا۔ مگر لوپن کے الفاظ پر گر گیا۔ اور ٹوپی سر پر ہی رہی۔ آہستہ سے سامنے بیٹھ کر وہ لوپن کی طرف نظر غور سے دیکھنے لگا۔ دونوں کی نظریں پہلوانوں کے دست پنجہ کرنے کا نظارہ پیش کرتی تھیں۔

" ایم فارمری سے پرزہ کاغذ پر دستخط کرا لائے ہو؟" لوپن نے انداز تکلف سے پوچھا۔

" ہاں۔" گوبر چرڈ نے چبا کر جواب دیا۔

"اور اب وہ کاغذ تمہارے پاس ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"کس کے نام سے؟ لوپن یہ ڈیوک آف چارم ریس؟"

"لوپن عرف ڈیوک آف چارم ریس۔"

"بس تو کافی ہے۔ پھر اب مجھے گرفتار کیوں نہیں کرتے؟ انتظار کیوں ہے؟" لوپن نے پوچھا۔ اس کے چہرہ سے کامل سکون ظاہر تھا۔ آنکھوں اور لہجہ میں لاپروائی پائی جاتی تھی۔

"انتظار کچھ نہیں۔" گو بر چرڈ نے کثیف لہجہ میں جواب دیا۔ "صرف اس لئے رکا ہوا ہوں کہ تمہیں..... لوپن کو اس حالت میں اپنے رحم پر دیکھ کر دل و دماغ کو مسرت ہوتی ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس طرح دیکھنا شروع کیا جیسے جانور شکار پکڑنے سے پہلے کیا کرتا ہے۔

"لوپن کو!" لوپن نے مسکرا کر کہا۔

"حواس یقین نہیں کرتے کہ ایسا ہے۔" گو بر چرڈ نے کہا۔

"شاید اس لئے کہ وہ قائم نہیں۔"

"تم زندہ۔ اور میرے رحم پر!..... اوہ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے!"

"تمہارے رحم پر!..... نہیں دوست ابھی نہیں۔"

"نہیں کیوں؟" گو بر چرڈ نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "تم اس سے بہت زیادہ میرے رحم پر ہو جتنا تمہیں خیال ہے۔" اس نے آگے جھک کر دونوں ہاتھ اس کے گھٹنوں پر رکھ دئے۔ اور کہنے لگا "جانتے ہو سونیا کرچاف اس وقت کہاں ہے؟"

"کیا؟" لوپن نے چونک کر کہا۔

"سونیا کرچاف..... میں پوچھتا ہوں جانتے ہو وہ اس وقت کہاں ہے؟"

گویر چرڈ نے آہستہ سے ایک ایک لفظ پر رک کر سوال کیا۔

"اور تم؟"

"میں جانتا ہوں۔" اس نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

"کہاں؟" لوپن نے بے اعتباری سے پوچھا۔

"سٹار کے پاس۔ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں جس میں ٹیلی فون لگی ہوئی ہے یقین نہ ہو تو تصدیق کر لو۔"

"تمہاری معلومات دلچسپ ہیں۔ ٹیلی فون کا نمبر یاد ہے؟" لوپن نے انداز تضحیک سے پوچھا۔

"ہاں۔ ۵۵۵ مرکزی۔ پوچھ دیکھو۔" گویر چرڈ نے میکمی ٹیلی فون کی طرف فاتحانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لوپن نے سر کو حرکت دی اور مسکرا کر کہنے لگا: "مجھے اس کو فون کرنے کی حاجت نہیں۔ نامعلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"کچھ نہیں ....." گویر چرڈ نے کہا اور وہ ایک خوفناک تبسم کے ساتھ اپنی کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گیا۔

"یہ تو ظاہر ہی ہے۔" لوپن نے کہا۔ "بھلا اس معصوم کا تم سے واسطہ؟..... تمہیں ایسے چھوٹے تسکار کی پروا نہیں۔ تم تو میری فکر میں ہو..... مجھی سے تم کو نفرت ہے..... مجھی کو تم گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ اور ایسا ہونا عجیب نہیں۔ اس لئے کہ میں نے تم کو ذلیل بھی بہت کیا ہے۔ ایسے حالات میں یقیناً تم اس معصوم کو نہ چھیڑو گے..... میرا انتقام اس سے نہ لو گے۔ مانا تم سپاہی ہو۔ یہ بھی مانا کہ تمہیں مجھ سے نفرت ہے۔ مگر انسان سنگدلی اور نفرت کے باوجود بہت سے کام نہیں کر سکتا۔" اس کے لہجہ میں دھمکی اور التجا کا مشترکہ اثر تھا۔ یقیناً گویر چرڈ

تم اس پر سختی نہ کرو گے... مجھ سے.... جو تمہارا جی چاہے کرو۔ مگر اسے.....
خبردار اسے کچھ نہ کہنا۔" اس نے جگمگاتی ہوئی ملتجی آنکھوں سے سراغرساں کی طرف دیکھا۔
"اس کا مدار تم پر ہے۔" گویر چیڑ نے آہستہ سے کہا۔
"مجھ پر ؟" لوپن نے انداز حیرت سے پوچھا۔
"ہاں میں تم سے سودا کرنے آیا ہوں۔"
"ہاں ؟" اس وقت اس کا چہرہ پرسکون اور تبسم خوشگوار تھا۔
"ہاں گویر چیڑ نے جواب دیا۔ مگر اس کے بعد تامل کی حالت میں رک گیا۔
"اچھا تو کہو اس سودے کی تفصیل کیا ہے ؟" لوپن نے کہا۔ "شرمانے کی
بات نہیں۔"
"میری طرف سے تم کو یہ رعایت ہوگی..."
"رعایت ! مجھ کو ؟" لوپن نے چونک کر کہا۔ "تب یہ سودا فرضی ہے معلوم
ہوتا ہے۔ تم مجھے بیوقوف بنانا چاہتے ہو۔"
"سنو تو۔" گویر چیڑ نے سرد مہری سے کہا۔ "ذاتی طور پر میں تمہیں کوئی رعایت
نہیں دیتا۔"
بس پھر ٹھیک ہے۔ تب واقعی تم سچے ہو۔" لوپن نے کہا۔ "اچھا تو مجھے
خارج از بحث قرار دے کر....؟"
"میں آزادی پیش کرتا ہوں...."
"کس کی میرے کسی ملازم کی ؟" لوپن نے پوچھا۔
"احمق نہ بنو۔" گویر چیڑ نے سخت آواز سے کہا۔ "تمہیں اور کسی ملازم کی
پروا نہیں۔ تمہیں قابو کرنے کا واحد ذریعہ سونیا کرچیاف کی ذات ہے۔"
لوپن نے زوردار گونجتا ہوا قہقہہ لگایا۔

"کیوں بیٹے اب کیا مجھ سے بلیک میل کیا چاہتے ہو؟" اس نے سراغرساں سے کہا۔
"یونہی سہی،" گویر چرڈ نے سرد مہری سے جواب دیا۔
"لوپن اٹھ کر کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ وہ ابرو سکوڑ کر گویر چرڈ کی طرف دیکھتا اور اس کے صحیح خیالات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دو بار اس نے کلاک کی طرف دیکھا۔ پھر رک کر حالت سکون میں کہا "بہت اچھا۔ مجھے منظور ہے اتفاق سے اس وقت تمہارا پانسہ زبردست ہے..... گو یہ حالت دائمی نہیں..... اچھا تو تم اس معصومہ کی آزادی کا وعدہ کرتے ہو؟"
"ہاں۔" گویر چرڈ نے جواب دیا۔ اور کامیابی کی امید سے اسکی آنکھیں چمک گئیں۔
"مکمل آزادی؟..... ایمان کی قسم کھا کر؟" لوپن نے سراغرساں کو چھیڑتے ہوئے کہا۔
"ہاں ایمان کی قسم کھا کر مکمل آزادی۔"
مگر تم پولیس والوں کا ایمان کہاں ہے؟" لوپن نے یکایک شبہ ظاہر کرتے ہوئے کہا اور اس نے پہلے گویر چرڈ پھر کلاک کی طرف دیکھا۔
"میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں۔" گویر چرڈ نے باصرار کہا۔
"مگر کس طرح؟ آخر تم اسے کیونکر آزاد کرو گے؟" لوپن نے بدستور شک ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔
"اس کی چوریاں تم سے منسوب کر کے... جب اس کا بوجھ تمہاری پیٹھ پر ڈال دیا گیا۔ تو وہ بچ جائے گی۔"
"ہاں اور میری پیٹھ اس کام کے لئے مضبوط بھی ہے۔" لوپن نے تلخ تبسم کے ساتھ کہا۔ اس کے بعد وہ زیادہ مایوسی و افسردگی کی حالت میں ٹہلنے لگا۔ صورت ہی سے مغلوب نظر آتا تھا۔ یکایک گویر چرڈ کے سامنے رک کر اس نے پوچھا۔

"اچھا تو اس آزادی کے بدلے تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"سب کچھ۔" گوبرچرڈ نے فاتحانہ انداز سے جواب دیا۔ "تمہارا فرض ہوگا کہ ہر قسم کا مسروقہ سامان یعنی تصویریں۔ مشجر۔ الماریاں حتےٰ کہ تاج بھی واپس دے دو۔ اور ڈیوک آف چارہم ربیس کی موت کا سارا حال کہو..... مگر کیا تم نے اسے ہلاک کیا تھا؟"

"اس کا حال تمہیں میری خودکشی پر معلوم ہوگا۔" لوپن نے کہا اور اس نے پھر کمرہ میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

دفعتاً رک کر اس نے کہا۔ "یہ تو صاف ظاہر ہے کہ تم میری جان لینا چاہتے ہو۔"

"ہاں تم نے ٹھیک کہا۔" سراغرساں نے انتقامی لہجہ میں جواب دیا۔

"سچ؟" لوپن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سنو تم کو میری پیش کردہ شرطیں منظور ہیں یا نہیں؟" گوبرچرڈ نے پھر متکبر ہو کر پوچھا۔ سوچ لو۔ گرفتاری پر اس لڑکی کا کیا حال ہوگا۔"

لوپن ہنسنے لگا بولا۔ "اس فیاضی کے عوض میں تمہیں پورٹ شراب کا ایک گلاس پیش کر سکتا ہوں۔ بس۔"

"چلو میں ڈکٹاٹر کی آزادی بھی شامل کرتا ہوں۔" سراغرساں نے کہا۔

"کیا!" لوپن نے انداز حیرت سے کہا۔ "تم نے ڈکٹاٹر کو گرفتار کر لیا؟" اس کے لہجہ سے یاس و اضطراب کا اظہار ہوتا تھا۔

"سونیا اور ڈکٹاٹر۔ میں دونوں کو آزاد کرتا ہوں مجھے ان میں سے کسی سے سروکار نہ ہوگا۔ بولو منظور ہے؟"

اس وقت صدر دروازہ کی گھنٹی بجی۔

"ٹھیرو۔ ٹھیرو مجھے سوچنے دو۔" لوپن نے گھبرا کر گلوگیر لہجہ میں کہا۔ اور اس نے

اس نئے سانحہ کے مقابلہ کے لئے اپنے خیالات کو درست کرنے کی کوشش شروع کی
تھوڑی دیر وہ کان لگا کر سنتا رہا۔ کوئی شخص زینے کی راہ سے آرہا تھا۔
اتنے میں دروازہ کھلا اور ڈیوزی داخل ہوا۔

"کیوں ؟" گویر چرڈ نے پوچھا۔

"مجھے منظور ہے ..... مجھے تمہاری ہر ایک شرط منظور ہے۔" لوپن نے سخت اضطراب کی حالت میں کہا۔

"جناب کوئی دوکاندار آیا ہے۔ کیا اسے روک لیا جائے؟" ڈیوزی نے گویر چرڈ کے سوال پر کہا۔ "آپ نے حکم دیا تھا جو شخص آئے اسے روک لینا۔"

"دوکاندار! تب مجھے انکار ہے۔" لوپن نے اطمینان کی راہ سے کہا۔

"نہیں اسے روکنے کی ضرورت نہیں۔" گویر چرڈ نے ڈیوزی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

ڈیوزی گیا اور اس نے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔

"نہیں انکار ہے؟" گویر چرڈ نے لوپن سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"یاد رکھو میں اس لڑکی سونیا کو سیدھا جیل میں بھیج دوں گا۔" گویر چرڈ نے وحشیانہ لہجہ میں کہا۔ اور وہ دروازہ کی طرف چلا۔

"بھیج دو۔ وہ یقیناً جلد رہا ہو جائے گی۔" لوپن نے آہستہ سے کہا۔ "تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"ثبوت وہ خود مہیا کر دے گی۔" گویر چرڈ نے سختی سے کہا۔ "جس وقت جرح ہوئی تو کیا تمہارے خیال میں وہ بہت دیر ثابت قدم رہ سکے گی؟ ایسی کمزور عورت کو تو تین دن میں سیدھا کیا جا سکتا ہے۔"

"پاجی!" لوپن نے جوش سے کہا۔

"بکواس لاحاصل ہے۔" گوبرچرڈ نے کہا "تم خوب جانتے ہو وہ پولیس کے تشدد کا مقابلہ نہ کر سکے گی اور ضابطہ فوجداری میں اس جرم کی سزا کم از کم ۵ سال ہے۔ سوچ لو" یہ کہتے ہوئے اس نے لوپن کو راہ راست پہ لانے کی اُمید سے اس کی طرف کڑی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔

"جی میں آتی ہے گردن مروڑ دوں۔" لوپن نے فرط غضب سے کانپتے ہوئے کہا۔ لیکن جلدی اپنے جذبات پر قابو پاکر وہ کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ "خیر اس وقت اگر میں سب چیزیں تمہارے حوالہ کر دوں تو کیا حرج ہے۔ میں جلدی انہیں پھر حاصل کر لوں گا۔"

"ہاں جیل سے واپس آؤ گے تب۔" گوبرچرڈ نے طنز سے کہا۔ اور اس نے ایک تلخ استہزائی قہقہہ لگایا۔

"ہاں جیل میں جاؤں گا تب۔" لوپن نے کہا۔

"یہ تو ظاہر ہے۔ ہمارے معاہدہ کی ایک لازمی شرط تمہاری گرفتاری ہو گی۔"

"تم گرفتار کر سکتے تو کبھی کے کر چکے ہوتے۔"

"بتاؤ منظور کرتے ہو؟" گوبرچرڈ نے فکر کے لہجہ میں پوچھا۔

"ذرا سوچ لوں۔" لوپن نے کہا۔ اور اس نے سارے معاملہ پر نظر غور ڈالنے کے لئے سر جھکایا۔

"سوچ لو۔"

نہیں مجھے منظور نہیں۔" لوپن نے بالآخر جواب دیا اور اس نے ازراہ تضحیک قہقہہ لگایا۔

"نہیں!" گوبرچرڈ نے دانتوں کو کٹکٹا کر پوچھا۔

"نہیں۔" لوپن نے باصرار کہا۔ "میں تمہاری چال بخوبی سمجھتا ہوں۔ دراصل تم مجھی کو گرفتار کرنا چاہتے ہو۔ سونیا۔۔۔ میڈموازل کرچیاف کی تمہیں ذرا پروا نہیں ہے۔ تم یقیناً اسے گرفتار نہ کرو گے۔ اور کر بھی لو تو اس کے پاس ثبوت کچھ نہیں۔ گلوبند کی چوری بھی ثابت کرنی ہو گی۔ اور یہ واضح کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے پاس تھا۔ علاوہ ازیں اب وہ گلوبند کہاں ہے؟" ذرا رک کر اس نے کہا: "نہیں گوبیرچرڈ اگر تم پچھلے دس سال کے عرصہ میں انتہائی کوشش کے باوجود مجھے گرفتار نہیں کر سکے تو غیر ممکن ہے کہ اب میں اس معصوم لڑکی کے بہانے سے جسے حقیقت میں کوئی خطرہ نہیں۔ تمہاری گرفت میں آنا منظور کر دوں۔ ڈیوک آف چارم ریس اس کا مددگار رہے تو اسے کوئی خطرہ نہیں۔ پس میرا آخری جواب انکار ہے۔"

گوبیرچرڈ ہونٹوں کو چباتا ابرو سکوڑ کر اس کی طرف گھور رہا تھا۔ بظاہر وہ کسی نئی چال کی فکر میں تھا۔ گو عارضی طور پر وہ شکست یاب ہوا۔ مگر اس جدوجہد سے جس میں کامیابی حاصل کرنے سے اس کو ترقی اور انعام کی امید تھی وہ باآسانی دستبردار نہ ہو سکتا تھا۔

اس وقت باہر کے دروازہ کی گھنٹی پھر بجی۔

"آج تم سے ملنے والے بہت آ رہے ہیں" گوبیرچرڈ نے کہا۔ اس کی صورت سے امید کی تازہ جھلک ظاہر ہوتی تھی۔

دونوں چپ چاپ کھڑے انتظار کرتے رہے۔

اتنے میں ڈیولری نے دروازہ کھول کر فقط اپنا سر داخل کیا اور کہنے لگا۔

"میڈموازل کرچیاف آئی ہے۔"

"پکڑ لو۔۔۔ خبردار جانے مت دینا۔۔۔۔ یہ لو اس کا وارنٹ گرفتاری ہے۔" گوبیرچرڈ نے غیر معمولی جوش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"خبردار! اس کو مت چھیڑنا..... لوپن نے مجذوبانہ انداز سے کہا اور وہ بھرے ہوئے شیر کی طرح گویر چرڈ کی طرف بڑھا۔

گویر چرڈ میز کے دوسری جانب ہٹ گیا اور کہنے لگا۔

"بتاؤ میری شرطیں منظور ہیں؟"

لوپن دونوں ہاتھوں سے میز کا کنارہ پکڑ کر دانت پیس رہا تھا فرط غضب سے چہرہ زرد۔ مگر آنکھوں سے چنگاریاں اُٹھتی تھیں۔ تقریباً آدھا منٹ یہ حال رہا۔ اس کے بعد اس نے سر کو اثبات کی حرکت دی۔

"میڈموازل کرچیاف کو دوسرے کمرہ میں رکھو۔" گویر چرڈ نے اطمینان کی راہ سے کہا۔ ٹریوزی یہ حکم پا کر رخصت ہوا۔

"اب ہمیں اس معاملہ کو اچھی طرح طے کرنا چاہئیے۔" لوپن نے صاف اور سادہ آواز سے کہا۔ "شرطیں یہ ہیں کہ اگر میں تصویریں۔ مشجر۔ الماریاں۔ تاج اور ڈیوک آف چارم ریس کی سند انتقال تمہارے حوالہ کر دوں تو تم ایمان سے وعدہ کرتے ہو کہ میڈموازل کرچیاف کو چھوڑ دو گے۔ اس سے کوئی سروکار نہ رکھو گے؟"

"ہاں یہی۔" گویر چرڈ نے شوق سے جواب دیا۔

"جس وقت یہ چیزیں تمہارے سپرد کر دی گئیں تو تمہارا میڈموازل کرچیاف سے کچھ واسطہ نہ ہوگا۔ کیوں؟"

"ہاں کچھ نہیں۔"

"خواہ اس کے بعد کچھ ہو..... خواہ میں ان چیزوں کو دوبارہ لے لوں..... یا بچ کر نکل جاؤں..... تم اس سے واسطہ نہ رکھو گے؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔" گویر چرڈ نے جگمگاتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر جواب دیا

"ایمان سے وعدہ کرتے ہو؟"

"ایمان سے وعدہ کرتا ہوں۔"

"بہت اچھا منظور ہے۔" لوپن نے کاروباری سکون سے جواب دیا "پہلے اس پاکٹ بک کو کھول کر دیکھو۔ اس میں ڈیوک آف چارم ریس کے انتقال کے سبب کاغذات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ گور نے مارٹن کے وہاں جس قدر سامان میرے ہاتھ آیا تھا۔ اور جو بینگنولز کے ذخیرہ پلاٹن میں جمع ہے۔ اس کی رسید بھی اسی میں رکھی ہے۔ تمہیں یاد ہوگا میں اس قسم کا نادر سامان بینگنولز ہی میں رکھتا ہوں۔ لوگوں کو اس کی حوالگی کا خط لکھتا ہوں تو ان میں اسی جگہ کا نام درج ہوتا ہے۔ اس صورت میں مجھے یقین تھا کہ تم ان چیزوں کی خواہ کہیں تلاش کرو۔ بہر حال وہاں تلاش کرنے نہ جاؤ گے۔ سب چیزیں ترتیب کے ساتھ صندوقوں میں بند ہیں۔ جس وقت تمہارے آدمی تحقیقات میں مصروف تھے۔ میرے نائب انھیں بند کر رہے تھے۔ ان کی رسید میرے یا ڈیوک آف چارم ریس کے نام نہیں۔ بینگنولز کے ایک معزز تاجر ایم بیری مردین کے نام سے ہے۔ جو کچھ عرصہ پہلے وہاں سے کسی طرف کو چلا گیا ہے اور اب امید نہیں کہ واپس آئے۔"

گو یرچرڈ نے پاکٹ بک اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی اور اُسے کھول کر حریصانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ سب کاغذات موجود تھے۔ انھیں ایک نظر دیکھ کر اس نے پھر پاکٹ بک میں رکھ دیا اور اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

"اور تاج؟" اس نے جوش کے لہجہ میں پوچھا۔

"تمہارے سامنے رکھا ہے۔" لوپن نے کہا: "اس بیگ میں کپڑوں کے اندر لپٹا ہوا ہے۔"

گو یرچرڈ نے سفری بیگ اٹھا کر کھولا اور اس میں سے تاج نکالا۔

"افسوس کہ میں اس کا کیس ساتھ نہ لا سکا۔" لوپن نے انداز تاسف سے کہا

"تمہیں یاد ہوگا وہ گور سے نے مارٹن کے مکان پر تمہارے پاس رہ گیا تھا۔"

گویرچرڈ نے تاج کو غور سے دیکھا اس کے جواہرات کو جانچا۔ پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ پر رکھ کر تولا۔

"کیوں؟ کیا یہ بھی اصلی نہیں ہے؟" لوپن نے طنز سے پوچھا۔ "مرد خدا ایک بار نقل کو اصل سمجھا تو اب کیا اصل کو بھی نقل ہی سمجھو گے؟"

"بے شک یہ اصلی ہے۔" گویرچرڈ نے اطمینان کی راہ سے کہا۔

"شکر ہے اب تو طبیعت سیر ہوئی؟" لوپن نے متانت سے پوچھا

"تمہارے ہتھیار؟ گویرچرڈ نے جلدی سے پوچھا۔

"ان کا معاہدہ میں کہیں ذکر نہ تھا۔" لوپن نے جواب دیا۔ "مگر تو میں ان سے بھی دستبردار ہوتا ہوں۔" اور یہ کہہ کر اس نے اپنا ریوالور میز پر ڈال دیا۔

گویرچرڈ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھا۔ پھر لوپن کی طرف اس قسم کی نظر شوق سے دیکھنے لگا گویا اسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہ ہوتا تھا۔ بالآخر گہری فاتحانہ آواز سے بولا۔

"بس اب ہتھکڑی لگانا باقی ہے!"

باب ۲۳

شکست و فتح

ہتھکڑی کا نام سن کر لوپن کا رنگ فق ہو گیا۔ مگر جلدی ہی سنبھل کر اس نے منافقیہ لہجہ میں کہا۔ "بے شک احتیاط ہر حال میں لازم ہے خصوصاً میری نسبت کیا

جانے میں اب بھی بچ کر نکل جاؤں۔ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ میرے اندر خاندان چارم
ریس کا تکبّر کم ہے اور طبیعت بے حد نرم واقع ہوئی ہے۔"

"لاؤ۔ اب ہاتھ نکالو۔" گوبر چرڈ نے بے صبری سے ہتھکڑی کھنکھناتے ہوئے کہا۔
"کوئی روک نہ ہو تو میں اس معصوم لڑکی سونیا سے آخری بار ملنا چاہتا ہوں۔"
لوپن نے گری ہوئی آواز سے کہا۔

"بہت اچھا میں اس کا انتظام کر دوں گا۔ پہلے ہاتھ لگا لو۔"
"آرسین لوپن ..... تم سے مغلوب ہو! معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری قسمت کا
ستارہ اوج پر ہے۔ لو" اور یہ کہتے ہوئے اس نے بے بسی سے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے۔
گوبر چرڈ کے منہ سے اطمینان کی آواز نکلی اور اس نے جھٹ ہتھکڑی لگا دی
لوپن نے آہنی زنجیر کی طرف کلفت کی نظر سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا "تمہارے
نصیب کتنے یاور ہیں .... کیوں بھلا تمہاری شادی ہو گئی یا نہیں؟"
"میری شادی ہو چکی ہے۔" گوبر چرڈ نے جلدی سے کہا۔ اور اس نے دروازہ
کے پاس جا کر اسے کھولتے ہوئے کہا "ڈپوزی میٹر موازل کر چیاف سے کہہ دو
تم آزاد ہو۔ اور اسے تھوڑی دیر کو یہاں لے آؤ۔"

لوپن سراسیمگی سے پیچھے ہٹ گیا۔ جیب کر کہنے لگا "اس ذلیل حالت
میں بندھے ہوئے ہاتھوں سے میں کیونکر اس کے سامنے آسکتا ہوں؟ ... نہیں
میں نہ ملوں گا۔"

گوبر چرڈ چپ چاپ کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لوپن کے چہرہ سے پریشانی
کا اثر بتدریج زائل ہوا اور وہ اس طرح گویا اپنے دل سے کہہ رہا ہو بولا "اس
کے باوجود طبیعت اس سے ملنے کو بے قرار ہے..... اگر وہ ملنے کے بغیر چلی گئی
تو..... معلوم نہ ہو گا کب اور کہاں..... دفعتاً رک کر اس نے آنکھیں اونچی

یکیں اور فیصلہ کن لہجہ میں کہنے لگا "بہت اچھا۔ کچھ بھی ہو میں ضرور اس سے ملوں گا۔"
"اچھی طرح سوچ لو۔" گوبر چیرڈ نے بے صبری سے کہا اور وہ باہر دالان کی طرف نکل گیا۔

لوپن سرکہ جبین ہو کر کسی گہری فکر میں تھا۔ پہلے اسے زینہ پہ قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس کے بعد دالان میں گوبر چیرڈ اسے طنزیہ لفظوں میں یہ کہتا سنائی دیا "میڈموازل میں تمہیں بری کرتا ہوں۔ اس آزادی کے لئے تم ڈیوک کی ممنون احسان ہو۔"

"یہ ہی! ..... ان کی وجہ سے!" سونیا کی مدح پرور آواز مسرت سے کپکپی سنائی دی۔

"ہاں۔ یہ احسان انھیں کا ہے۔" گوبر چیرڈ نے کہا۔

وہ کھلے دروازہ کی راہ سے اندر آئی۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں خوشی۔ چال میں لچک اور ہونٹوں پر تبسم نمودار تھا۔ اس کی خوشی اس حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ جب وہ قطرات اشک نمودار کرنے میں غم کے مساوی درجہ حاصل کرتی ہے لوپن کی نظروں میں وہ آج معمول سے بہت زیادہ خوبصورت معلوم ہوئی۔

آتے ہی اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہنے لگی۔ "یہ احسان آپ کا ہے؟ ..... بخدا میں اسے عمر بھر نہ بھولوں گی ..... میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں ..... ہزار بار شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

مگر لوپن نے کھسیانہ ہو کر شرمندگی چھپانے کو دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

اس نازنین نے اس حرکت کا مطلب کچھ اور سمجھا۔ چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار ہوئے۔ صورت اس بچہ کی طرح نظر آنے لگی جسے ملامت کی گئی ہو۔ بولی۔
"آہ! میں نے غلطی کی کہ آپ کے سامنے حاضر ہوئی۔" اب اس کا لہجہ غم آلود تکلف آمیز تھا۔ "کل میں نے سمجھا تھا ..... مگر نہیں میری غلطی تھی ..... معاف کیجئے میں جاتی ہوں۔"

لوپن تبدھے ہوئے ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دوسری طرف مڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ اسی حالت میں منہ پھیر کر افسردگی سے کہنے لگا۔ "سوینا۔۔۔۔"

"میں جان گئی۔ آپ کو مجھ سے نفرت ہے۔" اس نے بات کاٹ کر کہا۔ "حالانکہ اگر آپ کو معلوم ہوتا میرے اندر کتنی تبدیلی ہو چکی ہے۔۔۔۔ میں کس قدر بدلے ہوئے خیالات لے کر آپ کے پاس آئی ہوں۔۔۔۔ میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ جو کچھ ہو چکا مجھے اس سے نفرت ہے۔ میں واقعات گذشتہ پر دل سے پشیمان ہوں۔ چوری کرنا تو کیا چور کو دیکھ کر دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔۔۔"

"سوینا میری بات سنو۔۔۔۔" لوپن نے خجالت چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کا مطلب اچھی طرح سمجھتی ہوں۔" اس مہ پارہ نے گری ہوئی آواز سے کہا۔ بیشک توبہ صرف آئندہ کے لئے کی جا سکتی ہے۔ جو کچھ ہو چکا اس کا داغ کسی حال میں نہیں دھل سکتا۔ میں نے جو چیزیں اس طرح حاصل کیں انھیں واپس بھی دے دوں اور باقی عمر تاسف و پشیمانی میں گزار دوں۔ پھر اس سے کیا ہوگا؟ آپ مجھ کو ہمیشہ چور ہی سمجھیں گے۔"

آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے آنکھوں سے امنڈ کر اس کے عارض گلفام پر بہنے لگے۔ مگر اس نے پونچھنے کی کوشش نہ کی۔

"سوینا۔۔۔۔" لوپن نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا۔

مگر اس نے بولنے کی مہلت نہ دی۔ سابق کی طرح پرجوش لفظوں میں کہنے لگی۔ "اس کے باوجود آپ جانتے ہیں میں عام چوروں کی طرح چوری کی خوگر نہیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ میں نے کس لئے چوری شروع کی۔ یہ وقت ایسا نہیں کہ میں اپنی صفائی پیش کروں۔ لیکن میں نے حفاظت ناموس کے لئے ایسا کیا تھا میں پاک عصمت

رہنا چاہتی تھی اور اس کے لئے چوری کے سوا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس کے باوجود جب میرے دل میں آپ کے لئے محبت کی چنگاریاں پیدا ہوئیں تو وہ دل ۔۔۔ کسی چور عورت کا نہیں ۔۔۔۔ وہ ایک غریب بیکس لڑکی کا تھا۔ جو اپنا سب کچھ آپ پر نثار کرنے کو آمادہ تھی۔۔۔۔"

"سونیا تم نہیں جانتی ہو تمہارے الفاظ کتنے جانکاہ اور روح فرسا ہیں۔ سنو میری بات سنو۔۔۔۔" لوپن نے بے چین ہو کر گلوگیر آواز سے کہا۔

"نہیں اب میرا اس جگہ ٹھہرنا بیکار ہے۔۔۔۔ میں جاتی ہوں۔۔۔۔ اور آئندہ کبھی آپ کو منہ دکھانے کی جرأت نہ کروں گی۔" اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "مگر جانے سے پہلے۔ کیا آخری بار آپ کو مجھ سے ہاتھ ملانا بھی منظور نہیں ؟"

"افسوس۔۔۔۔ نہیں" لوپن نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

"نہیں !" سونیا کے منہ سے جگر پاش آواز میں نکلا۔

"اس لئے کہ۔۔۔۔"

"افسوس! افسوس! مجھے تم سے اتنی سنگدلی کی امید نہ تھی۔۔۔۔ کل رات میرا خیال تھا۔۔۔۔ لیکن خیر میں جاتی ہوں۔۔۔۔" اور وہ ایک آہ سرد کھینچ کر جانے کے لئے مڑی

"سونیا ٹھیرو۔" لوپن نے گرفتہ آواز سے کہا۔ "ابھی ابھی تم نے کہا تھا کہ چور کو دیکھ کر میرے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے ؟"

"ہاں۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔"

گو یہ چیتھڑ نشانہ پر نمودار ہوا

"لیکن بالفرض میری حقیقت وہ نہ ہو جو تم سمجھتی ہو۔۔۔۔" لوپن نے افسردہ آواز سے کہنا شروع کیا۔

"کیا ؟" سونیا نے حیرت وغم کے لہجہ میں کہا۔

لوپن بڑھے ہوئے ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دوسری طرف مڑکر کھڑا ہوا تھا۔ اسی حالت میں منہ پھیر کر افسردگی سے کہنے لگا۔ "سونیا۔ ۔ ۔ ۔ "

"میں جان گئی۔ آپ کو مجھ سے نفرت ہے" اس نے بات کاٹ کر کہا۔ "حالانکہ اگر آپ کو معلوم ہوتا۔ میرے اندر کتنی تبدیلی ہو چکی ہے۔ ۔ ۔ ۔ میں کس قدر بدلے ہوئے خیالات لے کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ ۔ ۔ ۔ میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ جو کچھ ہو چکا مجھے اس سے نفرت ہے۔ میں واقعات گذشتہ پر دل سے پشیمان ہوں۔ چوری کرنا تو کیا چور کو دیکھ کر دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔ ۔ ۔"

"سونیا میری بات سنو۔ ۔ ۔ " لوپن نے خجالت چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کا مطلب اچھی طرح سمجھتی ہوں" اس مرتبہ نے گری ہوئی آواز سے کہا۔ بیشک توبہ صرف آئندہ کے لئے کی جا سکتی ہے۔ جو کچھ ہو چکا اس کا داغ کسی حال میں نہیں دھل سکتا۔ میں نے جو چیزیں اس طرح حاصل کیں انھیں واپس بھی دے دوں اور باقی عمر تاسف و پشیمانی میں گزار دوں۔ پھر اس سے کیا ہو گا؟ آپ مجھ کو ہمیشہ چوٹی ہی سمجھیں گے۔"

آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے آنکھوں سے اُمنڈ کر اس کے عارض گلفام پر بہنے لگے۔ مگر اس نے پونچھنے کی کوشش نہ کی۔

"سونیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔" لوپن نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا۔

مگر اس نے بولنے کی مہلت نہ دی۔ سابق کی طرح پرجوش لفظوں میں کہنے لگی۔

"اس کے باوجود آپ جانتے ہیں میں عام چوروں کی طرح چوری کی خوگر نہیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ میں نے کس لئے چوری شروع کی۔ یہ وقت ایسا نہیں کہ میں اپنی صفائی پیش کروں۔ لیکن میں نے حفاظتِ ناموس کے لئے ایسا کیا تھا۔ میں پاک عصمت

رہنا چاہتی تھی اور اس کے لئے چوری کے سوا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس کے باوجود جب میرے دل میں آپ کے لئے محبت کی چنگاریاں پیدا ہوئیں تو وہ دل ... کسی چالاک عورت کا نہیں ..... وہ ایک غریب بیکس لڑکی کا تھا۔ جو اپنا سب کچھ آپ پر نثار کرنے کو آمادہ تھی ....."

"سونیا تم نہیں جانتی ہو تمہارے الفاظ کتنے جانکاہ اور روح فرسا ہیں۔ سنو میری بات سنو ....." لوپن نے بے چین ہو کر گلوگیر آواز سے کہا۔

"نہیں اب میرا اس جگہ ٹھہرنا بیکار ہے ..... میں جاتی ہوں ..... اور آئندہ کبھی آپ کو منہ دکھانے کی جرأت نہ کروں گی۔" اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "مگر جانے سے پہلے۔ کیا آخری بار آپ کو مجھ سے ہاتھ ملانا بھی منظور نہیں ؟"

"افسوس .... نہیں" لوپن نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

"نہیں !" سونیا کے منہ سے جگر پاش آواز میں نکلا۔

"اس لئے کہ ....."

"افسوس ! افسوس ! مجھے تم سے اتنی سنگدلی کی امید نہ تھی ..... کل رات میرا خیال تھا ..... لیکن خیر میں جاتی ہوں ..." اور وہ ایک آہ سرد کھینچ کر جانے کے لئے مڑی

"سونیا ٹھہرو" لوپن نے گرفتہ آواز سے کہا۔ "ابھی ابھی تم نے کہا تھا کہ چور کو دیکھ کر میرے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے ؟"

"ہاں۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔"

گویر چوڑ دروازہ پر نمودار ہوا

"لیکن بالفرض میری حقیقت وہ نہ ہو جو تم سمجھتی ہو ....." لوپن نے افسردہ آواز سے کہنا شروع کیا۔

"کیا ؟" سونیا نے حیرت و غم کے لہجہ میں کہا۔

"بالفرض مجھے ڈیوک آف چارہ ریس کا اعزاز حاصل نہ ہو۔۔۔"

"آپ ڈیوک نہ ہوں؟۔۔۔۔"

"ڈیوک کیا۔ فرض کر دیں دیانتدار آدمی بھی نہیں ہوں۔"

"کون ۔آپ ؟"

"ہاں ،۔۔۔۔ فرض کر لو کہ میں چور ہوں۔۔۔۔ میں۔۔۔۔"

"آرسین لوپن ہوں۔" دروازہ میں کھڑے ہوئے گویرچرڈ نے انداز تضحیک سے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔

لوپن سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے زنجیر میں بندھے ہوئے ہاتھ سونیا کو پیش کئے۔

"کیا! آرسین لوپن۔۔۔۔ تم آرسین لوپن! ۔۔۔۔ کیا یہ صحیح ہے ؟" اس نازنین نے خوفزدہ ہو کر کہا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گئی ۔مگر فوراً ہی قریب تر ہو کر کہنے لگی "مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ ۔۔۔۔ تم نے میری خاطر حراست دحوالگی منظور کی۔۔۔ میری خاطر جیل میں جانا قبول کیا۔۔۔۔ اے آسمان! آج میرے برابر خوش نصیب کون ہے :"

اس نے آگے بڑھ کر دونو بازو لوپن کی گردن میں ڈال دیئے اور اپنے نرم ہونٹ اس کے ہونٹوں سے پیوست کر دیئے۔

"توبہ! ابھی ابھی یہ عورت پشیمانی ظاہر کر رہی تھی۔ شاید عورتوں کی پشیمانی اسی طرح کی ہوتی ہے۔" گویرچرڈ نے فلسفیانہ انداز سے کہا۔

اس نے باہر جا کر پولیس کے سپاہی کو جو ڈیوڑھی میں کھڑا تھا حکم دیا کہ قید خانہ کی گاڑی جو ایک عرصہ سے منتظر کھڑی ہے۔ دروازہ پر طلب کرو۔

اور اس اثنا میں لوپن فرط شوق سے سونیا کے لبوں۔ آنکھوں اور بالوں کو بوسے دے رہا تھا۔

"اوہ! اس بے اندازہ راحت کے مقابلہ میں حراست کیا چیز ہے۔" اس نے جوش سے کہا: یہ جاننا کہ تمھیں مجھ سے...... آرسین لوپن سے عشق ہے.....اور میرے آرسین لوپن ہونے کے باوجود تمہاری محبت میں فرق نہیں آیا......اسی کا نام جنت ہے! جو کام پولیس آج تک نہ کر سکی۔ سونیا آج تمہاری محبت نے کر دیا۔ آج کے بعد میں ایمانداری کی زندگی بسر کروں گا.....میں اس کام کو ضرور ترک کر دوں گا...."

"سچ کہتے ہو؟" سونیا نے خوش ہو کر پوچھا۔

"اپنی جان کی قسم!" لوپن نے جواب دیا۔ اور وہ پھر اس کے لبوں کو بوسے دینے لگا۔

اس وقت گوبر چرڈ واپس ہوا۔ عاشق و معشوق کو اس حال میں دیکھ کر مسکرایا۔ پھر کہنے لگا۔ "بس وقت ہو گیا۔"

"گوبر چرڈ۔ میں اس احسان سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ کہ محض...تمہاری بدولت آج مجھے زندگی کی بہترین راحت حاصل ہوئی" لوپن نے کہا۔

اس وقت بونا ونٹ جس نے اب تک پورٹر کا لباس پہنا ہوا تھا تیز چلتا ہوا آیا اور حالت اضطراب میں گوبر چرڈ سے کہنے لگا "لیجئے۔ مل گیا!"

"کیا؟" گوبر چرڈ نے چونک کر پوچھا۔

"وہی خفیہ رستہ جس کی تلاش ہیں تھی۔ وہ پاس کی گلی میں کھلتا ہے۔ ابھی ہم نے اس کا دروازہ نہیں کھولا۔ مگر اب بہت جلد کھول لیں گے۔"

"بس یہ اس زنجیر کی آخری کڑی تھی۔" گوبر چرڈ نے انداز اطمینان سے کہا۔ "لوپن آؤ۔"

"افسوس! کیا ہمارا وصل اتنا مختصر ہونا تھا!" سونیا نے حالت کرب میں کہا۔ "کیا اب ہم دونو کو جدا کر دیا جائے گا؟"

"اب میں خوشی سے قید خانے جا سکتا ہوں۔" لوپن نے فاتحانہ انداز سے کہا۔

"مگر میں نہ جانے دوں گی ... میں اس درد فراق کو برداشت نہیں کر سکتی" سونیا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"دیکھو سونیا گھبراؤ نہیں" لوپن نے آواز دبا کر کہا "میں جیل نہ جاؤں گا..... سنتی ہو؟ میرا جیل جانا قطعاً غیر ممکن ہے۔ تم تھوڑی دیر ہال میں انتظار کرو۔ جاؤ وکٹائر بھی وہیں ہے۔ اس سے باتیں کرو ..... اسے تسلی دو۔ اور اگر یہ لوگ تمہیں گھر میں ٹھہرنے نہ دیں تو دروازہ پر کھڑی ہو جاؤ۔"

"چلئے میڈموازل" گویرچرڈ نے کہا جو لوپن کے ان الفاظ سے بے خبر تھا "اب آپ رخصت ہوں۔"

"جاؤ سونیا۔ الوداع!" لوپن نے کہا اور اس نے ایک رخصتی بوسہ دیا۔

رومال سے آنکھیں دبائے وہ چپ چاپ کمرہ سے چلی گئی۔ گویرچرڈ نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا اور جب چلی گئی۔ پھر بھی کھلا رکھا۔ بالآخر لوپن سے کہنے لگا: "آؤ"

لوپن نے پہلے جمائی۔ پھر انگڑائی لی۔ اس کے بعد پرسکون لہجہ میں کہنے لگا: "میرے دوست دو دن دو راتوں سے مجھے ایک لمحہ آرام کا موقعہ نہیں ملا۔ تھوڑی دیر اجازت دو۔" اور یہ کہتے ہوئے وہ کمرہ کے دوسری طرف جا کر اطمینان سے کوچ پر لیٹ گیا۔

"اٹھو۔ کیا مجھے گو کھا سمجھ رکھا ہے؟" گویرچرڈ نے کڑی آواز سے کہا "قیدیوں کی گاڑی دیر سے منتظر ہے۔ تمہیں اس خواب راحت سے بیدار ہونا چاہئے۔"

"میں قیدیوں کی گاڑی میں چلوں؟ خدا کے لئے ایسی بدشگونی نہ کہو" لوپن نے مذاقیہ لہجہ میں کہا۔

اس نے حسب معمول شگفتہ بے فکری اور خوش عیشی کا لہجہ اختیار کر لیا۔ آواز اور صورت سے معلوم ہوتا تھا اب اسے ذرا بھی خوف یا پروا نہیں ہے۔

"نہ اٹھو گے کیا؟" گویر چرڈ نے تنک کر کہا: "جتنا طرح دیتا ہوں اتنے ہی سر چڑھتے جاتے ہو۔"

"میرے دوست اتنے جوش میں نہ آؤ۔ اٹھتا ہوں۔" اور یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

"چلو!" گویر چرڈ نے کہا۔

"نہیں یہ مشکل ہے۔" لوپن نے کہا اور وہ پھر کوچ کے پیچھے کی طرف جھک گیا اس کے بعد انداز کسل سے کہنے لگا: "ابھی سویرا ہے۔ علاوہ بریں انگریزی سفیر نے مجھے لنچ پر مدعو کیا ہے۔"

"سنو مذاق کی حد ہوتی ہے۔" گویر چرڈ نے غضب ناک ہو کر کہا: "اب یہ دھاندلی ایک نہ چلے گی۔ چپکے سے میرے ساتھ چل دو۔ کوئی نئی چال چلنے کی فکر ہے تو اطمینان رکھو میں اس کا موقعہ نہ دوں گا۔ تم جانتے ہو میں تمہاری ہر چال سے واقف ہوں۔"

"یہ میری بدنصیبی ہے۔" لوپن نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد گویر چرڈ کے سامنے کھڑے کھڑے اس نے ہاتھوں اور کلائیوں کو چھ سات بار عجیب طرح کی حرکت دے کر ہتھکڑی اتاری اور اسے ہاتھ میں لے کر سراغرساں کے سامنے فرش زمین پر پھینک دیا۔

کہنے لگا: "شاید تم اس کرتب سے واقف نہ تھے۔ لیکن مضائقہ نہیں کسی روز لنچ میں شامل ہو کر سکھا دوں گا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے گویر چرڈ کی طرف نظر استہزا سے دیکھا۔

"بس بہت وقت ضائع ہو چکا۔" گویر چرڈ نے حیرت غصہ اور خوف کے احساس کے باوجود اوسان بحال رکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد چلا چلا کر آوازیں دینے لگا:

"بوناوتٹ بورسین! ڈیوزی! چلو۔ اندر آؤ۔"

"سنو گویر چرڈ۔ دیوانے نہ بنو۔" لوپن نے صاف اور واضح لفظوں میں کہا۔

"شور مچانا بے سود ہے میری بات غور سے سن لو۔ ایک لمحہ پیشتر سونیا اگر لفظ یا اشارہ سے ذرا بھی حقارت ظاہر کرتی تو میں ہار چکا تھا۔ گو وہ ہار کچھ اور قسم کی ہوتی کیونکہ تمہارے قابو میں آنے سے پہلے میں اپنا بھیجا اڑا لیتا۔ مگر اب معاملات کی صورت بدل گئی ہے اب میرے سامنے دو باتیں ہیں۔ ایک طرف سونیا اور راحت۔ دوسری طرف جیل خانہ اور مصیبت اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ زندہ رہوں گا تو سونیا سے مل کر۔ ورنہ تمہارے ساتھ جان دے دوں گا۔ نہ تم رہو گے۔ نہ میں رہوں گا۔ لو اب اپنے آدمیوں کو بلا لو۔ میں تیار ہوں۔"

گوبر چرڈ نے دروازہ پر جا کر زور زور سے آوازیں دیں۔

"بس اب عمل کا وقت ہے۔" لوپن نے ہنستے ہوئے کہا۔

میز کے پاس جا کر اس نے پیچھے کا بنا ہوا ڈبہ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ کھولا اور اوپر سے روئی کی تہ اٹھا کر ایک چمکدار بم ہاتھ میں لے لیا۔

اسی حالت میں دیوار کی طرف ہٹ کر اس نے بٹن دبایا۔ کتابوں کی الماری ایک طرف سرک گئی اور لفٹ اٹھ کر فرش کے برابر آئی اِدھر اس کا دروازہ کھلا۔ اُدھر گوبر چرڈ کے نائب دوڑتے ہوئے آ گئے۔

"پکڑ لو جانے نہ پائے۔" گوبر چرڈ نے جوش سے حکم دیا۔

"خبردار! سب آدمی ہاتھ اونچے کر دو!" لوپن نے کڑک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اپنا دائیاں ہاتھ جس میں بم پکڑا ہوا تھا۔ سر سے اونچا اٹھا لیا "دیکھ لو میرے ہاتھ میں بم ہے۔ اگر تم نے ایک قدم بھی آگے رکھا تو تمہارے سامنے دے ماروں گا۔ آئے کس میں حوصلہ ہے...... تم بھی۔ گوبر چرڈ تم بھی ہاتھ اونچے کر دو۔"

"بزدلو۔ ڈر نے کیوں ہو؟" گوبر چرڈ نے چیختے ہوئے کہا: "وہ اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

"ہمت ہے تو خود آؤ۔" لوپن نے کہا۔

"ٹھہرو آتا ہوں۔" اور گویر چرڈ نے واقعی ایک قدم آگے بڑھایا۔

مگر فوراً ہی سب آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔ تین نے اس کے بازو پکڑے چوتھے نے کمر۔ اور سب یک آواز ہو کر چلانے لگے "حضرت بچئے گا..... دیکھتے نہیں لوپن دیوانہ ہو رہا ہے..... اس کی آنکھوں سے وحشت برستی ہے..... اس جھوڑ میں سب کو مروا ڈوگے کیا؟"

"بس اسی قدر حوصلہ تھا؟" لوپن نے انداز حقارت سے کہا۔ اسی طرح بم والا ہاتھ اونچا اٹھائے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ سے وہ بیگ جس میں تاج رکھا تھا۔ اٹھا لیا اور اسے لفٹ میں پھینک دیا۔ مراسلہ رساں ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ اور گویر چرڈ کو ساتھ ہی کھینچ لیا۔ لوپن برابر کہتا گیا۔ "کمبخت نکمے! اس وقت کوئی فوٹو گرافر ہوتا تو تمہاری تصویر لیتا۔ ہاں گویر چرڈ جان کی اماں چاہتے ہو تو میری پاکٹ بک سیدھے ہاتھ سے نکال دو۔ چور کہیں کا!"

"کبھی نہیں چاہے کچھ ہو۔ میں پاکٹ بک نہ دوں گا۔" گویر چرڈ نے جس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اپنے آدمیوں سے چھٹنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

حضرت ایسا نہ کہئے۔ کہیں بم دم چل گیا تو قہر ہی نازل ہو جائے گا" بونا ونٹ نے مضطرب ہو کر گویر چرڈ سے کہا۔

"اور میں یقیناً چلا دوں گا" لوپن نے خوفناک آواز میں کہا۔ "یہ تو خود دیکھتے نہیں ہو میں اس وقت ہر بات کے لئے تیار ہوں۔"

"حضرت مان لیجئے" ڈیوزی نے اپنے افسر سے کہا۔ "دور اندیشی کا درجہ بہادری سے افضل ہے۔"

"ہاں۔ ہاں سچ ہے۔" بونا ونٹ نے بھی کہا۔

"دفعان کیجئے"، ایک نے کہا۔

"بالشت بھر کی پاکٹ بک کے لئے اتنا خون خچر کیوں ہو"، ایک اور نے کہا۔

"نہیں میں ہرگز نہ دوں گا۔" گوبر جرڈ نے جواب تک اپنے آدمیوں کی گرفت میں خلاصی لاحاصل کرتے ہوئے کہا۔

وہ اس کی جیب میں..... اندر والی جیب میں ہے جلدی کرو۔ ورنہ بم چلتا ہے"

لوپن نے گرج کر کہا۔

مجبوری میں انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔" لیفا ونٹ فلسفیانہ انداز سے کہنے لگا۔

"یار و تم پکڑے رہو" اور اپنا دایاں ہاتھ گوبر جرڈ کے کوٹ کی جیب میں داخل کر کے اس نے پاکٹ بک نکال لی۔

"پھینک دو..... اسے میز پر پھینک دو۔" لوپن نے حکم دیا۔

لیفا ونٹ نے اسے میز پر پھینک دیا اور وہ کھسک کر لوپن کے پاس پہنچ گئی اس نے اسے بھی بائیں ہاتھ سے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر کہنے لگا "بس ٹھیک ہے" اس کے بعد چیخ کر بولا "بم آتا ہے" اور اس نے اس قسم کا اشارہ کیا گویا سچ مچ اسے پھینکنے لگا ہے۔

سب آدمی بدحواس ہو کر پیچھے جھک گئے۔

لوپن دوڑ کر لفٹ پر چڑھ گیا۔ اور زنگانٹ بند ہو گیا۔ لفٹ کے اترنے سے گڑگڑاہٹ کی جو آواز پیدا ہوئی اسے سن کر سر غرسالوں نے اطمینان کی سانس لی۔

اب انھوں نے گوبر جرڈ کو بھی چھوڑ دیا اور وہ چھٹتے ہی چلایا "دوڑو مت جانے دو"۔ کچھ آدمی تہ خانہ کی طرف جاؤ۔ کچھ دروازہ کی طرف کچھ اس جانب جدھر سے نوکروں کی آمدرفت ہے۔ اور کچھ بازاریں۔ بھاگو۔ بھاگو۔ تمہیں اس حماقت کی تلافی کرنا ہے۔ ڈیوڈی تم میرے ساتھ لفٹ پر آؤ۔"

... مرتب آدمی اطراف میں منتشر ہو گئے۔ مگر ہر شخص کی چال میں رکاوٹ تھا۔ اس لئے کہ بم کا خوف جو اتنا لوپن کے پاس تھا۔ ہر ایک کو لگا ہوا تھا۔ ادھر گویر چرڈ اور ڈیوزی ونڈ کراس شگاف کی طرف گئے۔ جس کی راہ سے لوپن اترا تھا۔ اور جو لفٹ کے غائب ہونے پر بند ہو گیا تھا۔ انھوں نے ٹھوکے دے دے کر دروازہ کو ہلانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ بٹن کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ اس کے باوجود تھوڑی ہی دیر میں تڑاق کی آواز ہوئی۔ پھر کل کے دھڑ دھڑانے کی آواز سنائی دی۔ ایک جھٹکا لگا اور شگاف کا دروازہ کھل گیا۔ دیکھا تو لفٹ خالی تھی۔ دونوں اس پر سوار ہو گئے۔ گویر چرڈ کو اب بٹن بھی نظر آ گیا تھا۔ اس نے اسے دبایا تو کھٹ سے دروازہ بند ہو گیا۔ مگر لفٹ نیچے اترنے کی بجائے کوئی آٹھ فٹ اوپر چڑھ کر چھت سے جا لگی۔

اس لفٹ کے اوپر چڑھتے ہی ایک اور جو قریباً اس سے مشابہ تھی کمرہ کی سطح کے ہموار کر کے دروازہ کھلا تو اس میں لوپن تھا۔ مگر کس بدلی ہوئی حالت میں۔ اچھا رم ریس کا نوابی لباس لفٹ کے فرش پر پڑا تھا۔ اور اس نے سراغرساں گویر چرڈ کا بہروپ بنا رکھا تھا۔ وہی میلی اونچی ٹوپی۔ ویسا ہی لمبا کوٹ۔ اسی طرح کے چیچپے سیاہ بال۔ اور ویسی ہی کھونٹی دار مونچھیں۔ یہ کوٹ پہن کر اس کے قد میں بھی تبدیلی ہو گئی تھی۔ اور اب وہ گویر چرڈ کے برابر ہی معلوم ہوتا تھا۔

لفٹ میں ایک جانب آئینہ لگا ہوا تھا۔ اور پاس کی نشست پر ایک ڈبہ میں بہروپیوں کا سامان تھا۔ لوپن نے بھوؤں کو کالا کیا۔ آنکھوں کے پاس ایک دو خط لگائے۔ دو تین منٹ غور سے آئینہ دیکھا۔ واقعی اس حالت میں کوئی اسے آرسین لوپن یا ڈیوک آف چارم ریس نہ کہہ سکتا تھا۔ اس کی شباہت لطیف ترین تفصیل تک عین گویر چرڈ سراغرساں کی صورت سے ملتی تھی۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر ہنسا تو اس کی آواز بھی گویر چرڈ کی طرح کھردری تھی۔

اس نے اٹھ کر پاکٹ بک اس کوٹ کی جیب میں رکھی جو پہنا ہوا تھا اور بم ہاتھ میں لیکر نکلا۔ بم کو فرش زمین پر مارا تو وہ ربڑ کے گیند کی طرح اچھلا۔ اور گر کر لڑھکتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ اوپر کی لفٹ سے جو چھت میں لگی ہوئی تھی برابر دھڑ دھڑانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا گویر چرڈ اور ڈیوزی دیوانہ وار جدوجہد کر رہے ہیں۔ لوپن مسکراتا ہوا کھڑکی کے پاس گیا۔ باہر دیکھا تو ایک موٹر۔۔۔۔ سراغرساں گویر چرڈ کی موٹر سپاہی کی نگرانی میں کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر چہرہ پر رونق آگئی۔ وہاں سے زینہ کے پاس گیا۔ اس جگہ سے ہال کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ وکٹائر ایک کرسی پر سکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ اور سونیا پاس کھڑی گری ہوئی آواز سے باتیں کر رہی تھی۔ وکٹائر کی حفاظت کے لئے ایک گندمی رنگ عصبی مزاج پھرتیلا سپاہی حاضر تھا۔

"سپاہی ادھر آؤ۔" لوپن نے گویر چرڈ کی کھردری آواز کی نقل اتارتے ہوئے اوپر کھڑے پکارا

سپاہی نے دیکھا اور گویر چرڈ کی صورت پہچان کر دوڑتا ہوا زینہ کی راہ سے پاس آیا۔

لوپن اسے ساتھ لیکر دالان سے ہو کر کمرہ نشست میں گیا اور وہاں بدستور کڑی آواز سے کہنے لگا: "تمہارے پاس ریوالور ہے؟"

"جی ہاں ہے۔" سپاہی نے جواب دیا اور اس نے انداز تفخر سے سر ہلایا۔

"اسے رکھ دو۔ الگ رکھ دو۔" لوپن نے حکم دیا "خبردار چلانا مت کسی حال میں نہیں۔ سنا؟"

"جی بہت اچھا!" سپاہی نے جواب دیا اور کسی قدر حیرت ظاہر کرتے ہوئے ریوالور کو ایک طرف رکھ دیا۔

"اچھا اب ادھر آؤ۔" لوپن نے تیز آواز سے کہا اور سپاہی کا بازو پکڑ کر اسے قدرے گھسیٹتا ہوا لفٹ کے شگاف کی طرف لے گیا۔ پھر کہنے لگا "تمہیں

وہ دروازہ نظر آتا ہے؟ وہ دیکھو وہ!"

"ہاں ہاں" سپاہی نے اس طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ دروازہ لفٹ[1] کا ہے" لوپن نے کہا۔ "اور اس لفٹ میں لوپن اور ڈیوزی سوار ہیں۔ تم ڈیوزی کو جانتے ہو؟"

"جی ہاں" سپاہی نے جواب دیا۔

بس ڈیوزی اور لوپن دو نو لفٹ میں سوار ہیں۔ دونوں میں کشتی ہو رہی ہے۔ تم نے آواز سنی؟" یہ الفاظ اس نے زور سے آواز سے کہے۔" لوپن نے بھیس بدلا ہوا ہے۔ سمجھے کیا؟ ایک ڈیوزی دوسرا لوپن جس نے بھیس بدلا ہوا ہے دونو لفٹ میں سوار ہیں۔ جس وقت لفٹ نیچے آئے اور دروازہ کھلے تو جھٹ اس بھیس بدلے ہوئے آدمی پر۔ . . . لوپن پر حملہ کرنا! اسے پکڑ لینا! اور دوسروں کو مدد کے لئے آواز دینا!" آخری الفاظ اس نے گرجتے ہوئے لہجہ میں کہے۔

"جی بہت اچھا۔ اسی طرح ہوگا" سپاہی نے جواب دیا اور وہ لفٹ کے پاس مقابلہ کے لئے تیار ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گو آنکھوں سے خوف ظاہر ہوتا تھا۔

"ڈرو مت۔ سپاہی کا کام ہے اپنے فرض میں جان تک لڑانے کو تیار رہے۔" اتنا کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکل گیا اور باہر سے دروازہ بند کر کے اسے مقفل کر دیا۔

سپاہی کھڑا اس جدوجہد کی آوازیں سنتا رہا جو لفٹ میں ڈیوزی اور گورپر چڑھتے نیچے اترنے کے لئے کر رہے تھے۔ وہ لوپن کی ہدایات کے زیر اثر جنہیں وہ اپنے افسر

---

[1] یہ لفظ اس سلسلہ میں کئی بار استعمال ہو چکا ہے اور وہ اصحاب جو بڑے شہروں میں رہتے ہیں اس کا مطلب بخوبی سمجھتے ہوں گے۔ پھر بھی اوروں کی واقفیت کے لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ کل بلند عمارتوں کی بالائی منزل تک پہنچنے کے لئے لگائی جاتی ہے۔ تاکہ رہنے والوں کو زینہ کی راہ سے چڑھنے اترنے کی زحمت نہ ہو۔ (مترجم)

گویر چیڈ کی ہدایات سمجھتا تھا عمل کرنے کو بیتاب تھا

لوپن نے آہستہ آہستہ زینہ کی راہ سے اترا۔ ڈکٹاٹر اور سونیا دونوں نے اسے آتے دیکھا۔ ڈکٹاٹر اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر جب وہ نیچے اترا تو سونیا بھی دو قدم آگے بڑھ کر فکر والتجا کے لہجہ میں بولی۔

"ایم گویر چیڈ آپ بتا سکتے ہیں وہ کہاں ہے ؟"

"یہیں تمہارے پاس ہے۔" لوپن نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"کون تم ! تم !" سونیا نے فرط حیرت سے کہا۔

"دیکھو میری صورت اس کی صورت سے کتنی ملتی ہے۔" لوپن نے فاتحانہ انداز سے ہنستے ہوئے کہا۔ "مگر کیا میں اس کے برابر بیرحم بھی نظر آتا ہوں ؟"

"نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے !" سونیا نے کہا۔

"کیوں جادوگر ہے یا نہیں ؟" ڈکٹاٹر نے کہا۔

"خیر آج سے ڈیوک آف چارم ریس کا خاتمہ ہوا۔ اس کی موت کا اصلی دن آج سمجھنا چاہیئے۔" لوپن نے کہا۔

"نہیں لوپن کی موت کا۔" سونیا نے آہستہ سے کہا۔

"لوپن کی ؟" اس نے انداز تعجب سے پوچھا

"ہاں" سونیا نے استقلال سے کہا۔

"اس صورت میں فرانس کو جو نقصان عظیم پہنچے گا اس کا حال جانتی ہو۔" لوپن نے سنجیدگی سے کہا۔

"بلا سے اس کی پروا نہیں" سونیا نے کہا۔

"سونیا۔ میری جان تمہاری خاطر لوپن کو مرنا بھی منظور ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے لوپن نے اسے بازوؤں میں لیکر جوش سے بوسے دینے شروع کئے۔

سونیا[1] نے اپنے دست حنائی اس کے کندھوں پر رکھ کر پرے ہٹاتے اور اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا: "پھر کیا آج سے چوری نہ کروگے؟"

"اب اس کی حاجت بھی کیا ہے!" لوپن نے کہا: "تم پہلو میں اور گویر چیڈ لفٹ میں اس سے زیادہ مجھے کس چیز کی آرزو ہے" اس کی آواز نے نرم عشقیہ لہجہ اختیار کر لیا "اس کے باوجود جب تم میرے پاس ہو تو جذبۂ عشق کے ساتھ چوری کی عادت نا نہ ہونے کا احتمال ضرور ہے کیونکہ میں تمہارے عارض گلگوں کے بوسے تمہارے خیالات تمہارا دل چرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آہ! سونیا اگر تم چاہتی ہو میں دنیا کی اور کوئی چیز نہ چراؤں تو ہر وقت میرے پہلو میں رہنا۔"

دونوں کے لب ایک طویل بوسہ میں پیوست ہو گئے۔

بالآخر سونیا نے اس کی گرفت سے نکل کر کہا: "وقت گزر رہا ہے۔ ہمیں جلدی کرنی چاہیئے لازم ہے بھاگ چلیں۔"

"خدا کے لئے بھاگنے کا نام نہ لو" لوپن نے جلدی سے کہا: "کل رات میں نے جو دوڑ کی وہی عمر بھر کو کافی ہے۔ آئندہ کے لئے میں چیونٹی کی چال چلوں گا۔ مگر آؤ۔ ابھی مجھے تم دونوں کو نخفانہ لے جانا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

اس نے صدر دروازہ کھولا۔ اور تینوں باہر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے۔ جو سپاہی موٹر کے پاس حاضر تھا۔ اس نے افسر سمجھ کر سلام کیا۔

لوپن نے سونیا کی طرف منہ کر کے آہستہ سے اس کے کان میں کہا: "سنتی ہو ہماری شادی کا گھنٹہ بج رہا ہے۔"

تینوں سیڑھیوں سے اترے۔

مگر جس وقت موٹر پر سوار ہو رہے تھے گویر چیڈ یا ڈیوزی کے کسی اتفاقیہ وار

---

[1] سونیا اور آرسین لوپن کے تعلقات کا مزید حال ناول "چلتا پرزہ" میں دیکھو قیمت ۸ر

گوبرچرڈ کی ہدایات سمجھتا تھا عمل کرنے کو بیتاب تھا

لوپن آہستہ آہستہ زینہ کی راہ سے اترا۔ وکٹائرا اور سونیا دونوں نے اُسے آتے دیکھا۔
وکٹائرا اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر جب وہ نیچے اترا تو سونیا بھی دو قدم آگے بڑھ کر فکر زدہ التجا کے لہجہ میں بولی۔

"ایم گوبرچرڈ آپ بتا سکتے ہیں وہ کہاں ہے ؟"

"یہیں تمہارے پاس ہے۔" لوپن نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"کون تم! تم!" سونیا نے فرط حیرت سے کہا۔

"دیکھ لو میری صورت اس کی صورت سے کتنی ملتی ہے۔" لوپن نے فاتحانہ انداز سے ہنستے ہوئے کہا۔ "مگر کیا میں اس کے برابر بیرحم بھی نظر آتا ہوں ؟"

"نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے!" سونیا نے کہا۔

"کیوں جادوگر ہے یا نہیں ؟" وکٹائر نے کہا۔

"خیر آج سے ڈیوک آف چارم ریس کا خاتمہ ہوا۔ اس کی موت کا اصلی دن آج سمجھنا چاہیئے۔" لوپن نے کہا۔

"نہیں لوپن کی موت کا۔" سونیا نے آہستہ سے کہا۔

"لوپن کی ؟" اس نے انداز تعجب سے پوچھا

"ہاں" سونیا نے استقلال سے کہا۔

"اس صورت میں فرانس کو جو نقصان عظیم پہنچے گا اس کا حال جانتی ہو۔" لوپن نے سنجیدگی سے کہا۔

"بلا سے اس کی پروا نہیں" سونیا نے کہا۔

"سونیا۔ میری جان تمہاری خاطر لوپن کو مرنا بھی منظور ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے لوپن نے اسے بازوؤں میں لیکر جوش سے بوسے دینے شروع کئے۔

سونیا نے اپنے دست حنائی اس کے کندھوں پر رکھ کر پرے ہٹاتے اور اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا "پھر کیا آج سے چوری نہ کرو گے ؟"

"اب اس کی حاجت بھی کیا ہے !" لوپن نے کہا "تم پہلو میں اور گویر چیڈ لفٹ میں اس سے زیادہ مجھے کس چیز کی آرزو ہے " اس کی آواز نے نرم عشقیہ لہجہ اختیار کر لیا "اس کے باوجود جب تم میرے پاس ہو تو جذبہ عشق کے ساتھ چوری کی عادت نا رہ ہونیکا احتمال ضرور ہے کیونکہ میں تمہارے عارض گلگوں کے بوسے تمہارے خیالات تمہارا دل چرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آہ ! سونیا اگر تم چاہتی ہو میں دنیا کی اور کوئی چیز نہ چراؤں تو ہر وقت میرے پہلو میں رہنا۔"

دونوں کے لب ایک طویل بوسہ میں پیوست ہو گئے۔

بالآخر سونیا نے اس کی گرفت سے نکل کر کہا: "وقت گزر رہا ہے۔ ہمیں جلدی کرنی چاہئیے لازم ہے بھاگ چلیں۔"

"خدا کے لئے بھاگنے کا نام نہ لو" لوپن نے جلدی سے کہا "کل رات میں نے جو دوڑ کی وہی عمر بھر کو کافی ہے۔ آئندہ کے لئے میں چیونٹی کی چال چلوں گا۔ مگر آؤ۔ ابھی مجھے تم دونوں کو تھانہ لے جانا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

اس نے صدر دروازہ کھولا۔ اور تینوں باہر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے۔ جو سپاہی موٹر کے پاس حاضر تھا۔ اس نے افسر سمجھ کر سلام کیا۔

لوپن نے سونیا کی طرف منہ کر کے آہستہ سے اس کے کان میں کہا: "سنتی ہو ہماری شادی کا گھنٹہ بج رہا ہے۔"

تینوں سیڑھیوں سے اُترے۔

مگر جس وقت موٹر پر سوار ہو رہے تھے گویر چیڈ یا ڈیوزی کے کسی اتفاقیہ وار

لہ سونیا اور آرسین لوپن کے تعلقات کا مزید حال ناول "چلتا پرزہ" میں دیکھو قیمت ۸/

سے خفیہ کمانی دب گئی اور لفٹ جو اب تک چھت سے لگی ہوئی تھی نیچے اتر کر لوپن کے کمرہ کی سطح تک آگئی۔ دروازہ کھلا اور ڈیوزی اور گویرچرڈ بے تحاشا باہر کی طرف دوڑے۔ مگر وہ گندمی رنگ عصبی مزاج سپاہی جسے لوپن متعین کر گیا تھا اپنے فرض سے غافل نہ تھا۔ جھٹ گویرچرڈ پر ٹوٹ پڑا اور اسے لوپن سمجھ کر نیچے گرا لیا۔ گویرچرڈ کو کیا خبر یہ لوپن کی نئی چال ہے۔ حیرت و اضطراب سے اس نے چیخنا شروع کیا: "ارے بیوقوف کیا کرتا ہے چھوڑ دے!"

اسی جدوجہد میں دونوں کی ٹانگیں ایک دوسرے سے الجھیں تو فرش زمین پر گر پڑے ڈیوزی تھوڑی دیر انداز حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر یہ سمجھ کر کہ سپاہی دراصل لوپن ہے جس نے یہ بھیس بدل رکھا ہے۔ دونوں پہ ٹوٹ پڑا۔ بادقت سپاہی کو گویرچرڈ سے جدا کیا اور فرش زمین پر گرا کر ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا۔

ادھر گویرچرڈ کپڑے جھاڑ کر اٹھا اور دروازہ کی طرف دوڑا۔ اسے بند پا کر کھڑکی کی طرف گیا۔ اسے کھول کر گردن نکالی۔ بازار میں قریباً ۴۰ گز فاصلہ پر ایک موٹر کار مزے سے چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اس کی اپنی موٹر جس میں لوپن اور سونیا ماہ عسل کا زمانہ بسر کرنے جا رہے تھے!

چلا کر کہنے لگا "ارے! ارے! ارے! ظالم میری موٹر میں بیٹھ کر فرار ہوا جاتا ہے!"

ختم ہوا

(یونین پرنٹنگ پریس، اردو بازار، دہلی)

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

کے ترجمہ شدہ جاسوسی ناول

بڑا بھائی

عشق میں ناکام گئی مارکن مور سات سال کے عرصہ کے بعد اس وقت گھر واپس آیا جبکہ اس کا باپ قریب المرگ پڑا تھا۔ وہ وہاں صرف پندرہ منٹ ٹھہرا اور اپنے سوتیلے بھائی اور بہن کو ملا اور اپنے باپ سے ملے بغیر واپس چلا گیا۔ اس نے اپنے سوتیلے بھائی اور بہن کو بتایا کہ وہ اپنے باپ کی جائداد میں سے کسی قسم کا حصہ لینا نہیں چاہتا اور اس کی طرف سے اجازت ہے کہ وہ تمام جائداد کے مالک بنیں اسی رات ایک ویرانے میں گئی مارکن مور کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ اس کی موت کا ذمہ دار کیا تھا؟ اس کا قاتل کون تھا؟ شک کئی آدمیوں کی طرف کیا جاتا ہے۔ مگر قاتل وہ ہے جس کا گمان کبھی نہیں ہو سکتا۔

مصنف:۔ جے۔ ایس فیلچر قیمت، پانچ روپے آٹھ آنے

دست قضا

ناول کی ہیروئن فرانسس سیلین اپنے باپ کی وصیت کے مطابق لاکھوں روپوں کی دولت سے محروم رہ جاتی ہے۔ اگر وہ ۲۵ سال کی عمر سے پہلے شادی کرتی ہے۔ مگر عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ ۲۵ سال کی عمر سے پہلے ہی خفیہ طور پر شادی کر لیتی ہے۔ ایک رات اس دولت کا ٹرسٹی پراسرار حالات میں مقتول پایا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر شک اسی لڑکی اور اس کے شوہر پر کیا جاتا ہے۔ دراصل قاتل کوئی اور تھا۔ آخر کون؟ بنا تمام ناول پڑھے آپ یہ راز نہیں جان سکیں گے۔ آج ہی طلب فرمائیے۔

مصنف:۔ ارل سٹانلے گارڈنر قیمت تین روپے آٹھ آنے

دیوتا کی آنکھ ایک تاریخی ہیرا جو کسی زمانہ میں ایک دیوتا کی مورتی میں آنکھ کا کام دیتا تھا۔ اتفاقات اور انقلابات روزگار سے انگلستان کے ایک آسودہ حال خاندان کے قبضہ میں آتا ہے۔ مگر یہ منحوس ہیرا اپنی روایات کے مطابق جس کسی کے پاس جاتا ہے۔ اس کی موت ہوجاتی ہے اور یہ سلسلہ نہایت پیچیدہ اور پُراسرار حالات پیدا کرتا ہے۔ پورے حالات جاننے کے لئے اس دلچسپ ترین ناول کا مطالعہ کریں۔

مصنف :۔ ولکی کالنز　　　　قیمت چار روپے آٹھ آنے

خونی شیطان مردجرار ڈاکٹر فومانچو کے ہولناک کارناموں کا ایک بالکل نیا ناول۔ جو اس کے سابقہ افسانوں سے بالکل غیر متعلق اور اپنے آپ میں مکمل ہے۔ آج ہی ایک جلد طلب فرماکر ڈاکٹر فومانچو کے سیاہ کارناموں کے بارے میں مزید حالات سے متعارف ہوجائیے۔

مصنف :۔ سیکس رومر　　　　قیمت چار روپے آٹھ آنے

سرفروش اس ناول کا ہیرو سائمن ٹمپلر عرف سنت ایک بے خوف اور نڈر انسان ہے۔ جو ان گنہگاروں کو سزا دینا اپنا فرض اولیں سمجھتا ہے، جو اپنی عیاری، سرمایہ اور حکومت کے عہدہ داروں سے تعلقات کا ناجائز فائدہ اٹھاکر انصاف کی مقررہ سزا سے بچ جاتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے حق میں ملک الموت ثابت ہوتا ہے۔ امریکہ کی حکومت تک اس کے کارناموں سے گھبرا جاتی ہے۔ ہر مشکل پر قابو پاکر وہ اپنے منتہائے مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیسے؟

مصنف :۔ لیسلی چارٹرس　　　　قیمت چار روپے

سرائے والی داستان کے ہیرو راجہ فریس کو حالات کی مجبوری سے لندن کے ایک ارزاں بورڈنگ ہاؤس میں سکونت پذیر ہونا پڑتا

ہے۔ سرائے کے عین پاس قتل اور چوری کی وو وارداتیں ہوتی ہیں۔ کوشش کے باوجود کوئی قابل یقین راز ان وارداتوں کے بارے میں نہیں ملتا۔ مگر آخر میں جن واقعات کا انکشاف ہوتا ہے، حیرت انگیز ہیں۔

مصنف:۔ ای۔ فلپس آپنہم — قیمت تین روپے آٹھ آنے

فرشتۂ انتقام

نامی مجرم بلیک شرٹ کا بیٹا اس ناول کا ہیرو ہے۔ جو خود فارغ البال ہے اور ٹھاٹ کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر مہم واقعات کا شوق چونکہ اسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ مظلوموں کی حمایت اور جفاکاروں کی سرکوبی کا ذمہ اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ گوناگوں مشکلات کے باوجود انجام کار وہ جس طرح منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ قابل دید ہے۔

مصنف:۔ برومس گرانٹ — قیمت تین روپے آٹھ آنے

خوفناک جزیرہ

سرزمین برطانیہ کے قریب ایک جزیرہ میں بلائے گئے چند مہمانوں کی پراسرار ہلاکت کی عجیب اور حیرت انگیز داستان۔ پہلی رات ایک مرد۔ دوسری رات ایک عورت مردہ پائی گئی اور بعد ازاں اموات کا یہ پراسرار سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی بھی زندہ نہیں رہتا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ ان کو مارنے والا کون تھا؟ جاننے کے لئے کتاب طلب فرمایئے۔

مصنف:۔ اگاتھا کرسٹی — قیمت تین روپے آٹھ آنے

کالی نقاب

بعض لوگ اپنی عیاری اور بڑے آدمیوں کے رسوخ سے۔۔ قانون شکنی کرتے ہوئے بھی پولیس اور قانون کی دسترس سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی ملک دشمن انسانوں کو سزا دینے کے لئے سیاہ پوشوں کی ایک جماعت عمل پیرا ہوتی ہے۔ بے حد دلچسپ اور حیرت انگیز ناول۔

مصنف:۔ سیلپر — قیمت تین روپے آٹھ آنے

دیوتا کی آنکھ ایک تاریخی ہیرا جو کسی زمانہ میں ایک دیوتا کی مورتی میں آنکھ کا کام دیتا تھا۔ اتفاقات اور انقلابات روزگار سے انگلستان کے ایک آسودہ حال خاندان کے قبضہ میں آتا ہے۔ مگر یہ منحوس ہیرا اپنی روایات کے مطابق جس کسی کے پاس جاتا ہے۔ اس کی موت ہوجاتی ہے اور یہ سلسلہ نہایت پیچیدہ اور پُراسرار حالات پیدا کرتا ہے۔ پورے حالات جاننے کے لئے اس دلچسپ ترین ناول کا مطالعہ کریں۔

مصنف :۔ ولکی کالنز　　　　قیمت چار روپے آٹھ آنے

خونی شیطان مردجرار ڈاکٹر فومانچو کے ہولناک کارناموں کا ایک بالکل نیا ناول۔ جو اس کے سابقہ افسانوں سے بالکل غیر متعلق اور اپنے آپ میں مکمل ہے۔ آج ہی ایک جلد طلب فرماکر ڈاکٹر فومانچو کے سیاہ کارناموں کے بارے میں مزید حالات سے متعارف ہوجائیے۔

مصنف :۔ سیکس روہمر　　　　قیمت چار روپے آٹھ آنے

سرفروش اس ناول کا ہیرو سائمن ٹیمپلر عرف سنت ایک بے خوف اور نڈر انسان ہے۔ جو ان گنہگاروں کو سزا دینا اپنا فرض اولیں سمجھتا ہے، جو اپنی عیاری، سرمایہ اور حکومت کے عہدہ داروں سے تعلقات کا ناجائز فائدہ اٹھاکر انصاف کی مقررہ سزا سے بچ جاتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے حق میں ملک الموت ثانیہ ہوتا ہے۔ امریکہ کی حکومت تک اس کے کارناموں سے تھرا جاتی ہے۔ ہر مشکل پر قابو پاکر وہ اپنے منتہائے مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیسے؟

مصنف :۔ لیسلی چارٹرس　　　　قیمت چار روپے

سرائے والی داستان کے ہیرو راجہ فریسن کو حالات کی مجبوری سے لندن کے ایک ارزاں بورڈنگ ہاؤس میں سکونت پذیر ہونا پڑتا

ہے۔ سرائے کے عین پاس قتل اور چوری کی وودارداتیں ہوتی ہیں۔ کوشش کے باوجود کوئی قابل یقین راز ان وارداتوں کے بارے میں نہیں ملتا۔ مگر آخر میں جن واقعات کا انکشاف ہوتا ہے، حیرت انگیز ہیں۔

مصنف:۔ ای۔ فلپس آپنہم قیمت تین روپے آٹھ آنے

فرشتۂ انتقام نامی مجرم بلیک شرٹ کا بیٹا اس ناول کا ہیرو ہے۔ جو خود... فارغ البال ہے اور ٹھاٹ کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر یہی واقعات کا شوق جو نکہ اسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ مظلوموں کی حمایت اور جفاکاروں کی سرکوبی کا فرض اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ گونا گوں مشکلات کے باوجود انجام کار وہ جس طرح منزل مرادی تک پہنچتا ہے۔ قابل دید ہے۔

مصنف:۔ بروس گرائم قیمت تین روپے آٹھ آنے

خوفناک جزیرہ سرزمین برطانیہ کے قریب ایک جزیرہ میں بلائے گئے چند مہمانوں کی پراسرار ہلاکت کی عجیب اور حیرت انگیز داستان پہلی رات ایک مرد۔ دوسری رات ایک عورت مردہ پائی گئی اور بعد ازاں اموات کا یہ پراسرار سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی بھی زندہ نہیں رہتا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ ان کو مارنے والا کون تھا؟ جاننے کے لئے کتاب طلب فرمائیے

مصنف:۔ اگاتھا کرسٹی قیمت تین روپے آٹھ آنے

کالی نقاب بعض لوگ اپنی عیاری اور بڑے آدمیوں کے رسوخ سے... قانون شکنی کرتے ہوئے بھی پولیس اور قانون کی دسترس سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی ملک دشمن انسانوں کو سزا دینے کے لئے سیاہ پوشوں کی ایک جماعت عمل پیرا ہوتی ہے۔ بے حد دلچسپ اور حیرت انگیز ناول۔

مصنف:۔ سیلپر قیمت تین روپے آٹھ آنے

زہر ہلاہل جاسوسی ناولوں میں ایک اور ناقابل فراموش ناول کا اضافہ جس کا ایک ایک واقعہ آپ کے رونگٹے کھڑے کردے گا۔ آج ہی اس بے نظیر ناول کا مطالعہ کیجئے۔

مصنف :۔ ارل سٹانلے گارڈنر — قیمت چار روپے

شامت اعمال ناول سونی بیچ کے سلسلہ میں دوسری کڑی ہے جس میں قابل مصنف نے یہ ثابت کردکھایا ہے کہ جرم، بدی، اور سیاہ کاری سات پردوں میں چھپ کر بھی کی جائے تو بھی رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ شہزادی کے دشمنوں کو اپنے مقاصد میں ناکامی اور نامرادی ہوتی ہے اور وہ شہزادی کا بال بیکا نہیں کرپاتے۔ یہ ناول نہایت پُر درد اور سبق آموز ہونے کے علاوہ اسرار عظیم اور رُومان کا ایک زبردست عنصر اپنے اندر رکھتا ہے۔

مصنف :۔ اے نون — قیمت چار روپے

سانپ کی چوری ایک بڈھے پروفیسر کی موت بظاہر سانپ کے ڈسنے سے واقع ہوئی تھی۔ جب سکاٹ لینڈ یارڈ کا نامور جاسوس انسپکٹر فرنچ دوبارہ از سرِ نو تحقیقات کرتا ہے تو عجیب و غریب راز منکشف ہوتے ہیں۔

مصنف :۔ فریمن ولز کرافٹس — قیمت تین روپے آٹھ آنے

ویران محل لندن کے بازار کوئنز گیٹ کا مکان نمبر ۲۴ اکثی طرح کے عجیب اور حیرت انگیز واقعات کا مرکز ہے۔ اس دن سے لے کر کہ کپتان جونسن کی لاش اس میں پڑی پائی گئی۔ ایک سے ایک بڑھ کر پُر اسرار واقعات اس میں پیش آتے ہیں۔ جن کا حال پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مصنف :۔ ہربرٹ ایڈمز — قیمت تین روپے آٹھ آنے

قاتل کی بیٹی اپنی طرز کا پہلا اور آخری ناول جس کے ہیرو فاتح نارمن کا کردار آپ سے بے اختیار داد تحسین حاصل کرے گا۔ ایک ناکردہ گناہ آدمی کی جرم قتل میں سزا پائی۔ کس طرح نارمن نے اس کی حسین بیٹی کی مدد سے حقیقت کا انکشاف کیا۔ اس کا لطف ناول کے مطالعہ سے ہی آ سکتا ہے۔

مصنف:۔ برکلے گرے — قیمت چار روپے

دغا کا پتلا یہ ناول اس زمانہ کے واقعات کا دلچسپ ترین مرقع ہے جب آرسین لوپن بوڑھا ہو چکا تھا۔ اور جب اسے دنیا کی تمام آسائشیں میسر تھیں جس قدر شہرت اور دولت اسے درکار تھی۔ اس سے بہت زیادہ کا وہ مالک تھا۔ مگر کسی اور نوجوان نے اپنے آپ کو آرسین لوپن ظاہر کر کے دنیا کو حیران کر دینا چاہا۔ مجبوراً آرسین لوپن کو میدان عمل میں آنا پڑا۔ اصلی اور نقلی آرسین لوپن کا مقابلہ عجیب اور دلچسپ ہے۔

مصنف:۔ مارس لیبلانک — قیمت تین روپے

مقدس جوتا جوتا اور مقدس۔ خیر آپ کو حیران ہونے کی ضرورت نہیں کتاب منگائیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک جوتا بھی مقدس ہو سکتا ہے۔ اس جوتے کی خاطر کس قدر قتل کی وارداتیں ہوئیں یہ جان کر آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے

مصنف:۔ سیکس رومر — قیمت تین روپے

انصاف چار بے خوف انسان جو ظالموں کی سرکوبی اور مظلوموں کی حمایت کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ انگلستان کے وزیر خارجہ کو موت کا الٹی میٹم بھیجتے ہیں۔ باوجود احتیاط کے وزیر موصوف کی موت عجیب حالات میں ہوتی ہے۔ نہایت پراسرار ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے